

UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234244

UNIVERSAL
LIBRARY

محاربات عظیم

جو

حضرت علیا ملکہ معظمہ و کٹوریا قیصر ہند بالقابہا
کے عہد سلطنت میں ہندوستان کے سوا
انگلستان کے اور ملکوں کے ساتھ ہوئے اور بعض اور
واقعات جو وقوع میں آئے

مولفہ

خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاء اللہ صاحب

۱۹۰۴ء

پیشہ سلطان بیگ دہلی میں با تمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوعہ

محاربات عظیم

تاریخ عالم ہند

ذی القعدة ۱۲۸۵ھ

محمد علی شاہ

۱۲۸۵ھ

۹۰۹

د-م

اہتمام

محاربات عظیم و بھگستان کے اور ملکوں سے ہوئے
 ہیں جیسے کہ کریمیا۔ چین۔ مصر۔ سوڈان۔ افغانستان
 ٹرنسوال وغیرہ میں انکا مختصر حال اور بعض اور واقعات
 ضروریہ کا بیان تحریر کیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ محاربات
 و واقعات کو تفصیل سے بیان کرتا لیکن میری پیرانہ
 سالی نے انکو مختصر لکھنے کی اجازت دی زیادہ ان کو
 بڑھانے نہ دیا۔ ۹۔ نومبر ۱۲۸۵ھ

جنگ کریمیا

چالیس برس سے انگلستان میں امن امان چلا آتا تھا اگر کہیں ایشیا افریقہ میں لڑائیاں ہوئیں تو چھوٹی چھوٹی ایسی ویسی جنگ وائر لو کے بعد انگلینڈ نے جانا ہی نہیں کہ جنگ اصل میں کیا ہوتی ہے۔ نئی نسل یقین کرتی تھی کہ ہماری زندگی گلی کیا مسرتناک ہے کہ پیرالی لڑائیاں ہمارے دل بہلانے کے لئے پیرالنی کہانیاں ہو گئی ہیں۔ ہمارے یورپ میں اکھیر پچھاڑ ہو رہی تھی مگر انگلستان امن کے گنبد میں بٹھیا تھا۔ جیسے کہ ایک نئی نسل پیدا ہوتی ہے ایسے ہی ایک نیا مدرسہ پیدا ہو گیا تھا جیسا وہ ایمان سے معمور تھا ایسا ہی علمی خیانت آمیز منطق سے بھر ہوا تھا وہ بڑی بلاغت و فصاحت سے یہ سکھاتا تھا کہ قوموں کی باہمی قضیوں و تنازعوں کا تدار سے فیصلہ کرنا نہایت گراں قیمت و حشت ناک و پیر خطا و شرارت زرا ہے۔ انگلینڈ میں پہلے جو یہ قاعدہ تھا کہ دو آدمی دشمنی کے سبب سے جان ستان ہتیار لیکر آپس میں لڑتے تھے کہ ان میں سے کسی ایک کی جان جائے بالکل موقوف ہو گیا تھا۔ پس جب دو آدمیوں میں اس طرح لڑنا بالکل موقوف ہو گیا تو پھر اس بات کا یقین کرنا عقل کے خلاف نہیں تھا کہ دو قوموں میں کیوں جلد جنگ و پیکار بالکل موقوف نہ ہو جائے + جب وہ وزارت قائم ہوئی جس میں دونوں فریق وگ اور ٹوری متفق و متحد تھے تو بہت سے دانشمندوں کا یہ یقین تھا کہ جنگ کا ہونا یقینی موقوف ہو گیا اس بات کو اکثر آدمی بہت سوچتے نہ تھے یوں ہی بے چون و چرا یقین کر لیتے تھے۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں دیکھا ہی تھا کہ انگلینڈ یورپ کے ساتھ کہیں لڑا ہو بس یہ امر بمقتضاء طبع بشری تھا کہ ان کو یہ یقین ہو کہ جو بات اب تک دیکھی نہ ہو وہ آئندہ بھی دیکھنے میں نہ آئے۔ دفعۃً ناگاہ اس ایمن یقین کو اس سوال نے اڑا دیا کہ مشرقی یورپ کے ساتھ کیا کرنا چاہئے یہ امر یقینی تھا کہ صورت موجودہ تو قائم نہیں رہ سکتی آئندہ کا حال تحقیق نہیں کہ کیا ہو۔ یورپ کے جنوب مشرق میں صوبوں کے اندر خاندان عثمانیہ کی سلطنت نے استحکام پایا تھا۔ ترکوں میں جرار فاتحین کی بہت سی نیکیاں و مستقل صفات موجود تھیں مگر ان میں امن امان رکھنے کی قابلیت نہ تھی یا اسکی پروا نہ تھی۔ انکو کبھی اس کا خیال نہیں آیا کہ مفتوحین کے ساتھ ہم میل جول کریں یا وہ ہمارے ساتھ کریں ترکوں کا یہ قاعدہ نہ تھا کہ جو قومیں لڑنے

ماتحت محکوم رہیں انکے ساتھ سخت گیری کریں۔ نہ انکی یہ عادت تھی کہ وہ جنگو کافر جانیں ان پر
 جور و جفا کریں مگر کبھی کبھی حرارت مذہبی انکی ایسی جوش میں آتی تھی کہ وہ رعایا پر ایسا تشدد
 کرتے تھے کہ جس سے سارا یورپ سہم جاتا تھا اور اہل یورپ کے دلوں میں یہ خیال پیدا
 ہوتا تھا کہ یورپ کے جنوب و مشرقی گوشے میں جن فاتحین نے اپنے پاؤں جمائے ہیں وہ
 وحشی ہیں اور ہنوز وہ مہذب و شایستہ نہیں ہوئے مگر ان کا یہ قاعدہ تھا کہ جو قومیں انکے
 پیغمبر پر ایمان نہیں رکھتی تھیں ان کی مذہبی حماقتوں کو حقانیت کے ساتھ حقارت کی نظر سے
 دیکھتے تھے مگر ان پر غصہ نہیں ہوتے تھے بلکہ رحم کرتے تھے کہ وہ برسہا خطا ہونے میں مجبور
 ہیں اس میں شک نہیں کہ یورپ کی تمام عیسائی سلطنتیں خوشی سے یہ چاہتی تھیں کہ یورپ
 سے ترکوں کو خارج کر دیں مگر ترک نسلا کج نسل ایسے قوی و زبردست ہوتے جاتے تھے
 کہ کل اہل یورپ کو یہ خوف لگا رہتا تھا کہ وہ سب کو یورپ سے کہیں نکل دیں۔ مگر جب
 ترکوں کی قوت میں انحطاط شروع ہوا اور انکی وہ جرأت و قوت جو غیر قوموں کو دبائے بھی
 تھیں زایل ہوئیں تو مغربی سلطنتیں ایسی تدبیریں کرنے لگیں کہ یورپ کو ترکوں سے خالی کر لیں
 مگر ان تدبیر کے کرنے میں مغربی سلطنتیں متفق نہیں ہوئی تھیں پس یہ انکی نا اتفاقی نسبت
 ترکوں کی جنگی طاقت کے ترکوں کی سلطنت کی بقا کا سبب زیادہ تر ہوتی تھی۔ مگر روسیوں
 کی سلطنت کے وسعت پانے نے سلطنت عثمانیہ کی کایا پٹ دی اور ایک نئی صورت
 بنادی اس زمانہ میں روسیوں کی سلطنت کے وسعت پانے اور بڑھ جانے سے زیادہ کوئی
 امر تعجب خیز نہیں ہے۔ چند نسل پہلے روسیوں کی ایک حقیر بری سلطنت تھی وہ مشرقی
 یورپ کے وسط میں ایسی چاروں طرف سے گھری ہوئی تھی کہ جیل خانہ کی قیدی معلوم
 ہوتی تھی۔ مگر پیٹر اعظم کی ذہانت و بلند عزمنی وہ دلاوری نے اپنی سلطنت کی تنگ حدود کو
 توڑا اور روسیوں کو ان سے باہر نکالا اور سمندر تک اپنی سلطنت کی حدود کو بڑھایا ایک
 یاد و سلطنتوں کے بعد روس کی فرماں روا ملکہ کتھارین دوم ہوئی جو پیٹر اعظم کے قدموں پر غمندانہ
 چلتی تھی اس نے اپنی سلطنت کی حدود کو ان سمتوں میں بڑھایا جن میں پیٹر اعظم توجہ
 موقع آگے بڑھانے کا نہ ملا تھا۔ جب اس ملکہ کی سلطنت ختم ہوئی تو یورپ میں روس

کی سلطنت بڑی متکبر سلطنتوں کی ہمسرہ برابر ہو گئی اور اسکو انکے ساتھ عہد و پیمان کرنے کا استحقاق حاصل ہو گیا۔ پچھلے زمانہ میں جو سائنس اور تہذیب کے انکشافات بروئے کار ظاہر ہوئے تھے انپر روس بڑے شوق سے توجہ کرتا تھا ترکوں کی طرح اُن سے غافل و بے پروا نہ تھا۔ جو قوم یہ قصد کرتی ہے کہ وہ اپنی تہذیب کی نمائش بہ بسنت اپنی اصلی شائستگی کے زیادہ دکھائے تو اکثر اُسکا مال یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسی شائستگی و تہذیب میں زیادہ ترقی کرتی جاتی ہے جو اُسکے ہمالیوں کے وہم و گمان میں بھی غالباً نہیں ہوتی۔

نیو لین بونا پارٹ سے جو روس کی لڑائیاں ہوئیں تو روس کا بڑا اتحاد انگلینڈ و آسٹریا و پروشیا اور یورپ کی سلطنتوں سے ہو گیا جو پہلے سے شائستگی و تہذیب میں اس سے آگے بڑھی ہوئی تھیں اور سلطنتیں روس کو یہ سمجھتی تھیں کہ وہ بڑے کام کا دوست اور نہایت خوفناک دشمن ہے۔ بتدریج یہ معلوم ہوا کہ روس جیسا اور سلطنتوں پر حملہ آور ہے ویسا ہی انتظام حال کا محافظ بھی ہے۔ کچھ مدت کے بعد مغربی یورپ کی سلطنتوں لبرال کے دلوں میں یہ یقین واثق ہو گیا کہ تہذیب میں عام پسند خیالات کا بڑا سدا رہ روس ہے۔ اس معنی کو ترک بہ نسبت روس کے کم خارج ہیں۔ اب ترکی اپنی حالت پر قانع تھا۔ وہ پہلے سے جنگ آزمائی کرنے کے لئے عالی حوصلگی جرات والو العزمی کرنے سے جھجکتا تھا۔ بشرطیکہ اُس کے زیر دست فوجیں ہمارے اُسکو اپنی حالت میں چین سے رہنے دیں۔ مگر اُسکی اور روس کی سلطنت کا بہت جگہ ڈانڈا مینڈا ملا تھا مٹھ بھیر دونو میں ہوتی رہتی تھیں۔ یورپ میں بہت سے ایسے صوبوں میں ترکی فرماں روائی کرتا تھا جنکے باشندے زیادہ تر روسیوں کے ہم نسل وہم مذہب گریگ چرچ کے عیسائی تھے۔ بس اس طرح اشاعت ہوئی اور روسیوں میں دو تارشتہ مندی نکلتی۔ ترک جو ان صوبوں کے عیسائی باشندوں کے ساتھ سلوک کرتے تھے اور برتاؤ برتتے تھے اس پر ترکوں اور روسیوں کی باہم پر خاش و خج شروع ہوتی تھی۔ اہل روس اپنے عیسائی مذہب کے بڑے پابند و متعصب ہوتے ہیں۔ وہ اپنے شہنشاہ سے کبھی مانوس نہ ہوتے اگر وہ عیسائیوں کی نسبت جو ترکی کی حکومت میں رہتے تھے۔ اپنا نہایت مستقل ارادہ یہ ظاہر نہ کرتا کہ وہ اُس

کا محافظ و معاون ہوگا۔ غالباً اس امر میں زیادہ تر اہل روس اور مدبران اہل روس بلا
درست باز ہوں مگر یورپ کی اور سلطنتیں اُن پر یہ شبہ کرتی تھیں کہ روسیوں نے ٹرکی کے
عیسائیوں کی حمایت کا ایک مذہبی بہانہ اس لئے بنایا ہے ایک نئی سمت میں یورپ
کے جنوب میں اپنی سلطنت کی سرحد بڑھائیں اہل یورپ نے خوب دیکھ لیا تھا کہ روسیوں
نے کس فریب و دغا بازی اور دلیری سے مہمات عظیم کر کے اپنی سلطنت کو اور مقامات
میں سمندر تک وسعت دی تھی۔ اب وہ یہ الوالخرمی کر رہا ہے کہ قسطنطنیہ و بوسفورس قبضہ
کیجئے۔ یہ ایک افواہ مشہور ہے کہ پیٹر اعظم نے ایک وصیت نامہ لکھا تھا کہ جس میں اُس نے
اپنے جانشینوں کو حکم دیا تھا کہ وہ کبھی اپنی کوشش کو مقصود مذکور کی پولیسی میں موقوف
نہ کریں۔ یہ خاص نو شہ پیٹر اعظم کا الیا واجب التعمیل حکمنامہ سمجھا گیا کہ اس کے حکم کے
موافق تمام جانشینوں نے کبھی اس کام میں اپنی ہمت و سعی کو مست نہیں کیا کہ شمال
میں بحر بالٹک کے کناروں تک اور جنوب میں قسطنطنیہ اور ہندوستان تک جہاں تک
بڑھانا ممکن ہو اپنی مملکت کی حدود کو بڑھائیں۔ بس بمقتضاء طبع بشری تمام سلطنتوں
کا یہ کام تھا۔ کہ گورنمنٹ عثمانیہ میں جو عیوب موجود ہیں وہ روسیوں کی مدد کرنے
کے لئے بہانہ نہ بنائے جائیں کہ جس سے اُسکو خاص الوالخرمی و بہاد طلبی کا مقصد
حاصل ہو۔ البتہ اس میں انگلینڈ کی خاص غرض یہ تھی کہ اس کے قبضے میں نہایت
پُر امن و بے خوف و خطر ملک ہندوستان تھا بس اس کی شاہ راہ میں روس
سدا رہ ہونے کے لئے جو حرکت کرتا تھا۔ اُس کو وہ بڑی توجہ سے دیکھتا تھا۔
انگلینڈ ٹرکی روس ایک لحاظ سے ہم حالت ہیں کہ وہ سب یورپ و ایشیا میں
حکومتیں رکھتے ہیں مگر ٹرکی کے دولت و اقبال زحمت سفر باندھے بیٹھے تھے اس کے
تاج شرف و اقبال سے لعل و گوہر جھڑتے شروع ہو گئے تھے اس کے جاہ و جلال و کد و فر
نظر سے گر گئے تھے اس کا وہ زمانہ نہ رہا تھا کہ کسی بڑی سلطنت میں مداخلت بھی کرتا
اسکے برعکس مشرق میں انگلینڈ و روس میں بمقتضاء طبعیت بشری عداوت تھی۔
روسی اپنی سلطنت کی سرحد کو ہندوستان کی سلطنت کی طرف بڑھاتے تھے۔ انگلینڈ

کے افسروں کو انگریزی سفیروں کے جاسوسوں نے یہ اطلاع دی کہ وسط ایشیا میں روسی سازشوں کی شہادتیں ہمارے روبرو آتی ہیں۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ افغانستان میں انگریزی پولیسی کی کارروائی میں روسی سازشیں اصلی یا فرضی کی قدر اثر رکھتی تھیں بس روسیوں کی ان حرکتوں سے انگریزوں کے خاص مدبروں کے اور اور جماعتوں کے دلوں میں یہ بات بٹھ گئی کہ ترکی کی سلطنت کو بالکل صحیح و سالم رکھنا انگلینڈ کا قومی فرض ہے۔ روس اس وجہ سے کہ وہ ہم مذہب وہم نسل ان عیسائیوں کا تھا جو ترکی کی رعیت میں تھے ترکوں کے ساتھ عداوت مزمنہ رکھتا تھا اور انگلینڈ اس سبب سے کہ ایشیا میں روس کا قبضہ تھا روس کا دشمن تھا آخر کو وہ زمانہ آگیا کہ روسیوں کے ساتھ انگلینڈ کھلم کھلا لڑنے لگا۔ یہ زمانہ نکولاس شہنشاہ روس کے آخر سلطنت میں آیا اس نے جنگ کا آغاز دیکھا انجام نہ دیکھا۔ نکولاس کے سیرت عجیب و غریب تھے ایشیا میں اسکے بہت سے طریقے ایشیائی مطلق العنان بادشاہوں کے تھے اس میں بہت سی صفات جلید و حمیدہ و جمیدہ تھیں۔ ایک زمانہ وہ انگلینڈ میں بڑا ہر دل عزیز تھا۔ جب وہ ملکہ معظمہ سے ملنے آیا تھا۔ تو ایسی باتیں کرتا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکا سب سے بڑا اپکا ارادہ یہ ہے کہ وہ دوستانہ رابطہ اتحاد و وداد انگلستان کے ساتھ رکھے اس میں ذرا شبہ نہیں کہ وہ انگلینڈ سے بے ریا دوستی و اخلاص کا خواہاں تھا اور آخر تک اس کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ جس طریقہ پر میں چل رہا ہوں انگلینڈ اس کا مانع و سنگ راہ ہوگا اسکے بھائی اور روس کا پہلا شہنشاہ انگلینڈ کے خالص محب و مخلص دوست تھے آئی ڈیل ہیر وڈ لوک و لنٹن تھا اس نے اپنے دل میں ٹھان لیا تھا کہ ترکی کی غنایم کو جو عنقریب تقسیم ہونے والی ہیں۔ وہ اور انگلینڈ اپنے حسبِ مراد تقسیم کرینگے اور اس تقسیم سے ایسے دو نو ملکہ انتظامات کرینگے کہ دنیا میں امن و امان رہے گا +

جب ۱۸۴۳ء میں انگلینڈ میں نکولاس دوبارہ آیا تو ڈیلوک و لنٹن اور لارڈ امبروس وزیرِ دول خارجہ سے اسکی کئی دفعہ گفتگوئیں ترکی کے باب میں ہوئیں کہ آئندہ ترکی کیا امیدیں دلاتا ہے اور جب ترکی کی سلطنت تباہ ہوگئی تو کن واقعات کے ظہور میں آنے کا احتمال

قوی ہے یہ اسکو یقین تھا کہ ٹرکی کی سلطنت غمغریب تباہ ہونے والی ہے۔ جب وہ روس کو واپس گیا تو اس نے اپنے اور اپنے ہم خیال مدبران انگلینڈ کے خیالات کو ایک تحریر میں قلمبند کیا۔ یہ نوشتہ کہے دیتا تھا کہ ٹرکی کے لئے یہ حکماً واجب ہوا کہ ہم اس کو اپنے معاہدوں پر قائم رکھیں اور اس سے اس کی عیسائی رعایا کے ساتھ نیک سلوک ورعائشیں کرائیں۔ اور انگلینڈ اور وہ دونوں یکساں ٹرکی کو قائم و سلامت رکھنا چاہیں۔ مگر ان دونوں سلطنتوں پر یہ نفس الامری بات مخفی نہیں رہنی چاہئے کہ سلطنت عثمانیہ خود اپنی ذات میں بہت سے عناصر تحلیل رکھتی ہے اور بہت سے واقعات جو بالفعل نظر نہیں آتے ایسے ہیں کہ کسی نہ کسی وقت میں واقع ہو کر ٹرکی کو پائمال کر دینگے ایسی صورت میں کہ آئندہ کا حال تحقیق نہیں کہ کیا ہو مگر وہ فقط اس ایک خیال پر مبنی ہو سکتا ہے جو کل میں بھی آسکتا ہے کہ جب ٹرکی پر کسی صدمہ اور بلا کے آنے سے خوف پیدا ہو تو اسکی وقوع کی صورت میں وہ اس طرح گھٹا دیا جائے کہ انگلینڈ اور روس دونوں آپس میں ہمارے و ہمراہ ہوں اور یہ متفق اُترے ہونا اور بھی زیادہ مفید آسٹریا کی منظوری سے ہو سکتا ہے جو روس کے ساتھ بالکل اتفاق رکھتا ہے۔ یہ نوشتہ لندن بھیجا گیا وہ فورین افس کے پُرانے کاغذات میں رکھا گیا۔ روس کے شہنشاہ کو یقین تھا کہ انگلینڈ کے مدبران ملکی اسکے ہمراے وہم خیال ہونگے اس لئے یہ امر قابل افسوس ہے کہ انگریز مدبران ملکی نے نکولاس کے خیالات سنکر اس کو بہت صفائی سے نہیں بتلایا کہ وہ اس کے ساتھ کسی مطلب میں متفق ہونے کو نہیں قبول کرتے انہوں نے روس کے شہنشاہ کو شد و مد سے یا ٹھیک طور سے اپنے مصمم ارادہ پر مطلع نہیں کیا کہ ہم اُس کی سازشوں میں شریک ہو کر لڑائی کا کام ہرگز نہیں کریں گے۔ وقت آگے چلا زار روس کو ایک اور موقع ملا کہ وہ اپنے تمام تدابیر و منصوبوں کی توجیہ انگلینڈ کو بتلائے۔ جنوری ۱۸۵۳ء میں انگلینڈ کے وزیر سر سمیلٹن سی مور سے جو روس میں انگریزی سفیر تھا شہنشاہ نے ٹرکی کی آئندہ حالتوں کی اور اُن انتظامات کی نسبت جو انگلینڈ اور روس مل کر کریں گفتگو میں بار بار کیں۔ روس کو شہنشاہ

نے ٹرکی کا نام قریب المرگ بیمار رکھا تھا اس نے یہ زور دے کہا کہ انگلینڈ اور روس کو چاہئے کہ پہلے ہی سے سلطنت عثمانیہ کی وراثت کی تقسیم کے انتظامات کرے اس بیمار کی موت کے دن عنقریب آگئے ہیں۔ اگر انگلینڈ اور وہ دونوں آپس میں متفق الٹے ہو جائیں تو پھر اس کو پروا نہیں کہ اور سلطنتیں کیا خیال کرتی ہیں اور کیا کہتی ہیں۔ اس نے کہا کہ ٹرکی میں لاکھوں عیسائی رہتے ہیں۔ جنکے حقوق کی نگرانی و محافظت میرے ذمے ہے اور یہ نگرانی و محافظت مجھ کو عہد و پیمان کے موافق حاصل ہوئے ہیں۔ زار روس کے دل پر نقش تھا کہ بظاہر وہ اور انگلینڈ اس معاملہ میں متفق الاغراض ہیں اُسکو کچھ اور خیال سوائے اس کے نہ تھا۔ کہ وہ کشادہ دلی سے آزادانہ اس معاملہ میں انگلینڈ سے بائیں کرے لیکن سرہملٹن نے جب شہنشاہ روس کی ان باتوں کو گورنمنٹ پر ظاہر کیا تو پھر نکولاس پیرانگریزی گورنمنٹ کو کچھ اعتبار نہیں رہا۔ انہوں نے صرف اس کو یہ جانا کہ وہ سازش کرنے والا ہے۔ انگلش منسٹر اور انگلش گورنمنٹ نے شہنشاہ کی اس تجاویز کا یہ جواب دیا کہ انگلینڈ کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی سلطنت کے برباد و تباہ کرنے کے انتظامات میں شریک ہونا نہیں چاہتی۔ اور انگلینڈ کی یہ خواہش نہیں ہے کہ ٹرکی کے کسی مقبوضہ ملک پر وہ قابض ہو۔ سرہملٹن ہی مور کے ساتھ شہنشاہ کی گفتگو تو ان ارداتوں کی تاریخ میں جو اس زمانہ میں وقوع میں آ رہی تھیں ایک قصہ کے اندر قصہ آگیا۔ اب اصل تاریخ سنو کہ پٹیاٹین یا قسطنطنیہ کی زیارت گاہوں اور مقدس مقامات کے باب میں مدت سے ایک فساد چلا آتا تھا۔ اس میں گریگ چرچ اور لٹین چرچ دو فریق مدعی و مدعا علیہ تھے روس کا شہنشاہ گریگ چرچ کا حامی تھا اور شاہان فرانس ایک مدت دراز سے۔ لٹین چرچ کے محافظ چلے آتے تھے۔ وہ زیارت گاہیں اور مقدس مقامات جن پر لٹین چرچ قبضہ رکھنے کا دعوے کرتا تھا یہ تھیں میثیم کا کلیسا، اعظم اور معبد ولادت اور حضرت مریم کی قبر اور پتھر جس پر تیل ملا جاتا تھا اور مقدس مزار کے گرجا کی سات محرابیں حضرت مریم کی۔ فرانس کے بادشاہ فرانسس اول کے عہد میں سلطان سے

ایک معاہدہ ہوا تھا جس کے موافق پبلیٹائن میں مقدس زیارت گاہوں اور درگاہوں کا اور ان گاہوں کا جو ان کے مجاور ہوں شہنشاہ فرانس محافظ تھا۔ لیکن بعد ازاں سلطان سے گریگ چرچ نے بھی ایسے فرامین حاصل کر لئے تھے جنکے موافق گریگ چرچ والے بھی ان مقدس زیارت گاہوں پر ایسا ہی مجاور ہونے کا اپنا استحقاق رکھتے تھے جیسے کہ لیٹن چرچ والے۔ ان دونوں میں ہمیشہ آپس میں دنگے فساد ہوتے رہتے تھے۔ اور یہ فساد اس سبب سے اور زیادہ سنگین ہو گئے کہ فرانس ایک گروہ کے مفسدوں کا اور روس دوسرے گروہ کے مفسدوں کا حامی تھا۔ یہ دعوے جو مجاور کرتے تھے انکو سلطنتیں کرنے لگیں۔ اگر ذرا سا بھی فائدہ لیٹن چرچ کو حاصل ہوتا تو روس انکو اپنی ذلت و ہتک جانتا تھا اور اگر گریگ چرچ کو کچھ مل جاتا تو فرانس اس کو اپنی سرزنش جانتا۔

کرمیا کی لڑائی سے پہلے فرانس نے اس باب میں چھڑ چھاڑ شروع کی فرانسیسی سفیر مسٹر ڈی لدوالبنی نے دھمکا یا کہ پاد کے سر پر فرانسیسی بیڑا اپنا رخ دکھائے گا۔ اور یہ بھی اشارہ کیا کہ اور تسلیم پر فرانس قبضہ کرے گا۔ اور اس کی ساری زیارت کی درگاہوں کا مالک ہو گا مشہور ہے کہ اس دھمکی کا سبب یہ تھا۔ کہ پولین ابھی فرانس کا شہنشاہ ہوا تھا وہ دل سے یہ بات چاہتا تھا۔ کہ اہل فرانس کی توجہ اندرونی پولی نکل معاملات سے ہٹ کر کسی بیرونی خالیش ستورش انگیز پولیسی میں مصروف ہو جائے۔ بس یہ جو مشرقی و مغربی کلیساؤں میں فسادات پیدا ہوئے تو اس کو ایک موقع ہاتھ لگا کہ وہ فرانس کی قوت کا جلال اور نظام جدید کی شان دکھائے اس میں اس کو نہ کوئی بڑا خوف تھا نہ کوئی اس میں بڑی باز پرس تھی۔ اس تمام فساد کی جڑ جس سے مشرقی جنگ پیدا ہوئی اور مشرقی معاملات میں بیج پر بیج پڑے عہد نامہ کو چک کنارجی کی ایک دفعہ بنائی جاتی ہے یہ عہد نامہ ۱۸ جنوری ۱۷۶۳ء کو اس جنگ کے بعد لکھا گیا تھا۔ کہ روس کی ملکہ مغظمہ کتھرین دوم نے لشکر طرکی پر فتح کامل حاصل کی تھی اس عہد نامہ کی ساتویں دفعہ میں لکھا تھا

رفیع الشان سلطنت ٹرکی ہمیشہ عیسائی مذہب کی رعایا کی اور ان کے کلیساؤں کی محافظت کر لگی اور نیز روس کے شاہی سفیر کو اجازت دی گئی کہ سب مواقع پر وہ کلیساؤں میں اپنے قائم مقام یعنی وکیل مقرر کرے اور قسطنطنیہ میں اپنا نیا گرجا تعمیر کرے اس گرجا گھر کا بیان عہد نامہ کی دفعہ ۱۴ میں آئیگا اور ان کلیساؤں میں جو گناہیں اور اہل کار کام کرنے کے لئے مقرر کئے جائینگے۔ وہ ایسے سمجھے جائینگے کہ ایک ہمایہ کی بے یاد دست سلطنت کے معزز و معز عہدہ داروں نے ان کو مقرر کیا ہے۔ اس دفعہ میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے کہ جو پڑھنے والے کو مغالطہ میں ڈالے۔ عہد نامہ کی چودھویں دفعہ میں بھی الفاظ کے معانی میں کوئی دقت و پیچیدگی ایسی نہ تھی کہ جس کے سبب سے مصیبت ناک نتائج وقوع میں آتے۔ اس دفعہ میں سیدھے سادھے طور پر روس کے اولیاء دولت کو اجازت دی گئی کہ وہ قسطنطنیہ میں بمقام غلط ایک عام کلیسیا تعمیر کرائیں جس میں گریک چرچ کی مراسم ادا ہوا کریں اور یہ نیا گرجا علاوہ اس چھوٹے گرجا کے ہوگا۔ جو سفیر روس کے محل میں بنا ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ سلطنت روس کے سفیروں کی محافظت و حراست میں رہے گا۔ جو اس کو تمام نقصاتوں اور مزاحمتوں سے بچائے رکھینگے۔ ان دونوں دفعوں کے معانی صاف و آسان ہیں اور ان میں کوئی اعلیٰ درجہ کا مضمون بھی نہیں ہے۔ چودھویں دفعہ میں لکھا ہے کہ روسیوں کو اجازت ہے کہ وہ قسطنطنیہ میں گرجا تعمیر کر لیں اور ساتویں دفعہ میں لکھا ہے کہ سفیر روس مجاز ہے کہ اس میں اپنے وکیل اور اہل کار کام کرنے کے لئے مقرر کرے اب کوئی پوچھے کہ ان دفعوں میں کون سے ایسے الفاظ ہیں کہ جن کے سبب سے اختلاف معانی پیدا ہوئے مگر روس نے یہ اختلاف نکالا کہ ساتویں دفعہ کی روسے اس نے اپنا یہ دعوے پیش کیا کہ جب ٹرکی نے روس کو ایک خاص چرچ کے عبادت کرنے والوں کے معاملات میں مداخلت کرنے کا استحقاق دیدیا تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو تمام اس قسم کی عبادت کرنے والوں پر جو سلطنت ٹرکی کے ہر مقام میں رہتے ہیں یہ استحقاق نہ حاصل ہو۔ بس روس کو گریک چرچ کے کل عیسائیوں کے محافظ

ہونے کا استحقاق حاصل ہے۔ جنگ کریمیا سے پہلے روس نے جتنے عہد و پیمان سلطان روم سے کئے اُن میں مقصد اعظم اُس کا یہ تھا کہ ترکی کی سلطنت جتنی یورپ میں ہے اس کے گریک چرچ کے عیسائیوں کی محافظت اس کے حوالہ کی جائے۔ روس کے اس دعوے کے تسلیم کرنے کے معانی یہ تھے۔ کہ یورپ میں جو سلطنت ترکی ہے اُس کی رعایا کے بڑے حصہ کا روس حکمراں اور محافظ ہو جائے۔ سلطان خود اپنی سلطنت کا مالک نہ تھا۔ اس لئے گریک چرچ کے عیسائیوں نے بالطبع شہنشاہ روس کو اس استحقاق کے سبب سے کہ وہ ان کے معاملات میں مداخلت کر سکتا ہے سلطان کی نسبت اس کو زیادہ زبردست مانا انہوں نے جان لیا کہ جو فساد ہم کھڑا کرینگے۔ اس کا فیصلہ آخر کو شہنشاہ روس چمکائے گا۔ سلطان روم فیصلہ نہیں کرینگا۔ بس وہ بجائے سلطان کے شہنشاہ روس کو اپنا فرمانروا بادشاہ جاننے لگے۔ اب ان باتوں کے چہرہ سے یہ امر عیاں ہے کہ کسی سلطنت کا فرمان روا اس بات کو قبول نہیں کرینگا۔ کہ وہ اپنی رعایا کے بڑے حصہ کو کسی زبردست اجنبی بادشاہ کے حوالہ کر دے۔ اگر بالفرض ترکی کو اپنی آخر محافظت کا کوئی چارہ سوائے اس کے نہیں ہوتا کہ وہ روس کو اپنی رعایا حوالہ کر دیتا تو شہنشاہان روس پر یہ الزام نہیں عائد ہوتا کہ انہوں نے اس تجویز کی تعمیل کے لئے اصرار کیا۔ درحقیقت عہد نامہ کے واقعات کے الفاظ ایسے صاف تھے کہ ان کی رو سے روس یہ دعوے نہیں کر سکتا تھا جب روس نے اپنے دعوے کو صاف الفاظ میں بیان کیا تو وزراء انگلینڈ نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ جنگ کریمیا سے پہلے جو طول طویل عہد و پیمان ہوئے اُن میں ڈبلٹنسی ہیں یہ زور نہ تھا کہ وہ کوئی نیک کام کرتی۔ اس کی دلیل صاف ہے کہ شہنشاہ روس کا عہد و پیمان کرنے میں جو مقصود تھا اُس کو یورپ کی اور سلطنتیں قطعی نہیں قبول کر سکتی تھیں۔ زیارات مقدسہ کے باب میں جو تنازع تھا وہ آسانی سے رفع ہو گیا۔ ترکی نے اس باب میں بہت کم پروا و احتیاط کی اور خاص شرائط کو نام کر کل فساد سے نجات پائی مگر روس نے اپنے مطالبوں کو اور بڑھایا۔

اور شاہزادہ منٹس جی کو ف جو اکھڑ اور سخت طبع اور مغلوب الغضب تھا قسطنطنیہ میں سفیر بنا کے بھیجا کہ وہ سلطان سے درخواست کرے کہ عہد نامہ کے موافق اپنی عیسائی رعایا کی محافظت اُس کو سپرد کرے۔ ترکی نے اس درخواست کو نا منظور کیا تو منٹس جی کو ف غضب ناک ہو کر چلا آیا۔ شہنشاہ نولاس اپنی سپاہ کے دو ڈوئٹرن بالفعل پر تھم کو بھیج دئے کہ وہ اضلاع ڈینیوب مولڈوویا یعنی بغداد اور والا کیا لینے اخلاق پر قبضہ کر لیں۔

اس وقت میں بھی ڈیوٹسی نے اپنے راز کو چھپائے رکھا وائٹا میں ایک نوٹ مرتب ہوا جس کو فوراً روس نے منظور کر لینے کے لئے کہا۔ چار سلطنتیں۔ آسٹریا۔ فرانس۔ برطانیہ اعظم۔ پروشیا۔ اس بات پر متفق ہوئیں کہ روس اور روم میں لڑائی نہ ہونے دیں اور ان میں بیچ بچاؤ کراویں۔ ابتدا میں یہ چاروں سلطنتیں اس نوٹ سے اور فوراً شہنشاہ روس کے منظور کر لینے سے متاثر ہوئیں۔ اور لارڈ فورڈین ریڈ کلف قسطنطنیہ میں سفیر انگلشیہ تھا اور وہ اس عہد و پیمان میں بڑی ذہانت و کدکاد سے کام کر رہا تھا۔ اگر وہ مداخلت نہ کرتا تو ظن غالب تھا کہ چاروں سلطنتیں اس نوٹ کو منظور کرنے پر متفق ہو جاتیں لیکن سفیر مذکور نے دیکھا کہ یہ امر صاف عیاں ہے کہ اس نوٹ کا منظور کرنا حقیقت میں روس کی خاص اس بات کا منظور کرنا ہے جس کا خواستگار وہ تھا اور تمام یورپ اس کے منظور کرنے سے ناراض تھا۔ مثلاً نوٹ میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کہ عالی جناب سلطان کی گورنمنٹ کنیارجی اور ایڈرونیوں کے عہد ناموں کے ان معاہدوں کو ایفا کرے گی جو عیسائی مذہب کی محافظت سے متعلق ہیں نوٹ میں یہ الفاظ شہنشاہ روس کے اطمینان خاطر کے لئے مندرج ہوئے تھے ان الفاظ کے معانی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کنارجی کے عہد نامہ کے معانی جو روس بیان کرتا تھا۔ اور جس پر اسکو اصرار تھا۔ وہ صحیح تسلیم کئے گئے۔ روس اس میں کوئی ترمیم نہیں چاہتا تھا۔ غرض سفیر نے اس نوٹ کو اپنی حسن تقریر کے زور سے سلطان سے نا منظور کرا دیا۔

بس اس وقت سے آئندہ روس و روم کے درمیان صلح رہنے کی کوئی اُمید باقی نہیں رہی۔ سپاہ انگلشیہ نے مالٹا کی طرف حرکت کی۔ چالیس برس سے انگریزوں نے لڑائی کو بہت کم دیکھا تھا۔ انکو یہ تماشا تھا۔ کہ وہ یہ دیکھیں کہ مشرق کی طرف سپاہیں لڑنے کے لئے جاتی ہیں لندن و یورپول و سووٹھپٹن کے بازاروں میں ان کی بڑی بھڑکتی ہوئی اور گرم جوشی سے وہ سپاہ کو چرندیتے۔

اس وقت ٹبر کی پیر ایک سیل بلایہ آئی کہ ۳۰ نومبر ۱۸۵۳ء کو روسیوں نے ترکوں کے برے کو اور بحری سٹیشنوں کو اور بحر اسود کے جنوبی کنارہ پر بہت سے بندرگاہوں کے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اب اس سے روس و روم کی جنگ حقیقت میں شروع ہو گئی۔ ترکوں نے جنگی کاموں کا آغاز کیا جب انگلینڈ میں یہ خبر آئی کہ روسیوں نے سنوپ میں ایسی دغا و فریب سے وحشیانہ قتل عام کیا کہ جس کی کہیں نظیر نہیں تو اہل انگلینڈ کے سینوں میں آتش غضب مشتعل ہوئی۔ اور انہوں نے روسیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم مصمم کیا۔

روس سے فرانس اور انگلینڈ نے متفق ہو کر کہا کہ انہوں نے یہ عزم مصمم کر لیا ہے کہ روس کو پھر دوبارہ وہ وحشیانہ حرکتیں نہ کرنے دیں جو اس نے سنوپ میں کیں ہیں۔ اُن کے بڑے بحر اسود میں داخل ہونگے۔ ان کو یہ احکام دئے گئے ہیں کہ بحر اسود میں جو روسیوں کا جہاز ہے اس سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ سپاس ٹوپول کو واپس جائے اور اگر ضرورت ہو تو زبردستی وہ روک لیا جائے۔ اور جہازیں روسی جو ٹبر کی کی مملکت پر یا اس کے علم پر حملہ آوری میں پیش قدمی کریں تو وہ بزور روک دئے جائیں یہ حقیقت میں اشتہار جنگ تھا۔ جب یہ مغربی کی بیٹیوں کا رنویوٹن شہنشاہ روس کے پاس بھیجا تو اس نے لندن اور پیرس سے اپنے سفیروں کو واپس بلا لیا اس طرح سے ۲۱ فروری ۱۸۵۴ء کو ان سلطنتوں میں سلسلہ سفارت بالکل منقطع ہو گیا اس سے چھ ہفتے پہلے انگریزوں اور فرانسوں کے بڑے بحر اسود میں داخل ہوئے۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ روم و روس کے درمیان بیچ بچاؤ کرنے کے لئے چار سلطنتیں متفق ہوئی تھیں۔ اُن میں سے دو پروشا اور آسٹریا جدا ہو گئیں۔ انہوں نے فرانس

اور انگلینڈ کو چھوڑ دیا کہ وہ جس راہ پر چاہیں چلیں۔ اس جنگ میں بڑا معاملہ ابنائے طرابلس اور بوسفورس کا تھا جسے آسٹریا و پروشیا کی کوئی غرض متعلق نہ تھی۔ انہوں نے آپس میں یہ انتظام کر لیا کہ اگر ٹرائی زیادہ اپنے پاؤں پھیلانے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے معاون و محافظ ہوں۔ کل بحر اسود کو روسیوں اور ترکیوں کے ملکوں نے گھیر رکھا ہے روسیوں کے لئے جنوب میں باہر جانے کے واسطے صرف ایک راہ بحر اسود ہے اور بحر اسود سے باہر نکلنے کی راہ صرف ایک تنگ نہریا ابنائے ہے جس کو بوسفورس کہتے ہیں۔ اس کا طول سترہ میل ہے اور عرض اس کا کھینچا تانی سے آدھ میل مگر وہ سب جگہ بڑی عمیق ہے اس کے ہر طرف کناروں کے درمیان جنگی جہاز تیر سکتے ہیں وہ شہر قسطنطنیہ اور نواح ایشیائی سکیوٹری کے درمیان گزرتی ہے۔ اور بحر مارمورا سے ملتی ہے اور بحر مارمورا سے باہر نکلنے کی راہ مغرب میں نہریا ابنائے ڈارڈنیلز ہے جو جزیرستان میں ہوتی ہوئی بحر مدیترنین سے ملتی ہے۔ نہر ڈارڈنیلز بھی نہر بوسفورس کی طرح تنگ اور عمیق ہے۔ اس کا طول چالیس میل ہے ہر شخص نقشہ کو ہاتھ میں لیکر دیکھ سکتا ہے کہ بحر مارمورا کی ہر انتہا پر ان اباؤں کا اثر یکساں ہوگی اور روس پر پڑتا ہے۔ ان اباؤں میں جنگی جہازوں کی آمد و رفت کو بند کر دینے سے سلطان کی دارالسلطنت پر ہمدرد کی طرف سے کسی طرح سے حملہ نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے بند کرنے سے بحر اسود کے روسی بیڑوں کے لئے کوئی راہ بحر مدیترنین اور مغربی دنیا میں جانے کے لئے نہیں رہتی۔ یہ دونو ابنائے بحر نہیں ہیں بلکہ وہ تنگ نہریں ہیں جنکے کناروں پر ترکی کی مملکت ہے اس لئے سلطان روم اپنے اس استحقاق کا دعوئے رکھتا ہے۔ کہ وہ ان اباؤں میں غیر ملکوں کے جنگی جہازوں کو نہ آنے دے۔ عہد ناموں میں مسلسل ان اباؤں کے بند کرنے کا مضمون مندرج ہوتا ہے۔

سلطان پر واجب تھا کہ وہ صلح کے زمانے میں ان اباؤں کو بند رکھتا اور جنگ کے وقت میں بھی بغیر اپنی اجازت کے ان میں جہازوں کو نہ آنے دیتا بس اس عہد نامہ کے موافق بحر اسود کے رانچہ بیڑوں کی راہ بحر مدیترنین اور مغربی یورپ میں بالکل

مسدود تھی۔ جس پر بالطبع روس بڑا خفا و ناراض تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کی مرضی یہ بھی نہ تھی کہ ان آبنائوں کے بند ہونے کی قید اٹھ جائے جس کے سبب فرانس اور انگلینڈ کے بیڑوں کی راہ بھر اسود میں کھل جائے۔ اس لئے روس کی بڑی الوالفرمی یہ تھی کہ وہ قسطنطنیہ اور ان آبنائوں کو اپنے قبضے و تصرف میں کرے۔ مگر اس الوالفرمی کا پورا ہونا بڑا دشوار اور خطرناک تھا۔ اس لئے وہ یہ چاہتا تھا کہ سلطنت عثمانیہ پر اپنا رعب داب ایسا جماے کہ وہ اس کی تابع ہو جائے۔ اور بہرہٗ نچ کسی اور بڑی سلطنت کے رعب داب و برتری کو جن کا وہ خود خواستگار تھا۔ جتنے نہ دے۔ بس اس الوالفرمی اور درمیانی دعووں و تنازعوں کا میلان جو ان آبنائوں کی بند یا کشادگی طرف تھا کل یورپ کے لئے علی العموم اور سلطنتوں پر روس کی فوقیت و برتری کے لئے ایک مہتمم بالشان امر تھا۔ اور اس سے بڑی سلطنتوں کا بھی تعلق تھا۔ اول درجہ کا تعلق انگلینڈ کا ہندوستان کے سبب سے دوم درجہ کا تعلق فرانس کا بحر مدیترنین اور بحری قوت کے سبب سے۔ تیسرے درجہ کا تعلق بہت بعید آسٹریا کا اور سب سے نہایت ہی کم پر و شا کا تھا انگلینڈ میں زیادہ تر آدمیوں کو یہ جنگ پسند تھی کچھ تو اس سبب سے کہ وہ مسائل صلح اور تو فنگری تجارت کے برخلاف نہ تھے۔ اور کچھ اس سبب سے کہ اس میں ایک جدت تھی۔ انگلینڈ میں ایک سوسائٹی صلح پسند تھی مگر اس ملک کے لوگوں کے دلوں پر اس کے مقولوں اور مسائل کا کچھ اثر نہیں پیدا ہوا تھا۔ جب جنگ کریمیا شروع ہوئی ہے تو اس سوسائٹی کے مرید بہت نہ تھے۔ قوی پولیسی پر وہ بہت ہی کم اثر رکھتے تھے۔ ان پر زبان درازیاں ہوتی تھیں ان کی ہنسیاں اڑائی جاتی تھیں۔ اس سوسائٹی کے دو بڑے نامور ممبرسٹریٹ اور سٹروڈین تھے۔ جن پر زیادہ تر لعن طعن کی جاتی تھی۔ یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہی اس سوسائٹی کے بانی مبنی تھے۔ مگر سٹریٹ کو تو عقائد مذہبی نے صلح پسندی کا چیلہ بنایا تھا۔ اور سٹروڈین کو بدین اس سوسائٹی کے جلسوں میں اس لئے شریک ہوتے تھے۔ کہ قوموں میں عقل و مذہب کے موافق مصالحت پیدا کرنے کی کوشش کریں سو یہ ان کی کوشش محبت تھی

ان دو آدمیوں کے ہمراہی اور آدمی بھی کے بیٹھ میں تھے جو کارزار سے بےزار تھے لارڈ ایبرڈین کو لڑائی سے نفرت تھی ان کے نزدیک قوموں کے جھگڑے کا لڑائی سے فیصلہ کرنا بڑی ہیودہ حرکت تھی۔ اگر وہ لڑائی کی ٹوپ کی پہلی آواز کو سن بھی لیتے تو ان کو یقین نہ آتا تھا کہ انگلستان کے عاقل و مردانہ آدمی اس جنگ میں شریک ہوئے ہونگے۔ مسٹر گلیڈسٹن جنگ پر علی العموم اعتراض کرتے تھے اور اس کو وہ طبعی اور عیسائی مذہب کے خلاف جانتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ عاقلانہ رائے یہ بھی رکھتے تھے۔ کہ مذہب و شائستہ قوموں کے لئے جنگ کرنا ضروری اور عدل گستری ہے۔ اور اس میں قومی بڑی شان و شکوہ بھی ہے۔ کے بیٹھ میں دو گروہ مختلف رائے رکھتے تھے۔ ایک گروہ میں لارڈ ایبرڈین اور مسٹر گلیڈسٹن تھے جو یہ رائے رکھتے تھے۔ کہ سلطنت عثمانیہ کی سلامتی و بقا سے یاروسیوں کے مخلوب ہونے سے کچھ غرض نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ اس عیسائی رعیت کی بہبودی اور صلح و فلاح میں کوشش کرنی چاہئے۔ جو سلطنت ترکی میں رہتی ہے۔ دوسرے گروہ میں لارڈ پامرسٹون تھے وہ یہ رائے رکھتے تھے کہ بہادر ترکوں کو سہارا دینا چاہئے۔ اور شہریروسیوں کو زیر کرنا چاہئے۔ وہ انسانیت کے دشمن ہیں۔ روس جہاں قدم رکھتا ہے ظلم و ستم برپا کرتا ہے۔ اسید و گزندہ رسانی ہمیشہ اس کے پارکاب رہتے ہیں۔ کارزار کا آغاز یوں ہوا کہ شہر اڈک پر ترکوں نے گولے برسائے اور اس کے بعد ترکوں نے بڑی شجاعت سے روس کی فوج کو دریائے دین یوب سے پار بھگا دیا۔ اور صوبہ سلطریا پر ان کا قبضہ و دخل نہیں ہونے دیا۔ بحر بالٹک میں انگریزی بیڑوں کے کپتان جارجس نے پھر تھے انہوں نے بومار سنڈ کے مورچوں کو مسمار کیا اور قلعہ گرون سنڈ کی جس کو روس کی دارالسلطنت کا دروازہ کہتے ہیں خوب دیکھ بھال کر لی۔ لیکن ہنگامہ و رزم زیادہ تر کریمیا میں گرم رہا۔ انگلینڈ نے ۱۹ مارچ ۱۸۵۴ء کو اور فرانس نے ۲۷ مارچ کو روس کے ساتھ اشتہار جنگ دیدیا۔

اب انگلینڈ اور فرانس دونوں آپس میں دوست بن کر جنگ کو چلے۔ لارڈ رینگ لین

ڈیوک آف ونگٹن کے پیرا نے شاگرد بنید تھی جو جنگ وائرلومیس استاد کے ساتھ اپنا
 دانا ہاتھ اڑا چکے تھے۔ انگریزی لشکروں کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اور شہنشاہ فرانس
 نے بڑے نامور بہادر بلند اقبال مارشل سینٹ آر تو کو اپنے لشکروں کی سپہ سالاری عطا
 کی۔ دوستوں کے لشکروں نے مشرق کی طرف سفر کیا۔ اور بحر اسود کے کنارہ پر شہر
 دارنا میں جمع ہوئے یہاں سے کریمیا میں جانے کا قصد کیا۔ ۱۲ دسمبر ۱۸۵۴ء کو جنوبی
 پولی ٹوریا میں دوستوں کی سپاہیں اور ترکی سپاہ ۶۱ ہزار وار دہوئی۔ وہاں سے
 سمندر کے کنارے جنوب کی سمت میں چلیں ۲۰ ستمبر کو اس کو چکاس نیرا روسی دریائے ٹما کی
 وائیں کنارہ کے ڈھلوان کڑاڑوں پر صف بستہ نظر آئے بلند یوں پر جا بجا تو پناہ لگے ہوئے تھے
 پیادوں کی سپاہ صف بستہ کھڑی تھی۔ روسی سپاہی بڑی بہادری سے جیسے کہ وہ ہمیشہ لڑا کرتے
 تھے۔ انگریزوں اور فرانسیسی سپاہ سے لڑے مگر وہ ان دونوں کی سپاہ متفقہ کے مد مقابل نہ تھی
 تین گھنٹے لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ کر دریائے پاراٹر گئے۔ روسیوں کا سپہ سالار پرنس
 شکی کو ف تھا۔ یہ اول جنگ تھی جس میں۔ انگلینڈ اور فرانس کو فتح حاصل ہوئی۔

اب چاہئے یہ تھا کہ فتح کے بعد روسیوں کا تعاقب کیا جاتا مگر وہ نہ ہوا۔ لارڈ ریگ لین
 نے تعاقب کرنا چاہا۔ مگر فرانسیسیوں کے پاس سوار نہ تھے۔ اس لئے مارشل سینٹ آر نو نے کہہ
 دیا کہ آج دشمنوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔ لارڈ ریگ لین نے بھی اس بات میں اصرار کیا
 غرض اس محرم میں سوائ سپاہیوں کے بہادر رائے لڑنے کی توفیق کے کوئی اور بات قابل غرض
 نہیں ہوئی اس میں روسیوں نے کوئی اپنا جوہر نہیں دکھایا۔

چالیس برس کے عرصہ میں انگریزوں کو مہذب دشمن پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس لئے اس
 کی کہانیاں دیوتاؤں کی لڑائیوں کی سی بنائی گئیں۔ مگر اس میں ایک اور راگ چھڑ گیا۔ فن
 جنگ میں سائنس نے تو اپنے سب سے ایجادات اور اختراعات کا اضافہ کیا ہے مگر لڑچکر
 نے ایک غضب کا کرشمہ کار سپانڈنٹ کا دکھایا جو کبھی پہلے محرموں میں دیکھنے میں نہیں
 آیا تھا۔ جنگ کا کار سپانڈنٹ زمین پر بیٹھ کر دشمن کی آتش باری کے نیچے اپنی نسل سے جنگ
 کے سارے واقعات کی جو اس کے زیر نظر آتے ہیں مراسلات میں تصویریں اتارتا ہے

ان کو بذریعہ تار برقی بھیج دیتا ہے۔ سمندر کے اندر ہی اندر کرمبیا سے دارناتک اور
 جہاں سے لندن تک تار برقی لگا ہوا ہے۔ اس تار کے واسطے سے ٹرائی کے ذرا ذرا سے
 واقعات کی خبر لندن میں ایک دو گھنٹے کے بعد پہنچ جاتی تھی۔ جب سے کہ جنگ شروع
 ہوئی لندن کے بڑے بڑے روزانہ اخباروں نے لشکر کے ساتھ اپنے اپنے کار سپانڈنٹ
 مقرر کئے ٹائمز نے اپنا کار سپانڈنٹ ڈاکٹر ولیم رسل کو اور ڈیلی نیوز نے آج بالڈ فوربس کو اپنا
 کار سپانڈنٹ مقرر کیا۔ ڈاکٹر رسل نے اپنے ملک اور سپاہیوں کی اپنی وقائع نگاری سے بڑی
 خدمت کی اور بہت ناموری حاصل کی۔ اگرچہ وہ سویس تھاپلے اس نے کبھی ٹرائی کا دھواں
 بھی اٹھتا ہوا نہیں دیکھا تھا۔ مگر اس میں اسے کی رزانت ایسی تھی اور مشاہدہ کا ملکہ ایسا
 تھا کہ جنگ کی بد انتظامی و بے ترتیبی کو فوراً سمجھ جاتا تھا کہ وہ کس نظم و نسق کی خرابی سے پیدا
 ہوئی ہے۔ جنگ اٹما کی فتح کی خوشی کے مارے لوگ بھولے نہیں سماتے تھے۔ اور اپنے سپاہیوں
 اور سپہ سالاروں کی بہادری اور شجاعت کے سب راگ گائے جاتے تھے خوشی و شادی میں ہر
 مرد و زن فخر من تھا کہ ایک اور راگ چھڑا۔

ٹائمز کے پڑھنے والوں کو معلوم ہوا کہ اٹما کے فخر مند سپاہ پر بلاؤں کی جھڑی لگی ہوئی ہے اس کی
 صفیں کی صفیں ہتھ نے خالی کر دی ہیں۔ دو آبی خانوں کا انتظام ایسا نہیں کہ سپاہی مریضوں تک
 دو اپنے وہاں دواؤں و مقوی غذاؤں کے ڈھیر لگے ہوئے سڑ اور بس رہے ہیں جہاں ان کی
 ضرورت نہیں یا وہ کچھ اچھی طرح کام میں نہیں آسکتے۔ اور جہاں ان کی حاجت ہے وہاں ان کے
 نہ ہونے سے کرمبیا میں خمیوں کے اندر صد ہا سپاہی مر رہے ہیں۔ پوشاک کا خوراک کا دوا
 درمان کا خاک انتظام نہیں۔ غرض ان کار سپانڈنٹوں نے انگلینڈ میں لوگوں کے کانوں کو
 ان بد انتظامیوں کی آوازوں سے بھر دیا۔ یا تو لوگ خوشی کے مارے شگفتہ خاطر ہو رہے
 تھے یا ان باتوں کو سن کر افسردہ و پشیمردہ ہو گئے۔ کیا وہ روپیوں پر اپنا غصہ نکال رہے تھے
 یا جنگ کی اپنی بد نظمی اور ناظموں کی بد سلیقگی پر خفا ہونے لگے۔ یہ منتظمین تو یہ جانتے تھے کہ
 سیاس ٹوپیول اسی وقت فتح ہو جاوے گا کہ جنگ کا بلکل اول ہی بجے گا مگر اس کے برخلاف میدان
 جنگ میں جو افسران سپاہ تھے۔ وہ روس کی طاقت کا حجم کم نہیں کتے تھے بلکہ زیادہ۔ اگر ایک

ہی دفعہ خشکی و تری سے سپاس ٹوپول پر حملہ کیا جاتا تو غالباً آغاز جنگ ہی میں فتح ہو جاتا۔ مگر اس حملہ آوری میں ایسا توقع کیا کہ روسیوں کو فرصت ملی کہ انہوں نے اپنے قلعہ سپاس ٹوپول کو جو پہلے سے مستحکم تھا اور زیادہ مستحکم بنالیا۔ شہر کے اندر بہت سی توپیں اور محافظت کا سارا سامان موجود تھا۔ اور وہاں ایک جرنیل نو ولی میں تھا جو محافظت اور قلعہ بندی کرنی خوب جانتا تھا۔ جنگ اٹما کے بعد تیسرے ہی دن روسیوں نے بکرہ اسود کے بیڑے کے سات جہاز بندر میں درآمد کی جگہ ڈبو دئے۔ یہ ڈوبے ہوئے جہاز بندر کیلئے پہاڑ اور کھجواں بن گئے کہ دشمن کے جہازوں کو پاس نہ بھٹکنے دیتے تھے۔ اس سبب سے سپاس ٹوپول کا فتح کرنا ایک خواب ہو گیا جس کی تعبیر پاس تھی۔

انگریزی اور فرانسیسی اٹما سے ٹیٹنک لاوامیں گئے جس سے سپاس ٹوپول چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس پر خشکی و تری کی طرفوں سے ایک ہی دفعہ حملہ کرنے کی تیاریاں شروع ہوئیں مگر اس میں کچھ ناکامی ہوئی۔ سپاس ٹوپول کے بحری قلعوں کے پاس دشمنوں کا بیڑا اس سبب سے نہیں جاسکتا تھا۔ کہ پانی پایاب تھا۔ اور ڈوبے ہوئے جہاز اس کو پاس نہیں آنے دیتے تھے۔ خشکی کی طرف سے حملہ بڑا زبردست ہوا مگر اسے مقصود نہ حاصل ہوا۔

۲۵ اکتوبر کو روسیوں نے ٹیٹنک لاوامیں دشمنوں پر قبضہ کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ جیسی کہ روسیوں نے بہادرانہ قبضہ کرنے کے لئے کوشش کی ویسی ہی اُن کے مقابلہ میں دیرانہ سعی ہوئی۔ آج تک کبھی کوئی لڑائی ایسی نہیں ہوئی کہ جس میں سپاہیوں نے تو مقابلہ میں جان بڑا کر دشمنوں کو بھگایا ہو اور سب سالاروں نے عزت کم حاصل کی ہو اس معرکہ میں انگریزی ایک رسالہ نے وہ بہادری دکھائی کہ انگریزی تاریخ میں یادگار روزگار رہے گی۔ کمانیر رسالہ پاس ایک حکم مبہم آیا جس کے معنی اب تک تحقیق نہیں ہوئے۔ اس کے معنی کوئی یہ لیتا ہے کہ رسالہ کو حکم دیا گیا تھا کہ ٹرکی مورچوں میں جو توپوں کو چھوڑ کر چلے آئے ہیں اور اُن کو روسی لئے جاتے ہیں وہ روکے جائیں کوئی اُس کے معنی یہ کہتا ہے کہ انگریزوں ہی کو توپیں روسی چھین کر لئے جاتے تھے اُن کے واپس لینے کا حکم تھا۔ غرض یہ حکم غلط سمجھا گیا اُن توپوں کی سمت پر جو اُن کو دکھائی نہیں دیتی تھیں رسالہ نے حملہ نہیں کیا۔ بلکہ روسیوں

کی سپاہ کے مرکز پر حملہ کیا جہاں ان کا بڑا جواؤ اور زور تھا۔ اگرچہ رسالہ سمجھتا تھا کہ وہ موت کے منہ میں آگ کے اندر جاتا ہے۔ مگر اس نے یہ نہ چاہا کہ اپنی جان بچانے کے لئے ناہمانی کی ایک مثال بنے۔ وہ اپنی دھن میں توپوں کے شعلوں اور گولوں کے اندر گھس گیا اور پوچھو کے گلے کاٹنے لگا۔ اس رسالہ کے ۶۰۷ سوار حملہ آور ہوئے جن میں سے ۱۹۷ بچ کر زندہ آئے۔ جوا فر حکم لایا تھا۔ وہ سب سے اول لڑائی میں مارا گیا۔ اس حکم پر مباحثے بہت ہوئے مگر اس کا کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا۔ تمام یورپ نے تمام دنیا نے اس بے فائدہ شاندار حملہ کی تعریف کی۔ اور ایک فرانسیسی جرنیل پوس کونٹ کا یہ مقولہ کہ یہ حملہ بڑا جلیل القدر تھا مگر جنگ آرا نہ تھا۔ ضرب المثل بن گیا۔ سچ ہے مردوں کا آسمان تلے نام رہ گیا۔ ان کی بہادری کے گیت بچے اپنے بڑھاپے تک گایا کرتے۔

ہر فوج کو انگریزوں کے کھنڈروں کے قریب لشکر انگریزی کی داہنی طرف سب سے زیادہ بڑھ کر ایک فتح نمایاں حاصل ہوئی یہ جنگ سپاہیانہ تھی۔ کوئی اس میں خدع و چال بازی نہیں کی گئی۔ اس کی یہ کیفیت ہے کہ اس دن صبح کے وقت کہ ہنوز دن نہیں نکلا تھا۔ انگریزی پکٹ نے دیکھا کہ روس کی فوج خالی وردی پہنے جوق جوق اس ارادہ سے چلی آتی ہے۔ کہ لشکر انگریزی کو پرانندہ کرے۔ اس کو دیکھتے ہی تھوڑی سی فوج مقابلہ کو سامنے آئی تھی۔ توپوں کی آواز سے سارا لشکر چونک اٹھا۔ اور ایسی گھسان لڑائی ہوئی کہ افسروں کے پاس سپاہ نہ رہی اور سپاہ کے پاس افسر نہ رہے۔ افسر اور سپاہی پہلو پہلو ہو کر دست بدست لڑے۔ اتنا جنگ میں انگریزی سپاہ کی کمک کے لئے فرانسیسی سپاہ آگئی۔ اور غروب آفتاب سے پہلے روسی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور جس قدر ان کی سپاہ آئی تھی اس میں جو تھائی میدان جنگ میں کھیت رہی +

لشکر میں بڑے غضب کا جارا پڑا جس کو کبھی انگریزی سپاہیوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ کریمیا سے برابر خبریں انگلینڈ میں آتی تھیں۔ کہ روسیوں سے نہ یادہ بڑے دشمن تو یہ ہیں۔ موسم کی خرابی بیماری بد نظمی جو لشکر کو تباہ کر رہی ہیں۔ بھر اسود میں خوفناک طوفان برپا ہو رہے ہیں۔ انگلینڈ میں یہ خیال تھا کہ جبار سے کے آنے سے پہلے یہ معرکہ عظیم ختم

ہو جائیگا اس لئے جاڑے کا کافی سامان ساتھ نہیں لیا گیا تھا۔ یہاں سے اکیس جہازوں میں جو سامان سرمائی سپاہیوں کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ۱۲ نومبر کو ایسا بڑا طوفان آیا کہ ٹیلنگ لاوا میں یہ سب جہاز مع سامان رسد ڈوب گئے۔ اور اس کے سبب سے ٹیلنگ لاوا اور کیمپ کے درمیان فاصلہ نو میل کا بڑا دشوار گزار ہو گیا۔ دو ٹھکانے گھوڑے بار برداری کے مویشی جو زندہ رہے ان کے لئے دانہ گھاس میسر نہ تھا۔ یہ طوفان سپاہ کے لئے ایک جنگ عظیم سے کم مہلک نہ تھا۔ کناروں پر تو سپاہ کے وہ بلاؤں کی بارش ہو رہی تھی جو بیان بھی نہیں ہو سکتی۔ خیمے کھونٹیوں سے اکھڑ کر ہوا میں اڑتے پھرتے تھے سپاہیوں اور افروں کو سرد ہواؤں کے جھکڑ اور جان گزاسر ماسار ہا تھا۔ جاڑے کی شدت وہ غضب کی تھی۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی ننکی انگلی کو کسی دہات کی چیز پر رکھتا تو اس کی کھال گل جاتی۔ قسطنطنیہ کی قبر سکیوٹری میں اسپتال تھا۔ اس میں جنگ کے زخمی اور بیماریاں جاتے تھے۔ اس میں انتظام و رسد کی حالت بالکل درہم برہم تھی۔ بہت دفعہ ایسا ہوا کہ درنا میں رسد کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے سڑ رہے تھے یا خلیج ٹیلنگ لاوا کے جہازوں میں بے فائدہ پڑے تھے اور وہ سکیوٹری میں نہیں بھیجے جاتے جہاں زخمیوں کو ان کی ضرورت تھی۔ معالج ڈاکٹر قابل اور گرم کوشش تھے۔ اور گورنمنٹ نے بھی جہاں تک اس کا تعلق تھا رسد وافر کرایہ دیکر بھی مگر رسد کے ذخائر ڈاکٹروں تک نہ لائے گئے۔ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے اور اپنی آنکھوں سے ان تکالیف کو جنکو وہ دور نہیں کر سکتے تھے۔ دیکھ دیکھ دل میں کھٹنٹے تھے۔ غرض خیمے بیمارستان تھے اور اسپتال گورستان بہت سے بوٹ فروخت کے لئے آئے مگر وہ سب بائیں پاؤں کے تھے۔ بار برداری کے خیر جو ٹھیکہ میں لئے گئے تھے وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں آئے۔ بار برداری کے جو گھوڑے مر گئے تھے ان کے بدلے میں اور گھوڑے مل سکتے تھے۔ مگر ان کا خریدنا بے فائدہ تھا۔ اس لئے کہ ان کے لئے دانہ گھاس انگلینڈ سے نہیں آسکتا تھا اس لئے سپاہیوں کو بار برداری کا کام کرنا پڑا بوجھوں کو کندھوں پر اٹھانے سے اور رات دن ٹرائی لڑنے سے سب سپاہی تھک کر بیکار ہو گئے۔ ٹھیکہ دار قسائی بڑے شرمنا

دغا و فریب گوشت کے اندر کرتے تھے۔ اسپتالوں کی بد نظمی نے ایک نیا حسن انتظام پیدا کیا جو پہلے لڑائیوں کے زخمیوں اور بیماروں کے لئے کبھی نہیں کیا گیا تھا۔ کرمیا اور سکیوٹرا کے اسپتالوں کی بد نظمی کو دیکھ کر مسٹر سٹونی سمتہ ہربرٹ کے دل میں ہول اٹھتے تھے۔ انہوں نے نہایت ممتاز و محترم مس ناٹ انگیل سے درخواست کی کہ وہ خود یہ نفس نفس سپاہیوں کی تیمارداری کریں۔ اس پاک نفس مقدس عورت کی ساری زندگی نرسری کے سانس کھینچنے میں گزری تھی وہ اس فن سے بڑی دلچسپی رکھتی تھی۔ سر ہربرٹ نے اس کے لئے یہ خدمت قومی پیش کی کہ وہ تمام نرسوں کی افسر بنیں۔ اور اسپتالوں کے حسن انتظام کے لئے جو درخواست چاہیں وہ گورنمنٹ سے کریں۔ انہوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور وہ انگلینڈ سے بہت سی نرس عورتوں کو ساتھ لیکر سکیوٹرا میں آئیں۔ اور اسپتال کی ساری بد نظمی کو ایسا دور کر دیا کہ لڑائی کے ختم ہونے تک پھر کسی قسم کی شکایت نہیں ہوئی۔ پھر جنگ کرمیا کے بعد کوئی جنگ ایسی نہیں ہوئی کہ لڑائی کے زخمیوں اور بیماروں کی تیمارداری عورتوں نے نہ کی ہو۔ اس پاک نہاد انگلش عورت کا یہ ایجاد ایسا تھا۔ جس کی تقلید آئندہ سب لڑائیوں میں ہوئی اور اس سے بہت نفع حاصل ہوا۔ جنگ کے قاعدہ کے موافق محاصرے کی قوت محصورین کی طاقت سے بچکینی ہونی چاہئے۔ جس جرنیل میں رائی کی بھی برابر عقل ہوگی وہ جب تک اپنی طاقت کو نہ چند محصورین کی طاقت سے نہ جانچ لے گا۔ حمد آور نہیں ہوگا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ سپاس ٹوپول محصور ہے یا اس کی نگاہ کے روبرو شہر میں سپاہ متفقہ انگریزی فرانسیسی محصور ہے۔ یہ سپاہیں دستہ کی سپاہ سے ادھی تہیہ کی جاتی تھیں چند ہفتے تک سپاہ نکلی پڑی رہی اگر اس نے کچھ کام کیا تو بہت تھوڑا۔ کمریٹ کے سارے کارخانے بگڑ گئے۔ خشکی کی راہ میں رسد رسانی بند ہو گئی۔ سپاہ بیماری کے مارے ضعیف ہو گئی۔ ہفتہ اس پر بار بار کچکچیاں باندھ کر حمد کرتا تھا۔ خچر بن اور گھوڑے بھوکے یا سردی کے مارے مر گئے۔ سڑکیں کچڑ سے بھر گئیں۔ کیمپ سارا دلدل بن گیا خیموں کی گرد پانی کی تلیاں بہ گئیں۔ بعض اوقات سپاہیوں کو سوا گیلے بھوس کے کچھ اور بستر کے لئے بچھانے کو نہیں ملتا تھا۔ اور بیٹھنے کے لئے تو کوئی چیز بھی نہ تھی۔ اس سپاہ سے بدتر حال

ترکوں کی سپاہ کا تھا۔ لشکر کے خاص کار سپانڈنٹ ان بد نظمیوں کی واویلا انگلینڈ میں کرتے تھے۔ مگر اس کا اثر ان حاکموں پر جو ان کاموں کے منتظم تھے۔ کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ یار لینڈ ان پر لعنت ملامت کرتی تھی۔ یہ حال دیکھ کر مسٹر ویک کی تحریک سے جماعت ورزا پمبد لٹھی جنک کا الزام عاید ہوا اور کامن ہوس کے ایک سو ستاون ممبروں کی رائے اس پر جم گئی۔ اس وجہ سے ایسٹرڈین کے ارل کو وزارت سے استعفا دینا پڑا اور لارڈ پامسٹن اس کی جگہ وزیر اعظم مقرر ہوا۔

اس اثناء میں صلح کے نئے پیغام سلام آسٹریا کی معرفت وائسٹائیں آنے شروع ہوئے۔ لارڈ جان رسل انگریزوں کی طرف سے وہاں بھیجے گئے۔ کہ انگلینڈ کے اعراض کو بیان کریں مگر اس سے کوئی نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔ ایک چھوٹی سی ریاست سارڈینیا فرانسس و انگلینڈ کی کمک کے لئے آمادہ ہوئی۔ اس کا فرمان روا کونٹ کیورا تھا۔ وہ مدبر تھا۔ اور خوب سمجھتا تھا کہ اس لڑائی میں شریک ہونے سے میرے بہت سے مطلب نکل آئینگے۔ ۱۸۵۵ء کو زار روس نکولاس ہزار یاس اس دنیا سے چل بسا دل میں جو ارمان تھا وہ دل کا دل میں رہا۔ انگلینڈ ردوم اس کا بیٹا جانشین ہوا اول یہ امید ہوئی تھی۔ کہ وہ باب سے زیادہ آشتی طلب ہوگا۔ مگر اس امید میں مایوسی ہوئی وہ باب کی طرح کارزار میں سرگرم ہوا۔ اس کو یہ امید تھی کہ روسی جنرلوں سے زیادہ تو انگلینڈ اور فرانس سپاہ کو بھاری اور سردی مار ڈالیں گی۔ اب کریمیا میں ہنگامہ کارزار بڑے زور شور سے گرم ہوا۔ انگلینڈ سپاہ کا سپہ سالار لارڈ ریاگ لین ہیضہ سے مر گیا۔ اس کی جگہ جنرل سمین مقرر ہوا۔ اس سپہ سالار نے تھوڑے دنوں کام کیا مگر ایسی خوبی کے ساتھ کہ لارڈ ریاگ لین کے مرنے کے افسوس کو بھلا دیا۔ فرانس سپاہ کا سپہ سالار سینیٹ آر نو بھی مر گیا۔ اور اس کی جگہ کچھ دنوں کے لئے جنرل کین روبرٹ مقرر ہوا اس نے استعفا دیدیا۔ تو اس کی جگہ فتح نصیب پلین سٹی مقرر ہوا۔ ۱۶ اگست کو روسیوں نے محاصرہ کے اٹھادینے میں بڑی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ اس لڑائی میں سارڈینیا کی سپاہ ایسی بہادری سے لڑی کہ اس کا نام ہو گیا شہائی اٹلی میں شادیار نے بچے کہ آئندے روس جیسی زبردست قوت پر فتح پائی۔ سپاس ٹولپول

پرباب حملے کا کام بڑی مستعدی سے ہوتا تھا۔ مٹی کے دمدے اور مورچے جو روس کے انجنیروں نے سپاس ٹوپول میں بنائے تھے۔ اور جن پر شہر مذکور کی سنگین فیل سے زیادہ بھروسہ رکھتے تھے۔ انجام کار سب جھپٹ گئے۔ فرانسیسوں نے بڑی دلاوری سے حملہ کر کے ۸ ستمبر کو مالاکوف کا قلعہ چھین لیا۔ اس روز انگریزی فوج ایک جانباز دستہ حملہ کر کے قلعہ ویدن کو اپنے قبضہ میں لایا۔ مگر جب سب طرف سے روسیوں نے اس پر گولے برسائے شروع کئے۔ اور سپاہی بہت ضائع ہونے لگے۔ تو ناچار پیچھے ہٹا پڑا۔ افواج متفقہ نے روسیوں کے بڑے بڑے لشکر گاہیں اور تمام مورچے اڑا دیے اور سپاس ٹوپول کے قلعہ کو ایک کھنڈر بنا دیا۔ دوسرے روز روس کا جرنیل گورٹ مناکوف سپاس ٹوپول کے بندر سے گذر کر فوج کو شہر کی شمال میں لے گیا۔ مگر اس نے یہ خیال کیا کہ یہ ناممکن ہے کہ میں شہر کو بہت دیر تک بچا سکوں اس لئے یہاں قیام کرنا مفت جانوں کا کھونا ہے۔ وہ خود اپنے مراسلہ میں لکھتا ہے کہ یہ سپاس ٹوپول نہیں ہے جس کو ہم نے چھوڑا ہے بلکہ ایک قلعہ کے جیسے کھنڈر ہیں جس میں ہم نے خود آگ لگائی ہے اور اسکی محافظت کرنے میں۔ اپنی عزت ایسی بچائی ہے کہ ہمارے پوتے بڑ پوتے فخر کے ساتھ اسکو یاد کریں گے۔ اور اپنی اولاد کو اس سے مغرور ہو کر مرور ہونا سکھائیں گے۔ یہ سب کام اس سے پہلے کیا گیا ہے کہ انگریز اور فرانس شہر کے اندر داخل ہونے کی جرأت کریں۔ صلح خانے باروت خانے اٹھ رہے ہیں۔ عمارت شاہی سے اور ہر گھر سے شعلے اٹھ رہے ہیں سپاس ٹوپول کا محاصرہ برس روز رہا۔ اس کے بعد لڑائی کا خاتمہ ہوا۔

فوج روس کا بڑا حملہ مقام کارس پر ہوا تھا۔ مگر جنرل ڈیٹمز کمال استقلال سے اس کے مقابلہ میں جبار ہا مگر جب لشکر بھوکا مرنے لگا اور شرکوں نے تسد بند کر دی تو اس نے اپنے تئیں سپاہیانہ اغوار کے ساتھ دشمن کو حوالہ کیا۔ جب روس کو بیچہ بالنگ اور بحیرہ اسود میں شکست ہوئی تو انجام کار آسٹریا کی معرفت پیغام صلح شروع ہوئے۔ پیرس میں صلح کے لئے ایک کونفرنس مقرر ہوئی جس میں انگلینڈ۔ فرانس۔ روس۔ آسٹریا کی پروٹا۔ سب شریک ہوئے۔ اور صلح ان شرائط کے ساتھ ہو گئی کہ سب سلطنتوں

نے قبول کر لیا کہ یورپ کے پبلک قانون کے سارے فائدوں سے مستفید ہونے میں
 ٹرکی اپنا حصہ لے اور سب نے بالاتفاق یہ مانا کہ اگر آئندہ ٹرکی کا فساد کسی سلطنت
 سے ہو تو یہ معاملہ تمام سلطنتوں کے روبرو پیش کیا جائے اور وہ ثالث بن کر پہلے اس
 سے کہ فوج کشی ہو اس کا فیصلہ کر دیا کریں۔ سب سلطنتوں نے معاہدہ کیا کہ وہ ٹرکی کی
 تعظیم کریں گے اور اس کی مملکت کو سالم قائم رکھیں گے۔ اس عہد نامہ کے موافق سلطان
 پر واجب ہے کہ وہ فرمان تمام سلطنتوں کے پاس بھیجے کہ وہ اپنی عیسائی رعیت کی
 بہبودی میں کوشش کر لیں۔ اس دستاویز کے معاہدوں کے موافق تمام سلطنتوں
 کو مجموعتہً فرداً فرداً اختیار ہوگا۔ کہ وہ سلطنت ٹرکی کی عیسائی رعیت کے باب میں
 مداخلت کریں مگر اس مداخلت کی توضیح اچھی طرح نہ تھی۔ بحیرہ اسود میں کوئی جنگی جہاز
 نہ داخل ہونے پائے اور اس کے سوا حل پر سلح خانے کوئی نہ بنانے پائے۔ مگر اس
 بحر اسود میں اور اس کے بندرگاہوں میں ساری قوموں کے تجارتی جہاز آئیں جائیں
 اس میں سلطنت کے علم جنگ آنے کی ہمیشہ حسب ضابطہ ممانعت ہے خواہ وہ اس
 کے سوا حل پر قابض ہوں یا نہ ہوں مگر سلطنتوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے
 مسلح جہاز بطور پولس اپنی تجارت کے جہازوں کے سوا حل کی محافظت کے لئے
 مقرر کریں۔ بحر ڈینیوب میں جہاز رانی آزادانہ ہو۔ روس ہس سارے بیاٹرکی کو
 دیدے۔ مولوٹو یا اور ویلیچیا سلطان کی سلطانی کو تسلیم کریں۔ اور جو حقوق اور
 آزادی اب ان کو حاصل ہے وہ برقرار رہے اور اس کی ضامن اور سلطنتیں رہیں
 مگر اس کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ سلطان کو یہ اجازت ہے کہ ان اضلاع
 میں وہ اپنی سیاہ کی چھاؤنیاں ڈالے۔ الیٹامیں جو روس اور ترکوں نے ایک دوسرے
 کے ملک فتح کئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو واپس کریں کارس ٹرکی کو دیا جائے
 سباس ٹوپول اور اور مقامات جو سیاہ متفقہ نے روسیوں سے لئے ہیں۔ وہ ان کو واپس
 دے جائیں۔ انگلینڈ کے اس لڑائی میں جو بیس ہزار آدمی تلف ہوئے۔ جن میں سے
 چھٹے حصہ کے قریب لڑائی میں مارا گیا ہوگا۔ باقی سب بیماری ہیضہ وغیرہ سے مرے

ستر میل سوچے بنائے گئے نیز ۱۰ لاکھ گولے برسائے گئے۔ انگلینڈ کا قومی حق انٹرایس لین
 پونڈ بڑھ گیا۔ دسمبر ۱۸۵۴ء کے آخر میں یونائیڈڈ سٹیس سے ایک جھگڑا اس سبب سے ہو گیا
 کہ جنگ کی خدمات کے لئے غیر قوموں کے بھرتی کرنے کا قانون جاری ہوا۔ اہل امریکہ اس
 بات پر خفا ہوئے کہ ان کے اہل شہر کو انگلینڈ نے سپاہ میں بھرتی کیا۔ اور اس سبب سے انہوں
 نے سفر انگلینڈ کو واپس بھیج دیا مگر پھر مصالحت ہو گئی۔ اس جنگ سے انگلینڈ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا
 جب ملکہ مغظمہ تخت نشین ہوئیں تو اہل چین سے جنگ افیون کی بابت ایک جھگڑا کھڑا ہوا
 جس کا نام بہت جلد جنگ افیون ہو گیا۔ یہ جنگ اس اصول پر مبنی تھی کہ برطانیہ اعظم کو
 یہ استحقاق حاصل ہے کہ کسی غیر قوم میں برخلاف اس کی گورنمنٹ اور قومی رائے کے کوئی
 خاص تجارت کرے۔

جس وقت جنگ افیون شروع ہوئی ہے۔ اہل چین کی کل تہذیب و شائستگی ان باتوں پر
 مبنی تھی۔ کہ جن کو آج کل کی قومیں بالکل پر خطا اور خلاف عقل جانتی ہیں۔ اہل چین کی گورنمنٹ
 اور خود چینی یہ چاہتے تھے کہ ہم کسی غیر سلطنت سے پولیٹیکل (سیاسیہ) تعلقات اور کسی قسم کے
 معاملات کا رونا نہ رکھیں۔ مگر وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم اجنبی تاجروں سے تجارت نہ کریں
 وہ دنیا کی سلطنتوں سے الگ تھلگ رہنا چاہتے تھے۔ اپنے اوپر اور اپنے نظامات پر پورا
 بھروسہ اور کامل اطمینان رکھتے تھے۔ وہ اپنی زندگی اس طرح بسر کرنی چاہتے تھے کہ کسی غیر قوم
 کے آدمی کی صورت نہ دیکھیں مگر غیر قوموں کے تاجران کے اندر رکھیں گئے۔ اور ان سے
 اہل امریکہ اور الیٹ انڈیا کمپنی ہند تجارت کرنے لگی۔ الیٹ انڈیا کمپنی کی تجارت کی بڑی چیز
 افیون تھی۔ اور اس کمپنی کے سوائے اور تاجر بھی ہندوستان سے افیون خرید کر کے چین میں
 لے جا کر اس کی تجارت کرتے تھے۔ مدت سے چین کی گورنمنٹ اور اس کے مہذب و تعلیم یافتہ
 خلیق آدمی یہ چاہتے تھے۔ کہ اس افیون کی تجارت کی بلا کو سر پر سے ٹالیں۔ چین کی گورنمنٹ
 نے اور اس کی قوانین نے افیون کی تجارت کو ممنوع کیا۔ مگر انگریزی تاجروں نے اس ممنوع تجارت
 کو چھوڑا نہیں چینیوں کی گورنمنٹ کے ساتھ ایسے انتظامات تجارت کئے گئے تھے کہ اس نے
 اجازت دیدی تھی۔ کہ کینٹن اور ماکو میں تجارت کے عام کوٹھیاں اور کارخانے بنائے

جائیں۔ بس ان انتظامات کے پردہ میں ان ہی دو مقاموں میں افیون کی تجارت کا بازار گرم رہتا تھا۔

چین کے ساتھ جو معاملات تجارت تھے اس کی نگرانی کے واسطے انگلش گورنمنٹ نے سپرائیڈنٹ مقرر کئے۔ اب جو تجارت کے باب میں عہد و پیمان جدید تھے ان میں بدگمانیاں اور غلط فہمیاں ہونی شروع ہوئیں اور ان کا ہونا بمقتضا وطبع بشری تھا۔ انگریز چینوں کی حالت سے جاہل تھے۔ یہ لاعلمی اس سبب سے ناگزیر تھی کہ اہل چین کے ساتھ انگریزوں کی آمدورفت و بٹنے جلنے کے وسائل بہت ہی محدود تھے۔ مگر اس لاعلمی نے انگریزوں کو کام کرنے سے معذور نہیں رکھا بلکہ انہوں نے کام کرنا اس طرح شروع کیا کہ گویا وہ اہل چین کے حال سے خوب واقف ہیں۔

اہل چین کو اول سے ہی یہ یقین تھا کہ ان سپرائیڈنٹوں کا مقرر ہونا اس لئے ہے کہ وہ افیون کی تجارت کی محافظت کریں اور بالآخر چین کے بول ٹکل تعلقات مغرب کے ساتھ پیدا کریں۔ ان سپرائیڈنٹوں کے موجود ہونے کا غلط اثر یہی دیکھنے میں آیا کہ انہوں نے اس مردود تجارت کی ممانعت کھانگیاں چین نے۔ معاونت نہیں کی اور انگریزی تاجروں نے ان کو یہ جانا کہ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ اس ہماری تجارت افیون کی محافظت و حامی ہو۔

برٹش گورنمنٹ نے یہ اشتہار دیا کہ ملکہ مغلیہ کی گورنمنٹ یہ نہیں چاہتی ہے کہ وہ برٹش رعایا کو یہ اختیار دے کہ وہ جس ملک سے تجارت کرتے ہو۔ اُس کے قوانین کے برخلاف کام کرے۔ قوانین چین کے برخلاف کام کرنے سے جو تاجروں کے نقصان اٹھانے پڑینگے وہ خود ان کو اس لئے اٹھانے پڑینگے۔ کہ خود انکو اپنے سر پر لائے ہیں مگر گورنمنٹ کا یہ دانشمندانہ اشتہار بہت دیر کر شائع ہوا۔ مدت سے برٹش تاجروں بات کا یقین کر کے اپنا کام کر رہے تھے۔ کہ انگلش گورنمنٹ ہماری تجارت کی محافظت کے لئے بہت پناہ اور بالکل ہماری خدمت گزار ہے۔

چینیوں کے حاکموں نے انگریزی تاجروں کے پاس سے افیون چینی اور تجارت افیون کی ممانعت کے لئے سخت تدابیر کرنی شروع کیں۔ مگر ان میں کوئی تدبیر انصاف کے

برخلاف نہ تھی۔ ٹوچیٹ سیرنٹنٹ مرڈیٹ نے گورنر ہند کو لکھ بھیجا کہ آپ جنگی جہاز
 جبکہ بھیج سکیں انگریزوں کی جان و مال بچانے کے واسطے چین میں بھیج دیں۔ مگر ان جہازوں
 کے آنے سے پہلے چین سے انگریزوں کی لڑائی شروع ہو گئی۔ انگریزوں کے لئے اہل چین سے
 لڑنے میں سوائے سستی فتوح حاصل کرنے کے کوئی بڑا کام نہ تھا چین کی سپاہ بڑی لمبا در
 سے لڑی اور بہت دفعہ اہل سپارٹا کی طرح بوجہ شکست کے سپہ سالاروں نے اپنا جینا پسند نہ
 کیا۔ جب سر ہوگت نے چینیوں کے شہروں میں سے ایک شہر چھین لیا۔ تو تاتاری خزل
 نے جب دیکھا کہ اب میرے پاس کچھ سامان جنگ باقی نہیں رہا تو وہ اپنے گھر گیا اور اپنے
 نوکر دس کو حکم دیا کہ گھر کو آگ لگا دو اور آپ کرسی پر سو بٹھیا۔ اور چپ چاپ جلا کر خاکستر
 ہو گیا۔

انگریزوں نے بہت جلدی سے چین کے مشرقی کنارہ پر جزیرہ چوسوں کو فتح کر لیا اور دیا
 ہی پو میں اپنے بڑے کا ایک حصہ بھیجا کہ وہ دارالسلطنت چین کو اپنی آنکھیں دکھلائے
 تو صلح و عہد و پیمان کے تمہدیں شروع ہوئیں جن کو طرفین کی گورنمنٹوں نے نامنظور کیا
 اس لئے پھر ننگا نہ پیکار گرم ہوا۔ انگریزوں نے جزیرہ چوسو پر پھر قبضہ کر لیا۔ اور ایک
 بڑا شہر ننگ پو فتح کر لیا۔ اور دوسرے شہر اکیوے پر قبضہ کر لیا۔ اور لشکر انگریزی ٹانگین
 کے روبرو آیا۔ چین کی گورنمنٹ نے آخر کار جانا کہ انگریزوں سے کارزار کرنا عبث ہے
 پھر انہوں نے ان شرائط پر جو انگریزوں نے پیش کیں صلح کر لی۔ انگریزوں نے اول اُن
 سے جزیرہ ہونگ کونگ مانگا کہ وہ اُس کو چیت کے لئے حوالہ کریں۔ پھر بائچ بندرگاہ
 کینٹن۔ ایموے۔ فوچو۔ ننگ پو اور شانگھی مانگے کہ اُن میں انگریز تاجر بے روک
 ٹوک تجارت کیا کریں اور کونسل وہاں مقرر کریں۔ ان سب شرائط کو اہل چین نے
 مان لیا۔ پھر اُن سے ساڑھے چار کروڑ روپیہ جنگ کا خرچ اور ایک کروڑ روپیہ اس
 افیوں کی قیمت کے معاوضہ کا مانگا جو اہل چین نے ضائع کی تھی اس لئے کچھ مدت کے
 لئے لڑائی ختم گئی اور جیسے بچے کہا کرتے ہیں کہ برف زیادہ برف کو بلاتی ہے اس لڑائی
 نے اور لڑائیوں کو بلایا۔

اہل انگلینڈ اور اہل چین کی جنگ

انگلینڈ میں پولی ٹکل دنیا آرام سے رہی تھی۔ کہ دفعۃً کلیل میں غلیل لگی کہ ۲۲ فروری ۱۸۵۶ء کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں ملکہ مظفر کی طرف سے کہا گیا کہ کین ٹن کے چینی جاکوں نے برٹش جھنڈے کی تذلیل کی ہے۔ اور اپنے عہد نامہ کے خلاف کام کر کے اس کی معافی چاہنے سے بھی بڑی ہٹ و ضد کر کے انکار کیا ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ ملکہ مظفر کے افسر جو چین میں متعین ہیں وہ چینیوں کی سرزنش کے لئے ایسی تدبیر کریں کہ اطمینان خاطر خواہ حاصل ہو۔ اہل چین نے ایک جہاز پر زیادتی کی تھی جس کا بیان آگے آتا ہے کہ یوروپ کے نمونے پر ایک چھوٹا سا جہاز بنایا گیا تھا۔ اور اس کا نام یورچاٹر رو رکھا گیا تھا۔ ۸ اکتوبر ۱۸۵۶ء کو اس جہاز میں چینیوں کا ایک گروہ ایک افسر کے ماتحت سوار ہو کر دریائے کین ٹن میں چلا۔ اہل چین نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو بھری لڑائی کا الزام لگا کے گرفتار کر لیا اور دو کو جہاز کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔ اس جہاز کے مالکوں نے بیان کیا کہ یہ جہاز برٹش جہاز ہے۔ کین ٹن میں مسٹر پارکس کونسل تھا اس نے کین ٹن کے چینی گورنر کہیہ سے ان آدمیوں کو واپس طلب کیا اور اس کی وجہ اپنی درخواست میں بیان کی کہ بموجب عہد نامہ ۱۸۴۲ء جو عہد نامہ ۱۸۴۲ء کا ضمیمہ ہے۔ چینی جاکوں کو کوئی حق نہیں ہے۔ کہ انگریزی جہاز پر اصلی یا فرضی چینی مجرموں کو گرفتار کریں ہاں ان کو یہ حق ہے کہ مجرموں کو انگریزوں کے حوالہ کریں۔ چینی گورنر نے یہ سجت لکالی کہ یورچاٹر دو چینیوں کا جہاز ہے جو قزاقی کرتا ہے اس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ انگلینڈ کا جھنڈا اپنے اوپر کھڑا کرے۔ یہ صاف صاف بیان کیا جاتا ہے کہ شہید انگلش جہاز نہ تھا بلکہ وہ چینی جہاز تھا۔ جس پر کسی فریب سے انگلینڈ کا جھنڈا لگایا تھا۔ مسٹر پارکس ایک چبلا ٹبکے کت کونسل تھا۔ اس نے فوراً گرفتار شدہ آدمیوں کے واپس کرنے کی درخواست کی اور ہونگ کونگ میں جو انگریزی مختار عام سر جان ہوؤنگ رہتے تھے۔ ان سے اپنے اس کام میں امداد چاہی اور درخواست کی کہ اس کو اختیار دیا جائے کہ وہ اس کام کو

سرجان بوژنگ بڑے لائق اور قابل افسر تھے۔ وہ یورپ اور ایشیا کی زبانیں جانتے تھے ان میں بہت سیاحتی کرچکے تھے۔ اور تجارت و بیج و سپار کے معاملات کو خوب سمجھتے تھے کئی برس تک وہ کینٹن میں کونسل رہ چکے تھے۔ اور اب چیف سلیٹنڈنٹ تجارت کا عہدہ رکھتے تھے۔ مگر خود پسند بڑے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ انگلینڈ کے آگے چینی قوموں کی ناک رگڑاؤں۔ انہوں نے چینی حاکموں پاس اپنا حکم بھیجا کہ ٹرید جہاز کے آدمی جو گرفتار کئے ہیں وہ فوراً ہمارے حوالہ کئے جائیں اور ان کے گرفتار کرنے کی معافی مانگی جائے۔ اور آئندہ عہد کیا جائے کہ ایسی حرکت دوبارہ نہیں سرزد ہوگی اور اگر اڑنا لیس کھنٹے کے اندر اس حکم کی تعمیل نہ ہوگی تو اہل چین کے پر خطا بحری کام کئے جائینگے۔ چینیوں کے گورنر نے ان آدمیوں کو فوراً بھیج دیا اور آئندہ وعدہ کیا کہ اگر جہاز پر جانے کے اندر چینی افسر بڑی احتیاط کریں گے۔ مگر اُس نے خاص ٹرید جہاز کی بابت کوئی معافی نہیں مانگی۔ کیونکہ اس کی رائے یہ تھی کہ یہ جہاز چینی ہے انگریزوں کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ امر واقعی بھی یہی تھا۔ مگر سرجان بوژنگ نے میربحر سہ سی مور کو حکم دیدیا کہ وہ کینٹن پر گولہ زنی کرے۔ ۲۳ اکتوبر سے ۱۳ نومبر تک بحری جنگ جاری رہی۔ چینی گورنر یہ نہ دیکھتے کہ انتقام لینے کے لئے انگریزوں کے سرکاٹ لانے کے لئے انعام مقرر کیا۔

چین سے جب یہ خبریں انگلینڈ میں آئیں تو وہاں اس معاملہ پر ایک مباحثہ عظیم شروع ہوا۔ ۲۴ فروری ۱۸۵۷ء کو لارڈ ڈربلی نے چین میں جو کام انگریزی حاکموں نے کئے تھے پاریمنٹ میں ان کی مذمت کی۔ ہوس آف لارڈس میں ان کی رائے کثرت سے مسترد ہوئی۔ اس باب میں مخالفت و موافق مباحثے ایسے بڑے طول طویل ہوئے۔ کہ پارلیمنٹ بدل گئی۔ لارڈ پائرسن بھر ذی اختیار ہوئے انہوں نے بیان کیا کہ کینٹن کی حکومت میں برٹش جھنڈے کی ایک وحشیانہ گستاخی کی گئی ہے جس کے سبب سے تمام معاہدے جو چین سے ہوئے تھے ٹوٹ گئے۔ چین کے حاکموں نے انگریزوں کے سرکاٹنے کے لئے انعام مقرر کیا ہے۔ ان کے قتل کرنے اور زہر دیکر مار ڈالنے کی تدبیریں کیں ہیں۔ ایک چینی بورچی کی کہانی کہ اس نے روٹی میں زہر ملا کر سرجان بوژنگ کے مارنے کا قصد کیا تھا ان خاص سے عام ہو گئی

کہ چینی گورنر نے سارے انگریزوں کو زہر دیکر مار ڈالنے کا قصد کیا تھا۔ ملکہ مغل نے چین میں اپنا نیا مختار عام بھیج دیا اور سیاہ بھری وبری مقرر کر دی کہ وہ ضرورت کی صورت میں اعانت کرے۔ ہندوستان میں جو ۱۸۵۷ء میں غدر ہو گیا تھا۔ اس لئے چین کے معاملات میں التوا ہوا مگر پھر شروع ۱۸۵۸ء میں کینٹن کے کاموں میں کامیابی شروع ہوئی کہ فرانس کی تھوڑی سی سیاہ انگریزی سیاہ کی ملک کے لئے آگئی۔ کہ چینیوں سے لڑے۔ انگریزی اور فرانسیسی سپاہ کینٹن پر قبضہ کر لیا اور اُس کے ساتھ کمشنر بہیہ کو گرفتار کر لیا اور اس شہر میں میربحر سرسی مور نے چند روزہ حکومت قائم کی۔ جب شہنشاہ چین نے شرائط صلح کو منظور نہیں کیا۔ تو لارڈ الیچن پیہو کی حد سے باہر نکلے کہ دارالسلطنت کو دھمکائیں تو پھر چین کی شاہی گورنمنٹ نے جلدی سے ۲۶ جون کو کینٹن کے عہد نامہ کو منظور کر لیا۔ جس کو لارڈ الیچن اور برین گروس نے مرتب کیا تھا جس میں یہ شرائط تھی کہ شہر کینٹن چھوڑا جائے اور یورپ کے تاجروں اور پادریوں کو چین میں ہر جگہ جانے آنے کی اجازت دی جائے۔ ایک سال کے بعد پکین میں اس عہد نامہ کی تصدیق اور توثیق ہوئی لارڈ الیچن انگلینڈ میں واپس آگئے اور اُن کے چھوٹے بھائی فریڈرک بروس مارچ ۱۸۵۹ء میں زائد سفیر اور خود مختار وزیر انگلینڈ کی طرف سے چین کے لئے مقرر ہوئے اور برڈس صاحب کو یہ ہدایت ہوئی کہ ٹین بن میں پیہو کی راہ سے جائیں اور وہاں سے پھر پکین میں عہد نامہ کی تصدیق و توثیق کے لئے جائیں۔ لارڈ مال نفیس بری جو اس وقت فورین سکرٹری تھے انہوں نے یہ بتلایا کہ چین کی سلطنت بہت ہی تعرض اس کی ہوگی کہ پکین میں سفیر انگلینڈ آئے۔ اور جہان تک اُن سے ہو سکے گا وہ سفیر کے آنے میں تاخیر کے لئے بہانہ جوئی کرے گی مگر اس سبب سے کہ دارالخلافہ میں سفیر جانے کا ارادہ اپنا فیخ نہ کرے۔ میربحر ہو پ کمانڈر چیف چین کو انگلینڈ کی طرف سے یہ ہدایتیں ہوئیں کہ دریائے پیہو کے دہانہ تک مسٹر بروس کے ساتھ کافی فوج بھیجے جو میں میں ہے۔ ۲۰ جون ۱۸۵۹ء کو مسٹر بروس اور سفیر فرانس دونوں اس پیہو کے دہانہ پر مسٹر ہو پ کے بیڑے کے ساتھ پہنچے۔ ۱۹ جہاز اس بیڑے میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایہو کے قلعے بڑے محفوظ و مضبوط ہیں ٹین بن سے بعض

عہدہ دار چین اُسے اور گفتگو شروع کی کہ کچھ مہلت ملے اور باہم رفع نزاع ہو جائے مگر
 بروں کو یقین ہو گیا کہ لارڈ سالسبری نے جو کہا تھا وہی وقوع میں آیا۔ کہ چینوں کی
 حاکم یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے کام میں فتحیاب نہ ہو۔ اُس نے میر جبر ہوپ کو کہا۔ کہ وہ
 جہازوں کے لئے رستہ صاف کرے۔ جب میر جبر اپنی توپوں کی کشتیاں لایا تو قلعہ نے اُس
 پر کتباری کی۔ چینوں کے توپچیوں نے خوب نشانہ بازی کی۔ اور چار توپوں کی کشتیوں
 کو بیکار کر دیا۔ اور تمام حملہ آور جہازوں کو ٹھیرا دیا میر جبر ہوپ خود زخمی ہوا اور ایسے ہی فرانسس
 بیڑے کا کمانڈر انچیف مجروح ہوا جو کمک کے لئے آیا تھا۔ غرض دریا میں زبردستی جانے
 کا ارادہ موقوف ہوا اور بالفعل یہاں میں جانے کا قصد فرسخ ہوا۔ اس دہانہ پر چینوں نے
 کوئی فریب اور دغا نہیں کی۔ جو کام کیا ظاہر و باہر کیا۔ انگریزی افروں نے جان لیا کہ
 سفیروں کا دریا میں جانے کا چینی مقابلہ نہیں کریں گے۔ جب یہ خبر انگلینڈ میں آئی تو بڑی گھبراہٹ
 ہوئی۔ سب اس ارادہ پر آمادہ ہوئے۔ کہ یہاں میں سفارت ضرور زبردستی جانی جائے۔ انگلینڈ
 کی گورنمنٹ نے لارڈ ایلیچن اور برین گروس کو جنھوں نے عہد نامہ مرتب کیا تھا سپاہ کے
 ساتھ بھیجا۔ اور فرانسس گورنمنٹ نے کونٹ پیلین گاڈ کو اپنی سپاہ کا کمانڈر انچیف مقرر
 کر کے بھیجا۔ ان سے چینی سپاہ بہادری سے لڑی۔ مگر اس میں اس قدر سکت نہ تھی کہ وہ
 ان انگریزی اور فرانسس زبردست جرنیلوں کا مقابلہ کر سکتی۔ ان دونوں نے مل کر ٹاگو
 کے قلعہ کو فتح اور ٹین سن کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور یہاں کی طرف رستہ لیا۔ چین کے حاکموں
 نے صلح کے لئے درخواست کی۔ لارڈ ایلیچن نے کہا کہ شہر ٹنگ چو میں جو یہاں سے بارہ میل
 ہے۔ صلح کے باب میں عہد و پیمان کے پیغام سلام ہونگے۔ پہلے اس سے صلح کے باب میں
 گفتگو کی جائے۔ لارڈ ایلیچن کے سکرٹریوں سٹریا کیس اور سٹریوچ اور بعض اور انگریزی
 افروں کو جو التواء جنگ کے علم کے نیچے تھے دغا و فریب سے جیتے پکڑ کر لے گئے اور مختلف
 قید خانوں میں اُن کو بچھا یا سٹریا کیس اور سٹریوچ مع اپنے گیارہ ہمراہیوں کے رہا ہوئے
 مگر قید میں اُن پر بہت ظلم و ستم برپا ہوا اور تیرہ آدمی قید سختی کے سبب سے مر گئے۔
 لارڈ ایلیچن نے کہا کہ صلح کے باب میں کوئی گفتگو جب تک نہیں ہوگی کہ کل قیدی رہا

ہو کر واپس نہ آئیں گے۔ انگریزی اور فرانسیسی سپاہیں پکن کے دروازوں کے لگ بھگ جا پہنچیں اور دروازوں کے اڑانے کے لئے توپیں لگا دیں۔ تو پھر اہل چین چین مان گئے۔ اور انگریزوں نے جو شرائط صلح پیش کیں ان کو منظور کر لیا اور شہر کا دروازہ حوالہ کیا شہر کی دیواروں پر انگریزی اور فرانسیسی جھنڈے پہلو پہلو لہراتے گئے۔ جب لارڈ ایجن شہر میں داخل ہوئے۔ تو ان کو معلوم ہوا کہ قیدی مارے گئے تو انہوں نے موم گروما کے محل کے جلانے کا قصد کیا تاکہ اہل چین کو معلوم ہو کہ دغا فریب کرنے کی سزا یہ ملا کرتی ہے۔ اس محل میں اہل چین کی ساری صنعتیں اور کاریگریاں خراج ہوئی تھیں سب قسم کی اعلیٰ درجہ کی عمارات و طرح طرح کے باغات موجود تھے۔ اُس کو دو دن میں لارڈ ایجن نے جلو کر اور تباہ کر کے خاک سیاہ بنا دیا اور ایک یادگار بنائی گئی جس پر چینی زبان میں یہ کتابہ لکوا یا کہ یہ بیوفائی اور دغا و فریب کا صلہ ہے۔ اس جنگ کا انجام یہ ہوا کہ انگلینڈ کو استحقاق حاصل ہوا۔ کہ پکن میں انگریزی سفیر رکھے گا خواہ چین کی گورنمنٹ اس کو رکھنا چاہیے۔ اور بڑی بھاری رقم زرا داکرے جو تاوان جنگ اور آدمیوں کے خون بہانے کا معاوضہ ہو جن کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ اور اس قصور کی بابت ماگو قلعوں پر سے جو حملہ کیا گیا تھا معافی مانگیں۔ یورپ کو اس فتح سے معلوم ہوا کہ پکن ایسا بڑا شہر نہیں ہے جیسا کہ وہ خیال کرتے تھے۔ وہ کھنڈروں و شکستہ عمارات سے بھر ہوا۔

فساد لیٹان

کو دبٹان میں اس سال میں فسادات برپا ہوئے جن میں انگلینڈ و فرانس کو متفق ہو کر مداخلت کرنی پڑی۔ دو فریق تھے۔ ایک فور و مائٹس جو عیسائی تھا اور دوسرا ڈوسس تھا جو نہ عیسائی تھا نہ مسلمان ان دونوں فریقوں کی آپس کی رقابت سے فسادات پیدا ہوئے۔ ٹرکی کمانیر نے بیروت کے قریب عیسائی فرقے کے آدمیوں سے ہتیارے لئے اس لئے اُس کو دوسرے فریق نے بڑی بے رحمی سے قتل کر ڈالا۔ جولائی میں اس دیوانگی نے دمشق تک پاؤں پھیلانے شروع کی۔ متعصب

پر جوش تیرکوں نے عیسائیوں کے ایک مقام پر حملہ کیا اور اس کے ایک بڑے حصے کو جلا کر خاک کی برابر کیا۔ ایک دن میں دو ہزار عیسائیوں کو قتل کر ڈالا۔ فرانس۔ روس۔ آسٹریا۔ ہولینڈ۔ بلجیم۔ گریس کے کونسوں کے دفروں کو غارت کیا۔ دمشق کے بہت سے اشراف مسلمانوں نے جن میں بڑا جلیل القدر نام در عبدالقادر الجیری کا سردار تھا اُس نے بڑی بہادری اور جوانمردی مصیبت زدہ عیسائیوں کو بچایا اور ان کو پناہ دی۔ دمشق کے گورنر نے باوجودیکہ اس یاس بڑی سپاہ تھی کچھ اس قتل کے روکنے میں سعی نہیں کی۔ اس قتل کی خبر جب انگلینڈ میں گئی تو اہل انگلینڈ نے لبنان میں امن امان قائم کرنا چاہا۔ سلطان نے منظور کیا کہ اس فساد کو یورپ کی تمام سلطنتیں متفق ہو کر دور کریں۔ انگلینڈ نے لارڈ ڈفرن کو بھیجا کہ وہ کمشنر کا کام کریں۔ انہوں نے بڑی بلند حوصلگی اور عالی دماغی سے اس کام کو انجام دیا۔ ترکی نے جو اس قتل کے سرمنشاؤں سے غصہ تھے بڑی سخت سزائیں دیں۔ سلطان نے فواد پاشا کو بھیجا جو دول خارجیہ کا وزیر تھا۔ اس نے مجرموں اور اعلیٰ عہدہ داروں کے سزا دینے میں ذرا رحم نہیں کیا اُس نے دمشق کے گورنر اور سپاہ کے سپہ سالار کو شہر میں سب کے سامنے قتل کیا اور پولس کے بہت سے افسروں کو موت کی سزا دی۔ جب امن امان قائم ہو گیا تو سب سلطنتوں نے متفق ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ سلطان لبنان میں ایک عیسائی حاکم مقرر کیا کرے۔ فرانس کی سپاہ نے سریا کو خالی کر دیا۔ بڑا اندیشہ تھا کہ وہ کہیں اس کو دیا نہ بیٹھیں مگر اس کے خالی ہو جانے سے یہ اندیشہ دور ہوا۔

قتل کے لئے سازش کرنیوالوں کی سزا کامل

۴ جنوری ۱۸۵۸ء کی شام کو میلان اور سنی نے فرانس کے شہنشاہ کے قتل کرنے کا قصد کیا جو یادگار رہے گا۔ یہ شخص اٹلی سے جلا وطن ہو کر انگلینڈ میں رہتا تھا وہ سپاہیانہ وجاہت رکھتا تھا انگلینڈ میں بہت لوگ اس کو جانتے تھے اور اس کے دوست تھے وہ یہ چاہتا تھا کہ اُن کو آسٹریا کی اطاعت سے آزاد کرائے اور یہ مطلب اس کا جب تک حاصل نہیں ہو سکتا تھا کہ شہنشاہ فرانس کو ٹھکانے نہ لگائے بس اس نے ۴ جنوری کو جب پیرس میں شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دونوں ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر ڈیپرائٹس کے دروازہ پر پہنچے ہیں تو

اُن کی گاڑی میں تین بچے کے گولے پھینکے گئے جو ناشپاتی کی شکل کے باروت سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ گولے پھٹے اور انہوں نے بہت آدمیوں کو مجروح و مقتول کیا۔ ان گولوں کے اتنے ٹکڑے اُڑے کہ دس آدمی مرے اور ۱۵۶ آدمی زخمی ہوئے۔ شہنشاہ فرانس اس صدمہ سے ایسا ڈرا کہ آئندہ اس نے ارادہ کیا کہ اٹلی کے معاملات سے دست بردار ہو اور کسی اور ملک یا آدمی کو بچانے کی بجائے اپنی دائمی الجبس ہو کر جلا وطن کئے گئے۔ اہل فرانس نے انگلینڈ سے درخواست کی کہ وہ ایسی سازش کرنے والوں کے لئے امداد کرے۔ لارڈ پامرسٹون نے قتل کی سازش کرنے والوں کی سزا کا بل پیش کیا جس کا منشا یہ تھا کہ جو انگریزوں کی قلمرو میں غیر ملکوں کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے قتل کرنے کے لئے سازش کریں اُن کو سزا دی جائے۔ اس وقت بعض انگریزوں کو بعض فرانسیسی براہ کبر یہ تھے کہ وہ قاتلوں ملا فو ماوے ہیں اُن پر شہنشاہ فرانس کو حملہ کرنا چاہئے۔ اس لئے یہ بل پاس نہ ہوا اور لارڈ پامرسٹون نے وزارت سے استعفا دیدی۔ لارڈ بیلی کی وزارت کا آغاز ہوا۔ اس بل کے پاس نہ ہونے سے انگلینڈ اور فرانس دونوں خوش ہوئے اُن میں جو رنجش ہو گئی تھی وہ دور ہوئی پھر دونوں آپس میں دوست ہو گئے۔

یہودیوں کا ممبر پارلیمنٹ ہونا

لارڈ ڈورزیل کی کامنس ہوؤس کے پیشوا تھے انہوں نے کوشش کی کہ پارلیمنٹ میں یہودی داخل کئے جائیں۔ یہودیوں کو عیسائی مذہب کے موافق حلف اٹھانے سے انکار تھا اور پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے بموجب قانون کے عیسائی مذہب کے موافق حلف اٹھانا ضرور تھا۔ اس وزارت میں اس باب میں بحث ہو ہو کر یہ ایکٹ پاس ہو گیا کہ یہودی پارلیمنٹ میں شریک ہوں اور اس ایکٹ کے بموجب بیرن روٹشیلڈ ایک یہودی لندن کی طرف سے کامنس ہوؤس کا ممبر مقرر ہوا۔ یہودیوں کے لئے حلف کا ایک نیا طریقہ ایجاد ہوا۔

جزائر آلی او نیا

سراڈورڈ لٹن کولونیز (نواآبادیاں) کے سکریٹری مقرر ہوئے انہوں نے برٹش کولمبیا کی بنیاد ڈالی

اور مسٹر گلیدسٹن کو جزائر آئی اوینیا میں بھیجا۔ یہ سات جزیرے تھے ان میں سلطنت جمہوری تھی اور برطانیہ اعظم ان کی محافظ تھی اور اس کو اختیار تھا کہ وہ اپنی سپاہ کی چھاؤنیاں یہاں ڈالے ان میں دنگے فساد مچ رہے تھے جن کے مٹانے کے لئے مسٹر گلیدسٹن وہاں گئے۔ انہوں نے اہل آئی اوینیا کو سمجھایا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ انگلینڈ اور ان کے درمیان مصالحت کراؤں۔ ان کو انگلینڈ سے آزاد کرنے کے لئے نہیں آیا عام لوگ یہ چاہتے تھے کہ گریس کے ساتھ یہ جزائر شامل ہو جائیں انگلینڈ کی محافظت سے چھوٹ جائیں سلاو ڈچان رسل نے جزائر آئی اوینیا کو گریس کی سلطنت کے حوالہ کر دیا۔

اٹلی کی آزادی کے لئے جنگ ۱۸۵۹ء

۱۸۵۹ء میں جب دوبارہ پامرسٹن کی وزارت کا آغاز ہوا تو اٹلی میں ایک ہنگامہ جنگ برپا تھا اہل اٹلی کو یقین تھا کہ جب تک آسٹریا کے قبضے میں لمبارڈی اور وینیشیا رہیں گے ہم کو آزادی نہیں ہوگی ہر رات میں حکومت شخصی تھا کہ کیلئے آسٹریا کی سپاہیں موجود رہتی ہیں صرف سارڈینیا کے فرماں روا کوئٹ وکٹر مینیوال کو اس پر اصرار ہے کہ آسٹریا کی مرضی کے برخلاف۔ کونٹی طیوٹنل گورنمنٹ قائم ہو وکٹر بڑا سچا ایمان دار دانشمند رہتا تھا کل اہل اٹلی اس کو ادب و عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اہل آسٹریا کو خارج کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کو یوٹی لکل اختیارات حاصل ہوں۔ اب یہ ظاہر تھا کہ کل اٹلی میں کیا حکومت شخصی ہو یا کونٹی طیوٹنل گورنمنٹ ہو لیکن کونٹی طیوٹنل گورنمنٹ تو سارڈینیا میں بھی قائم نہیں ہو سکتی تھی اگر آسٹریا نہ نکالا جائے اور حکومت شخصی بھی نہیں قائم ہو سکتی تھی جب تک کہ سارڈینیا کی سلطنت بالکل غارت و تباہ نہ ہو۔ ۱۸۵۸ء میں سارڈینیا کے مدبر وکٹر نے فرانس کے شہنشاہ نیولین کو اس پر آمادہ کرایا کہ وہ اٹلی سے آسٹریا کو لڑ کر خارج کر دے۔ اہل انگلینڈ کی مرضی یہ نہ تھی کہ لڑائی ہو۔ ۱۸۵۹ء میں فرانس کی سپاہ کوہ الپس کے پار شہنشاہ لے گئی۔ تاکہ اہل سارڈینیا کی اعانت کرے۔ اس لئے لکسٹی۔ بارمار موڈنیا اور سٹیس اوف چرچ کے شمالی حصوں سے حکمرانوں کو نکال دیا اور کوئٹ وکٹر کی سپاہ کو اپنے ساتھ بلایا اور ان سپاہیوں نے ملکر اہل آسٹریا کو مٹی جھٹک کر سولفرینیو میں شکست دیں اور شاہ سارڈینیا اور شہنشاہ فرانس میلان میں داخل ہوئے۔ مگر زورچ میں صلح ہو کر یہ عہد نامہ لکھا گیا کہ لڑائی ختم ہو اور میلان وکٹر کو دیا جائے مگر وینیشیا آسٹریا

کے پاس رہے مگر اہل اٹلی نے اس کو منظور نہیں کیا۔

سنہ ۱۸۶۱ء میں نام ورنیل گاری بالڈمی نے جزیرہ سسلی پر حملہ کیا انگریز بھی اس کے ساتھ ہو کر لڑے اور چند ہفتوں میں سسلی و نیپلز کو سوا کا اٹاک کے فتح کر لیا یہ مہم شہر نیپلز میں جا کر ختم ہوئی اور اس کا انجام ہوا کہ اطالیہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں سب مٹ گئیں۔ اور وکٹر امینوال وہاں کا بادشاہ ہو گیا مگر اس پر بھی کا آٹاک جہاں پادشاہ نیپلز نے آخری مقابلہ کیا تھا۔ کئی مہینے تک لڑتار ہا مگر ۱۳ فروری ۱۸۶۱ء کو اس نے خود اپنے تئیں حوالہ کیا اب وکٹر کل اٹلی میں سوار ویشینیا کے جس میں آسٹریا کی سپاہ رہتی تھی حکمرانی کرتا تھا۔ روم اور اس کی نواح کے اضلاع کو پوپ کے لئے فرانس کی سپاہ کاغذ لیتین محفوظ مامون رکھتے تھے۔

دولتِ سر ۱۸۵۹ء و ۱۸۶۰ء

سنہ ۱۸۶۰ء میں لارڈ رسل نے ایک ریفورم بل پیش کیا۔ ملک نے اس کی کچھ پروا نہ کی لارڈ رسل نے بھی اس پر اپنا بڑا زور نہ ڈالنا بل کو واپس لے لیا۔ معاملات ملکی میں الٹ پلٹ ہوتی رہی۔ نیپولین نے چوسا وے اور نائٹس پر قبضہ کیا تو اس کے سبب سے یہ ترددات پیدا ہونے لگے کہ اس کو جو آسٹریا میں فتحیابی ہوئی ہے وہ پیریشیا اور انگلینڈ کے شکست دینے کا ارادہ نہ کرے۔ نوجوانوں نے اپنے تئیں دولیٹروں میں بھرتی کرنا شروع کیا۔ لارڈ رسل کی وزارت تھی لارڈ یامرسٹن نے بھی اس تحریک میں تائید کی ہر پر گئے میں دولیٹریوں کی جماعتیں بھرتی ہوئیں کہ وہ انگلینڈ کی سپاہ کا ایک مستقل حصہ ہو گئیں اور ہر دولیٹر کا چہرہ لکھا جانے لگا۔

فرانس کے ساتھ تجارت کے باب میں عہد نامہ ۱۸۶۰ء

نیپولین انگلینڈ سے جھگڑا کرنا نہیں چاہتا اور بہت سے ایسے موقع پیش آئے کہ ان دونوں قوموں میں نیگانی اور اتحاد۔ با۔ نیپولین نے انگلینڈ اور فرانس کے درمیان تجارت کے باب میں وہ عہد نامہ بیان کرتے جو کو ب ڈین نے پیش کئے اور مسٹر گلڈسٹن نے پرتال کر کے اس کی تائید کی وہ عہد نامہ کی آزادی تجارت کے اصول کی تکمیل کے درپے تھے سنہ ۱۸۶۱ء میں تجارت کے عہد نامہ پر دستخط

ہوئے کہ انگریزی اسباب و مال جو فرانس میں داخل ہوا ان پر خفیف سا محصول لیا جائے اور فرانسیسی شراب اور اشیاء تجارت انگلستان میں آئیں ان پر خفیف محصول لگایا جائے اور ان میں انگلینڈ اور فرانس کی رالیوں میں یہ فرق تھا کہ انگلینڈ میں تو سارے ملک کی ٹائیسے آزادی تجارت کی تھی اور فرانس میں صرف شہنشاہ کی رائے آزادی تجارت کی تھی فقط اسی کی رائے کے زور سے برخلاف اہل ملک کی رائے کے یہ عہد نامہ ہوا تھا اسی سبب سے جب شہنشاہی قوت کا زوال آیا تو اہل فرانس نے اول ہی موقع پاکر تجارت کے معاہدہ کو جس کی وہ کچھ قدر قیمت نہیں جانتے تھے توڑ دیا۔

امریکہ میں آپس کی لڑائیاں ۶۰ و ۶۱ و ۱۸۶۲ء

۱۸۶۰ء میں فرانس کے ساتھ عہد نامہ پر دستخط ہوئے تھے کہ امریکہ کی یونائیٹڈ سٹیٹس میں ایسی وارداتیں وقوع میں آئیں جن کے سبب سے انگلینڈ کو بڑی سختی و زحمت اٹھانی پڑیں جنوبی سٹیٹس میں لاکھوں حبشی غلام تھے جو روٹی اور شکر پیدا کرتے تھے اس لئے ان کا نام بھی غلام سٹیٹس تھا اور شمالی سٹیٹس میں کسی قسم کے غلام نہ تھے ان کا نام آزاد سٹیٹس تھا وہ نہایت خوش حال و سرسبز تھیں اور غلام سٹیٹس تنزل کی حالت میں تھیں۔ غلاموں کے حاکموں کو یہ امید تھی کہ وہ نئی نئی زمینوں میں غلاموں کو لے جا کر کاشت کر کے اپنے تئیں آسودہ حال کر لینگے۔ آزاد سٹیٹس کے باشندے یہ نہیں چاہتے تھے کہ قدیمی غلام سٹیٹس میں غلامی موقوف ہو جائے۔ اور وہ قانوناً خواہش بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مگر وہ کسی نئی سٹیٹس میں غلامی کا متحمل ہونا نہیں چاہتے تھے۔ ۱۸۶۰ء میں ابراہام لنکن پریسڈنٹ منتخب ہو کر مقرر کیا گیا کہ وہ اس مشکل کو سہل کرے۔ اس پر غلام سٹیٹس نے اپنے تئیں شمالی سٹیٹس سے علیحدہ ہو کر اعلان کیا کہ ہم آزاد ہیں۔ اور اپنا نام کون فیڈریٹ سٹیٹس رکھا۔ آزاد سٹیٹس اور سٹیٹس کو شامل کر کے اپنے تئیں یونائیٹڈ سٹیٹس کہتے تھے انہوں نے یہ کہا کہ کون فیڈریٹ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یونائیٹڈ سٹیٹس سے یونین یعنی متحد ہونے کو چھوڑ دیں وہ مجبور کی جائیں گے کہ پھر یونائیٹڈ (متحد ہونے) میں شامل ہوں۔

۱۸۶۱ء میں ان دونوں فریقوں میں سخت لڑائی شروع ہوئی۔ اس جنگ کے باب میں انگریزوں کی مختلف رائیں تھیں۔ اکثر انگریزوں کی اعلیٰ جماعتوں کی رائیں جنوب والوں کی رائیوں کے ساتھ متفق تھیں اور کاریگر زیادہ تر شمال کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے۔ ۱۸۶۱ء کے آخر میں کون فیڈریٹ گورنمنٹ کے دو ایجنٹ می سون اور سبلی پورہ پ کو انگریزی جہاز ٹرنٹ میں بھیج کر روانہ ہوئے کہ وہ انگریزوں اور فراسیسوں سے دوستانہ امداد کی درخواست کریں۔ ان کو یونائیٹڈ سٹیٹس کے جنگی جہازوں کا کپتان انگریزی جہاز میں سے گرفتار کر کے لے گیا یہ حرکت اس کی انٹرنیشنل قانون کے برخلاف تھی۔ کہ کوئی قوم کسی ایسے جہاز پر سے جو کسی لڑائی میں شریک نہ ہو آدمیوں کو گرفتار کر کے لے جائے۔ برٹش گورنمنٹ نے یہ حجت پیش کر کے کہا کہ اگر یونائیٹڈ سٹیٹس گرفتار شدہ ایجنٹوں کو واپس نہ کرے گی تو لڑائی شروع ہوگی۔ یونائیٹڈ سٹیٹس نے فوراً ایجنٹوں کو حوالہ کر دیا۔ اور اقرار کیا کہ ہمارے افسروں نے غلطی کی بس دونوں قوموں میں جو رشتہ برادری رکھتی تھیں نہ گامہ جنگ برپا ہوتے ہوتے رہ گیا یہ دونوں قوموں کی خوش نصیبی تھی۔

یونائیٹڈ سٹیٹس نے ابتداً جنگ سے جنوبی بندرگاہوں کو بند کر دیا تھا۔ بہت سے انگریز سوداگروں نے دُخانی جہاز بندے کہ وہ ان بیڑوں کے درمیان گزریں جنہوں نے بندروں کو بند کر رکھا ہے۔ اور کون فیڈریٹس پاس اپنا اسباب لے جا کر بحیرہ اور اس کی عوض میں دُلی خریدیں۔ کون فیڈریٹ پاس سامان بحری نہیں تھا وہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ ہمارے دستوں کے تجارتی جہازوں پر حملہ کیا جائے۔ انہوں نے حکم دیا کہ ایک دُخانی جنگی جہاز برکس پیڈ میں انگریزی جہاز بنانے والے تیار کریں جب یہ جہاز تیار ہو کر سمندر میں چلا تو اس کا نام الباما رکھ لیا۔ اس نے بہت سے تجارتی جہازوں کو گرفتار کر کے جہازوں کو ڈوبو دیا اور ان کے قیمتی اسباب کو اور جہازوں میں اتار لیا۔ اس حرکت پر اہل امریکہ کو بڑا غصہ آیا اور یہ امر قرار پایا کہ برٹش گورنمنٹ کو چیلنج تھا۔ کہ الباما کو پہلے اس سے گرفتار کرتے کہ وہ سمندر میں ڈالا گیا تھا۔ کیوں کہ وہ ایک جنگی جہاز تھا جو مجازاً تھا کہ وہ اس بندر سے چلتا جو فریقین میں سے کسی کا طرفدار نہ تھا۔ برسوں کے بعد برٹش گورنمنٹ کو اہل امریکہ کو ان نقصانوں کا

معاوضہ دینا پڑا جو اس جہاز کے سبب سے ان کا ہوا تھا۔ یہ گورنمنٹ کی بد نظمی اور غفلت تھی کہ اس جہاز کو سمندر میں چلنے دیا۔

روٹی کا قحط ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۲ء تک

اس عرصہ جنگ میں انگلستان کے شمالی حصہ میں امریکہ سے روٹی کے نہ آنے کے سبب سے بڑی مصیبت آئی۔ کیوں کہ جنوبی بندر بند تھے۔ لیکن شہر میں روٹی کے ملوں کے چلنے کا بالکل راز امریکہ کی روٹی کے آنے پر تھا۔ بند بند روں سے اگر روٹی آئی بھی تو وہ ملوں کی ضرورت سے بہت کم تھی۔ مصر اور ہندوستان سے روٹی منگانے کا اہتمام کیا گیا۔ یہاں سے جو روٹی آئی وہ اچھی نہ تھی اور اس کی مقدار بھی ملوں کے لئے کافی نہ تھی اس لئے ملیں کیا تو بند ہو گئیں جو چلتی تھیں تو ہفتے میں چند گھنٹے۔ ہزاروں آدمی بیکار رہتے سے بھوکے مرنے لگے۔ روٹی کے قحط سے وہی تکلیف ہوئی جو روٹی کے قحط سے ہوتی۔ مصیبت کے مارے قحط میں مصیبت ہی پر صابر نہ تھے بلکہ اس کے ساتھ یہ انسانیت بھی رکھتے تھے کہ شمالی سٹیٹس کو برا اس سبب سے نہیں کہتے تھے۔ کہ انہوں نے بندر گاہوں کو بند کر کے ان پر یہ بلاؤں کی جھڑی لگائی ہے۔ ان کا یہ ایمان و یقین تھا۔ کہ غلاموں کا رکھنا گناہ و جرم ہے۔ شمالی سٹیٹس کی فحشابی سے امریکہ میں غلامی کا نام نہیں رہے گا۔ اس لئے انہوں نے صبر کے ساتھ چپ چاپ مصیبت کو جھیلا اور کبھی یہ قصد نہیں کیا کہ وہ غلامی کی امداد کریں جس پر وہ دل سے برا بھیجتے تھے۔

امریکہ کی سول وار کا خاتمہ ۱۸۶۲ء

۱۸۶۲ء میں شمال والوں کو کامل فتحیابی حاصل ہوئی اور لڑائی ختم ہو گئی۔ یونائٹڈ سٹیٹس کے کل ملک میں غلامی بالکل مٹ گئی۔ متحندوں نے مفتوحین پر ایسا رحم کیا کہ ان کو اپنا بن دموں کا غلام بنالیا۔ اور اس کا اثر انگلش لوئیٹیکس پر بھی پڑا کہ جمہوری گورنمنٹ بھی در دناک امتحانوں میں رحم کرتی ہے اور اپنی مضبوطی دکھاتی ہے۔

لارڈ پامرسٹون کے آخری ایام

انگلینڈ میں لارڈ پامرسٹون کو بہت زیادہ آدمی پسند کرتے تھے۔ وہ بڑے الواعزم و خوش مزاج عالی ہمت بلند فکر تھے اپنی قوم کی بہادری کو ایسا دکھایا کہ وہ کسی سے دہی نہیں اب ان کی عمر اسی برس کی تھی وہ قدیم نظام کو کافی جانتے تھے۔ مسٹر گلڈسٹن نے اپنے جد و جہد و مالی کامیابی سے ایسے اختیارات حاصل کر لئے تھے کہ پامرسٹن کے بعد وہی صاحب اختیار سمجھے جاتے تھے انہوں نے کامنس ہوٹس میں ریفورم بل پیش کیا ۱۸۶۵ء میں ایک سی پارلیمنٹ منتخب ہوئی اس کے پہلے اجلاس سے پہلے ۵ اکتوبر ۱۸۶۵ء کو لارڈ پامرسٹن نے انتقال کیا وہ اپنے آخر دم تک جیتی چالاکی و مستعدی سے کام کرتے رہے مگر اب وقت ایسا آگیا تھا کہ اس میں کام ایسے پیش ہونے لگے تھے کہ ان کے سر انجام کرنے کے لئے جوان ہاتھوں اور دماغوں کی ضرورت تھی۔

لارڈ رسل کی وزارت ۱۸۶۵ء و ۱۸۶۶ء

لارڈ پامرسٹن کی جگہ لارڈ رسل وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ اور مسٹر گلڈسٹن کامنس ہوٹس کے پیشوا و رہنما بنے جب ۱۸۶۶ء میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو ریفورم بل پیش ہوا۔ کامنس ہوٹس میں اکثر ممبر ریفورم بل کی پروا نہیں کرتے تھے گو اس نے اس بل کو پھینک نہیں دیا مگر بریل فرقہ نے اس پر بہت اعتراض کئے اور اس پر مباحثہ کرنے میں اپنا وقت بہت ضائع کیا اور آخر کو وزارت نے یہ نتیجہ نکالا کہ ہوٹس کامنس یہ نہیں چاہتا کہ اس بل کو پاس کرے اس پر وزارت نے استعفا دیدیا تاکہ معلوم ہو کہ وزارت کو اس بل کی ایسی پروا ہے کہ اس کے نامعلوم ہونے پر اس نے اپنے عہدہ سے دست برداری کی۔

لارڈ ڈربی کی تیسری دفعہ وزارت ۱۸۶۷ء و ۱۸۶۸ء

تیسری دفعہ لارڈ ڈربی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ اور ڈربی کی وزیر مال۔ جس کو یہ یقین تھا کہ ریفورم بل آئندہ ضرور پاس ہوگا۔ وہ کامنس ہوٹس کے پیشوا بنے جلد یہ امر ظاہر ہو گیا کہ اگرچہ

کامنس ہوس ریفورم بل کی پروا نہیں کرتا مگر کاریگروں کو اس کی بڑی پروا ہے شمال میں شہر ہل
 و قصبوں میں اس بل کے واسطے انکی ٹینگ کیزالچوم بڑی گرم جوشی کے ساتھ ہوتی تھیں۔
 گورنمنٹ نے منع کیا کہ لنڈن میں ہائیڈ پارک میں کوئی ٹینگ نہ ہونے پائے۔ مگر جب بھڑنے
 دیکھا کہ پارک کے دروازے بند ہیں تو وہ اس کے جھگے کو توڑ کر اندر گھس گیا۔ لارڈ ڈرنہی نے
 اپنی تیز فہمی سے دریافت کر لیا کہ ملک بغیر ریفورم بل پاس کرائے نہیں رہے گا۔ تو وہ اس کے
 خود ہتھم بن گئے ۱۸۶۷ء کے اجلاس میں انہوں نے بہت سے ایسے زولوشنوں کا ایک تار باندھ
 دیا کہ جس پر ریفورم بل کا پاس ہونا مبنی تھا۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ کامنس ہوس چاہتا ہے کہ
 اصل مسودہ قانون پیش ہو تو انہوں نے قانون کا مسودہ تیار کیا جب کامنس ہوس اس مسودہ
 سے خوش نہ ہوئی تو اس نے مسودہ کو واپس لے کر دوسرا مسودہ جو پہلے مسودہ سے جدا تھا تیار
 کیا۔ تین وزیروں نے یہ سمجھ کر اس بل میں سلطنت جمہوری کا پر تو زیادہ تر نظر آتا ہے۔ استعفا
 دیدیا جب وہ کامنس ہوس میں گیا تو اور بھی وہ سلطنت جمہوری کا ہرنگ ہو گیا تھا۔ بل
 کی آخر صورت یہ تھی پورڈ (پرگنہ) میں جو شخص کوئی ریٹ (محصول) دیتا ہے وہ ووٹ دینے کا
 مستحق ہے اور شہروں و قصبوں میں جو شخص دس پونڈ کرایہ دیتا ہے اور سال بھر تک اسی
 کرایہ کے مکان میں رہتا ہے وہ ووٹ دینے کا مستحق ہے اور دہات میں جو شخص ۱۲ پونڈ لگان
 دیتا ہے ووٹ دینے کا مستحق ہے اور پرانے قاعدے کے موافق جو شخص چالیس ٹینگ کی
 معافی یا زمینداری رکھتا ہے وہ بھی ووٹ دینے کا مستحق ہے حاصل یہ ہے قصاب و شہروں
 میں کاریگروں کو پارلیمنٹ کے لئے ممبروں کے انتخاب کرنے میں ووٹ دینے کا اختیار حاصل
 ہوا جس کے سبب سے ان کو انتظامات ملکی میں دخل ہو ۱۸۶۸ء میں اسی اصول کے موافق آئرلینڈ
 و سکوٹ لینڈ میں ریفورم ہو گئی اور سٹیٹ دوبارہ تقسیم ہوئیں۔

کاغذ و اخباروں پر محصول کی موقوفی

اخباروں پر محصول بار بار کم و بیش ہوتا رہتا تھا۔ ابتدا صدی میں ہر اخبار پر چار پنس
 محصول تھا۔ ۱۸۳۶ء میں وہ گھٹ کر ایک پنس رہ گیا۔ سرخ ٹکٹ ایک پنس کا ہر اخبار پر لگتا

تھا۔ سوا اس کے ہر اشتہار پر جو اخبار میں مشہور ہوتا تھا۔ چھ پنس یا اس کے قریب محصول لیا جاتا تھا۔ پھر آخر کو کاغذ پر بھاری محصول لگ گیا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اخبار ایسے گراں قیمت ہو گئے کہ اُن کو دولت مند ہی خرید کر پڑھ سکتے تھے یا کلب میں بہت سے آدمی شریک ہو کر اُن کو خریدتے اور باری باری سے اُن کو پڑھتے تھے۔ اور جس کے پاس سب سے سچے اخبار جاتا تھا وہ اخبار کا مالک ہو جاتا تھا۔ یہ معاوضہ اس کو اس بات کا ملتا کہ اس کو سب سے سچے خبریں ملتیں۔ آخر کو اُن محصولوں میں تخفیف ہوئی اور اشتہاروں پر محصول بالکل موقوف ہوا میٹرکلیڈ سٹن کی حسن سعی سے کاغذ پر محصول معاف ہو گیا جس کے سبب اخبار ارزاں بننے لگے۔ پہلے گراں محصول اس لئے لگائے جاتے تھے کہ بدخواہ اخبار زیادہ نہ جاری ہو جائے۔

نیوزی لینڈ و شانشی و جاپان وغیرہ میں لٹرائی جھگڑی

لارڈ پائپر سٹن کی رائے یہ تھی کہ انسان لڑنے والا اور جھگڑنے والا حیوان ہے اسی رائے پر انہوں نے عمل کیا کہ اُن کے نزدیک کوئی تدبیر ملکی اس سے بہتر نہ تھی کہ ملک کو ایسی حالت میں رکھا جائے کہ جب کوئی اس پر حملہ کرے تو وہ اس کے مقابلہ کے لئے تیار رہے انگلستان کو نیوزیلینڈ سے اپنے ہی معاملات میں تکلیف اٹھانی پڑی۔ نیوزیلینڈ میں ایک فساد برپا ہوا اٹھائی جزیرہ میں آگ لینڈ کے قریب ایک قوم ویکاٹوس رہتی تھی اس نے ان لوگوں کی فراہمیت کی جو نقل مکان کر کے یہاں آکر آباد ہوئے تھے۔ یہی بات بہت جلد ماورائی کے باشندوں کی سرکشی ہو گئی۔ ماورائی ایک عجیب عاقل قوم تھی۔ وہ دونوں صلح و جنگ کے فنوں سے ماہر تھے۔ ان میں علم کا ایک فن ایسا تھا کہ جس کے سبب سے ہر متنفس ان کا لکھ پڑھ سکتا تھا بہت سے ان میں فصیح بیان تھے۔ اور بہت سادہ پلوٹیک ہنر اپنا ظاہر کرتے تھے۔ وہ انگریزوں سے اچھی طرح لڑے۔ کہ انگریزوں کو اُن کے دہات کے قبضہ کرنے میں الٹا ہٹنا اور نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر آخر کار ماورائیوں کو شکست ہوئی زمین کی بابت اصل باشندوں اور انگریزوں میں جو اپنا وطن چھوڑ کر آباد ہوئے تھے۔ پرانا جھگڑا چلا آتا تھا۔ اب وہ از سر نو تازہ ہوا۔ یہ ایک پُرانی کہانی تھی کہ انگریز اپنی زمین کے بڑھانے کے شوقین تھے اور اصلی باشندوں

کو اس پر حملہ تھی کہ زمین اُن کے قبضے سے لکلی جاتی تھی پارلیمنٹ میں اس باب میں
 مباحثہ پیش ہوا۔ نیوزیلینڈ کی جماعت مقنن نے ایکٹ پاس کیا جس کے موافق اصلی باشندوں
 کی نوے لاکھ ایکڑ زمین پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا اور کولونی کی گورنمنٹ کو گرفتار کر کے اور
 قید کر کے انگریزوں کو بالکل خود مختار کیا۔ اور گورنمنٹ نے اپنی ضمانت پر ایک کڑوڑ روپے
 انگریزوں کی مدد کے لئے جو وہاں تارک لوطن ہو کر آباد ہوئے تھے قرض لیا کہ وہ اچھی طرح
 سے اصلی باشندوں سے لڑیں مگر جو اس لڑائی میں خرچ ہوا اس کو اپنے پاس سے آدھریں۔
 افریقہ کے گولڈ کوسٹ میں بھی گورنمنٹ کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ شاہ اشانٹی کے کچھ غلاموں
 نے انگریزی قلمرو میں پناہ لی تھی۔ کیپ کوسٹ کولونی کا گورنر غلاموں کو شاہ کے حوالہ کرنا
 نہیں چاہتا تھا۔ ۱۸۶۳ء کے موسم بہار میں شاہ نے انگریزوں کو دھمکیاں دیں اور اُن کی
 سرحد پر چالیس میل کے فاصلہ پر چڑھ کر آیا۔ گورنر انگریزی نے یہ سمجھ کر کہ وہ لڑنے کے لئے
 سر پر چڑھا آتا ہے اس کے ملک میں اپنی سپاہ کو چڑھایا۔ موسم نہایت برا تھا۔ آب ہوا
 ایسی خراب تھی کہ وبا پھیل رہی تھی جو سپاہ کو ویسٹ انڈیاں سے وہاں بھیجی گئی تھی وہ
 اُس کی تحمل نہیں ہوئی اور وہاں مکھیوں کی طرح مرنے لگی اس لئے اس بڑی تدبیر کو چھوڑ دیا
 جاپان میں ایک فساد پیدا ہوا کہ برٹش رعایا میں سے مسٹر چرڈن جاپان میں انگریزوں کی
 بستی میں ستمبر ۱۸۶۲ء میں اُس سڑک پر مارا گیا تھا جو بموجب عہد نامہ کے انگریزوں کی آمدورفت
 کے لئے مقرر ہوئی تھی۔ اس شہزادہ کو سٹ سویا کے آدمیوں نے مارا تھا۔ یہ شاہ زادہ جاپان
 کی گورنمنٹ میں اپنا حق رکھتا تھا جاپان کے شہزادوں میں جلیل القدر تھا۔ جاپان کی
 گورنمنٹ سے اور اس شاہزادہ سے انگریزوں نے کہا کہ ایک کڑوڑ روپے تاوان کا دے۔
 اور معافی مانگے شاہزادہ سٹ سویا سے دو لاکھ پچیس ہزار روپے طلب کئے تھے
 اور قانون کے لئے سرادینے کی درخواست کی گئی تھی۔ جب سٹ سویا نے نہ روپیہ دیا
 نہ قانون کو سرادی تو ۱۸۶۲ء میں کرنیل نیل نے جو جاپان میں انگریزوں کے معاملات کا
 مختار تھا میربحر کو پیر کو لکھا کہ وہ انگریزی بیڑے کو سٹ سویا کی دارالسلطنت کا گویہماں
 لے جائے تاکہ شہزادہ انگریزوں کے کہنے کے موافق عمل کرنے جب بڑا آیا تو کاگو سیما

کے قلعوں نے اس پر گولہ باری کی۔ انگریزوں نے شہر پر گولوں کا سینہ پرسا کر اس کو بھسم کر دیا۔ عورتیں بچے شہر میں سے باہر چلے گئے تھے اس لئے اس میں جانیں کم تلف ہوئیں آخر کاسٹ سویانے اطاعت اختیار کی اور انگریزوں کے حکم کی تعمیل کی۔

پولینڈ کے معاملات

مشرقی و مغربی جزائر نے معاملات میں انگلینڈ کو ایسی جوابدہیاں نہیں کرنی پڑیں جیسی کہ پولینڈ کے فسادات میں۔ روس کے سبب سے پولینڈ میں ایک فساد عظیم برپا ہوا۔ انگلستان میں لوگ پولینڈ کو حق پر جانتے تھے اور روس کو اس کے برخلاف سمجھتے تھے۔ عہد نامہ وائسٹا کے موافق ساری سلطنتوں کو پولینڈ کے حقوق پر خیال کرنا پڑا۔ پولین شہنشاہ فرانس اس شرط پر روسیوں اور پولینڈ کے باشندوں کے درمیان مصالحت کرانے پر آمادہ تھا۔ کہ انگلینڈ اس کے ساتھ ہو۔ لارڈ رسل نے پولینڈ کے باب میں ایک مراسلہ روس کو لکھا۔ روس نے چھ باتیں پولینڈ کے مصالحت کے لئے پیش کیں۔ لارڈ پامرسٹون نے انگلینڈ کے خیال کو پولینڈ کی طرف سے اٹھا دیا۔ پھر کچھ فرانس اور انگلینڈ میں رنجش ہو گئی آخر سب کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ انگلینڈ نے پولینڈ کے معاملات میں مداخلت سے بالکل ہلو ہوتی کی اور ایسے ہی وہ ڈنمارک اور اہل جرمن کے باہمی فسادات میں خاموش رہا۔

جزیرہ جمیکا

لارڈ رسل کی وزارت میں اس جزیرہ کے فسادات سے انگلینڈ کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ اس جزیرہ میں حبشیوں نے سرکشی کی جس کے رفع کرنے میں انگریزی سپاہ کو خونریزی کرنی پڑی۔ اس بغاوت کی تحقیقات کے لئے کمیشن مقرر ہوا۔ اس کے رپورٹ نے اپریل ۱۸۶۶ء میں یہ رپورٹ بھیجی کہ حقیقت میں گورنمنٹ سے مقابلہ اس منصوبے کے لئے کیا گیا کہ زمین بغیر محصول ادا کرنے کے حاصل کی جائے اور ان کچھریوں سے نجات ملے جن میں باغیوں کی مرضی کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں۔ بغاوت بہت جلد پھیل گئی مگر آخر نے

جس دانائی سے اس فساد کو رفع کیا قابلِ تکریم ہے مگر مارشل لا مدت دراز تک جاری رہا جس کے
مبب سے سزائیں زیادہ تر ملیں پھانسیاں ناحق بہت آدمیوں کو ہوئیں تازیانہ زنی و حشیانہ
کی گئی۔ اس فساد کا سرغنہ گورڈون تھا۔ اُس نے اپنی تحریر و تقریر سے اس آتش فساد کو بھڑکایا تھا

کنیڈا کے معاملات

۱۸۶۹ء کنیڈا کی قلمرو کی وسعت خلیج ڈیسن کی ملک کے الحاق سے ہوئی۔ خلیج ڈیسن کی کمپنی کی
چاہنے کی مدت ۱۸۶۹ء میں ختم ہوئی گو لوئیوں کے سکرٹری لارڈ گرین دیل تھے انہوں نے یہ تجویز پیش
کی جو دونوں ہوسوں میں منظور ہوئی کہ کمپنی کو تین لاکھ پونڈ دیدے جائیں اور ایسے ملک لے لیا جائے
اس پر کچھ لوگوں نے سرکشی کی۔ سرغنہ بغاوت لوس ریل تھا اس نے قلعہ گبری پیر اور کمپنی کے خزانہ
پر قبضہ کر لیا اور آبادی کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ کرنیل ولزلی نے جا کر بغیر اس کے کہ کسی کی تکسیر بھی
پھوٹے ۲۴ رگسٹ کو قلعہ گبری پر قبضہ کر لیا۔ اور زمین پر قبضہ ہو گیا۔ جس کا نام ضلع نیٹو ٹو مارکھا
گیا۔ اس طرح شمالی کنیڈا میں انگریزی عہداری سمندر سے سمندر تک ہو گئی۔ شمالی امریکہ میں ۱۸۶۹ء
میں برٹش آبادی ۵ لاکھ آدمیوں کی تھی اور اب پینتالیس لاکھ ہو گئی۔

جزائر آسٹریلیا

جزائر آسٹریلیا بھی کنیڈا کی سی عظمت رکھتے ہیں۔ آسٹریلیا میں پانچ کو لوئی الگ الگ ہیں۔
نیو سوٹھ ویلز۔ وکٹوریہ۔ مغربی آسٹریلیا۔ جنوبی آسٹریلیا۔ اوٹرویونس لینڈ اور یہ سب اس ایک جزیرہ
کے اضلاع ہیں جس کے برابر وسعت میں دنیا میں کوئی جزیرہ نہیں۔ مجمع الجزائر آسٹریلیا میں نیوینڈ
اور طسمانینہ جدا جزائر ہیں۔ ان تمام جزیروں میں ری پرینٹے ٹو گورنمنٹ ہے اور اُس کے ساتھ
جوابدہ منسٹروں یا کمینٹری چیمبر ہے۔

اندرونی اور بیرونی فسادات و کالیف

۱۶ فروری ۱۸۶۹ء کو لارڈ رسل نے ہوس آف لارڈس میں بل پیش کیا کہ گورنمنٹ کا ارادہ

سب سے کہ آئرلینڈ میں قیدی کی طلبی کے پروانے یا کسی شخص کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں
 بھیجے گا ایکٹ منسوخ کیا جائے یہ بل ملکہ منظمہ کی منظوری سے پاس ہو گیا۔ آئرلینڈ کے سبب سے
 بہت سی تکلیفات پیش آئیں۔ اس کے باشندے جو گورنمنٹ سے ناراض رہتے تھے ان کے
 حامی وہ اہل آئرلینڈ ہوئے جو امریکہ میں جا بیسے تھے۔ یہ سب کے سب انگلستان کے دشمن جان
 تھے۔ اہل آئرلینڈ جب امریکہ میں جا کر بسے ہیں تو اس وقت وہ لایق سپاہی و مدبر نہ تھے مگر
 امریکہ کی آپس کی لڑائیوں میں سپاہ میں بھرتی ہو کر بڑے سپاہی اور دانشمند ہو گئے تھے انہوں
 نے ایک مخفی اپنی سوسائٹی بنائی جس کے ہر ممبر کو فین این کہتے تھے۔ بحر اطلانتک کے دونوں
 طرف اس مخفی سوسائٹی کا زور ہوا اور امریکہ سے آئرلینڈ میں بہت سے سپاہی فین آئرلش (اہل
 آئرلینڈ) آئے اور مارچ ۱۸۶۷ء میں آئرلینڈ میں ایک عام فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ مگر کئی روز
 تک رات دن برف کے طوفان ایسے آئے کہ باغیوں کو حرکت کی مجال نہ تھی۔ وہ برف میں دفن
 ہو گئے۔ وہ جا بجا پولس سے لڑے۔ کچھ گولیاں چھٹیں بہت سے آدمی گرفتار ہوئے۔ چند جانیں
 تلف ہوئیں۔ کچھ دنوں کے لئے یہ ہنگامہ فرو ہوا۔ بعض فین این کے سرغنہ گرفتار ہوئے انہوں
 نے جوابدہی بڑی بہادرانہ کی۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے مقدس مقصد پر جان فدا کرنے کو تیار
 ہیں۔ ان میں سے کرنیل پرک پر می ۱۸۶۷ء میں پھانسی کا فتوے دیا گیا۔ مگر بڑے بڑے مقرر
 آدمیوں نے اس کی حمایت کر کے ملتوی کر دیا۔ پھر لوگوں کو اس پر جرأت ہوئی کہ مین جپر میں
 حوالات کی رواں گاڑی میں سے دو فین این کو لوگ چھٹا کرے گئے۔ اور ایک پولس کے آدمی
 کو مار گئے پانچ چھانے والے پکڑے گئے۔ تین کو پھانسی دی گئی دو رہا ہوئے۔ ۱۳ دسمبر کو جلیخانہ
 کلرکین ویل کے اٹھانے کا ارادہ فین این نے کیا۔ جس میں ان کے دو قیدی تھے یہ قیدی تو
 رہا نہ ہوئے مگر جلیخانہ کی دیوار جو باروت سے اٹھالی تو اس کے صدمہ سے چھ آدمی اسی وقت
 مر گئے۔ اور چھ پیچھے مرے۔ اور ایک سو اسی آدمی زخمی ہوئے۔ اور جد اجد فین این نے
 سازشیں کیں۔ سازش کرنے والوں کو قیدیں ہوئیں۔ اور پھانسیاں ملیں انگلستان کو
 یونین ٹریڈس کی سوسائٹیوں کی سازشوں نے ان فین این کی سازشوں سے زیادہ تکالیف
 پہنچائیں۔ یہ سوسائٹی جو کوئی کاربگر ان کی مخالفت میں سر اٹھاتا۔ تو اس کے گھر میں آگ

لگا دیتے یا اس کے دروازوں میں ایک کین سٹر باروت سے بھرا ہوا رکھ دیتے اور اس کو اڑاتے یا اس کے بچونے میں بعض مہلک کلیں رکھ دیتے۔ مجرموں پر ایسے مقدمات میں مشکل سے جرم ثابت ہوتا۔ اس لئے اکثر وہ سزا سے بچ جاتے۔ گورنمنٹ نے ایک کمیشن مقرر کر کے ٹریڈس یونین کی سازشوں کی تحقیقات کی۔ بعد تحقیقات اور مباحثات کے اس فساد کا افساد ہو گیا۔ لارڈ ڈربی نے علالت طبیعت کے سبب سے استعفا دیدیا۔ لارڈ ڈزرائیلی وزیراعظم مقرر ہوئے۔

بالٹ لا یعنی ووٹ کاغذ پر لکھ کر صندوق میں ڈالنے کا قانون

اس نئی پارلیمنٹ نے کے بی ٹی میں زیادہ تغیر و تبدل نہیں کیا۔ ممبران پارلیمنٹ پہلے ووٹوں کی کثرت سے مقرر ہوتے تھے۔ اس پر یہ اعتراض ہوا کہ لوگ ووٹ دینے والوں کو رشوت دیکر یا اپنا کسی طرح کا دباؤ کام میں لا کر اپنے حق میں ووٹ بڑھا لیتے ہیں اس لئے یہ قانون جاری ہوا کہ لوگ اپنا ووٹ کاغذ پر لکھ کر ایک صندوق میں ڈال دیا کریں جس سے معلوم ہی نہ ہو کہ کس نے کس کے حق میں ووٹ دیا۔ اس طرح سے ان کاریگروں کو ووٹ دینے میں آزادی ہو گئی۔ کہ وہ اپنے کاریگروں کے لحاظ و ادب و خوف سے ووٹ نہ دیں۔ گورنمنٹ نے اپنا پرانا قاعدہ پر وگزی سے بھی ووٹ دینے کا موقوف کیا۔

ٹیلیگراف

گورنمنٹ نے دلیری کر کے تمام ٹیلیگرافوں کو اپنے قبضے میں کر کے پوسٹ آفس کے سپرد کر دیا اگرچہ تھوڑے دنوں اس طرح کام کرنے سے نقصان ہوا مگر سبب کو یہ قاعدہ بہت پسند آیا وہ جاری رہا

جنگ ابی سینیا

مہم ابی سینیا کی کامیابی بھی ایک عجیب تاریخی واقعہ ہے۔ اس سرزمین میں ابتدائی عیسائی رہتے تھے۔ اور سینٹ مارق کی آتماں یہاں کے برکات میں موجود تھیں۔ اہل ابی سینیا ابی

سلطنت کی اصل حضرت سلیمان کے عہد سے بتاتے ہیں کہ ملکہ شیبائاُن کے ملک میں سپرگوائی تھیں۔ ۱۸۶۵ء میں تھیوڈور شاہ ابی سینیا نے برٹش رعایا کے آدمیوں کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ جن میں کپتان کیم راون ملکہ مظہر کے کونسل مسودہ کے تھے۔ اور اورافر بھی تھے یہ سب اُس وقت مقید ہوئے کہ وہ انگلش گورنمنٹ کا کام کرتے تھے۔ اس لئے اون کے چھڑانے کے واسطے مہم کرنی پڑی۔ ان انگریزوں کے ساتھ جرمن کے مشینری مع بیویوں اور بچوں کے بھی گرفتار ہوئے تھے۔ چار برس سے یہ لوگ قید تھے۔ ۱۸۶۵ء میں لارڈ جیمس نے ہوٹس اوٹ لارڈ کی توجہ اس طرف دلائی کہ بعض برٹش رعایا کی تھیوڈور بادشاہ والی ابی سینیا کے ہاتھ سے کیا در دشا ہو رہی ہے۔ تھیوڈور غاصب سلطنت تھا۔ اس لئے خصال میں وحشیانہ نیکیاں اور بدیاں موجود تھیں۔ وہ مغلوب الغضب بھی تھا۔ اور دوست بھی پکا و مستقل تھا۔ جیسے منطقہ حارہ میں گرج کی کیفیت ہوتی ہے۔ ویسی اُس کے مزاج کی تھی۔ کہ ابھی کڑک رہا ہے پھر خاموش ہے۔ گھڑی میں بھوت گھڑی میں ولی۔ مسودہ میں مسٹر پلوڈن کا جو پیدے کونسل تھے بڑا دوست تھا۔ مسٹر پلوڈن اس طرح مارے گئے تھے کہ وہ تھیوڈور کی اعانت ایک بغاوت کے فرو کرنے میں کرتے تھے۔ تھیوڈور نے اُن کے قتل ہونے کی عوض میں ستو سے زیادہ باغیوں کو قتل کیا۔ مسٹر پلوڈن کی جگہ کپتان کیم راون کونسل ابی سینیا کے ہر حصہ کے لئے مقرر ہوئے۔ مسودہ ایک جزیرہ بحر احمر میں افریقہ کے کنارہ پر ہے۔ وہ ترکوں کی مملداری میں ہے وہ ابی سینیا کا کوئی حصہ نہیں۔ مگر سے جو لوگ ابی سینیا جاتے ہیں اُن کے جانے کا یہی دروازہ ہے۔ ۱۸۶۸ء میں مسٹر پلوڈن نے یہ عہد نامہ حاصل کر لیا تھا۔ کہ مسودہ میں ایک برٹش کونسل رہا کرے کہ وہ ابی سینیا میں انگریزی تجارت کی محافظ کیا کرے۔ مسٹر پلوڈن نے تھیوڈور کے ساتھ بڑی دوستی پیدا کر لی تھی۔ جس کے سبب سے انگلش کو ایک طرح کی تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے کپتان کیم راون کو ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ تھیوڈور کے جھگڑوں میں جو اُس کی رعایا کے ساتھ ہوں کسی طرح شریک نہ ہو۔ اور لارڈ جان رسل نے اس کو سمجھا دیا تھا۔ کہ ابی سینیا میں انگلش کا قایم مقام نہیں ہے۔ جس سے تھیوڈور کو یہ معلوم ہوا کہ انگلینڈ نے اپنی دوستی کو بدل ڈالا۔

جس کے سبب سے اُس نے یہ فساد برپا کیا کہ مشنریوں کو پکڑ لیا۔ کپتان کیمرون بہت زبردست ہوشیار نہ تھے۔ تھیوڈور کو اُن پر شبہ ہوا کہ وہ مصر سے سازش رکھتا ہے۔ تھیوڈور نے ملکہ معظمہ کو ایک خط لکھا کہ ترکوں کے برخلاف میری ملک کریں۔ بعض سببوں سے اس خط کا جواب نہیں دیا گیا۔ ایک کہانی گھڑی گئی کہ تھیوڈور نے اپنی عالی ہمتی یہ دکھائی ہے کہ میں ملکہ انگلینڈ کا شوہر بنوں میں ملکہ سنبیہ کی اولاد میں سے ہوں اس لئے میں ملکہ کے شوہر ہونے کے لئے لیاقت رکھتا ہوں۔ غرض یہ تو تحقیق نہیں کہ یہ درخواست اس نے کی یا نہیں مگر انگلینڈ سے وہ ناراض ہو گیا اور سمجھا کہ میری تحقیر کی گئی۔ کہ میرے خط کا جواب نہ دیا۔ اس لئے برٹش رعایا جو اس کے ہاتھ لگی اُس کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اُن کے ہاتھوں میں ٹیریا ڈال دیں اور مگڈلا میں جو پہاڑ پر اسکی دارالسلطنت تھی مقید کر دیا۔ کرنیل کیمرون بھی ان قیدیوں میں تھے یہ اُس کی غلطی تھی کہ وہ مسودہ سے ابی سینیا میں چلا گیا تھا۔

اب برٹش گورنمنٹ کو یہ دشواری پیش آئی کہ اگر وہ ابی سینیا پر مہم کرتی ہے تو اول اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تھیوڈور قیدیوں کو مار ڈالے گا۔ اس لئے اول مصالحت کی تدابیر کی گئیں مگر سٹم اور دو انگریز ملکہ معظمہ کی طرف سے تھیوڈور پاس بھیجے گئے کچھ دنوں تک تو وہ اُن سے حیلہ بازی کرتا رہا پھر اُن کو بھی قیدیوں میں داخل کیا۔ آخر لارڈ سٹین لی نے تھیوڈور کو لکھا کہ تین مہینے کے اندر قیدیوں کو چھوڑ دے نہیں لڑائی شروع ہوگی۔ مگر یہ خط تھیوڈور کے ہاتھ میں کبھی نہیں آیا۔ گورنمنٹ نے بھیجی گورنر سر روبرٹ نے پیر کو جو پیچھے لارڈ لے پیر میگڈلا ہوئے اس مہم پر متعین کیا۔ ۱۸۶۶ء میں جو پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو اس میں رسد رسالی کے لئے ووٹ دے گئے اور یمنی سے سپاہ روانہ ہوئی۔ اس مہم کا اہتمام بڑی اچھی طرح عین وقت پر کیا گیا اس جنگ آرائی میں تو ذرا سی بھی دشواری نہیں پیش آئی مگر منزل پیمائی میں بڑی مشکلات پیش آئیں دھوپ سے جلنا پڑتا تھا پاؤں کو دوسں بزار فیٹ بلند پہاڑوں پر چڑھنا ہوتا تھا اوپر سے بارش ہوتی تھی۔ ایسی حالتوں میں سامان رسد و سفر ساتھ لے کر چلتا پڑا صوبہ گزار تھا پھر وحشیوں کا مقابلہ اور ستانا تھا۔ غرض یہ سفر سفر آخرت کی صورت رکھتا۔ بادشاہ تھیوڈور نے عداوت اور محبت کے درمیان ٹکلتا تھا۔ کبھی قیدیوں پر ایسا مہربان ہوتا تھا کہ شراب کی بوتل

لاکراؤ کو پلانا اور آپ پتیا کبھی قیدیوں کو اپنی قہر کی آنکھیں ایسی دکھاتا کہ ابھی مار ڈالے گا اس کو اہل ابی سینیا نے لڑنے کی طاقت پر بڑا بھروسہ کیا تھا۔ کبھی وہ اپنی الوغز می کو ظاہر کرتا تھا کہ حملہ آوروں سے لڑو لگا کبھی اس کا دل اس سے دھلا جاتا تھا کہ انگریزی لشکر اس کے قریب چھاتی پر چڑھا آتا ہے۔ اپریل ۱۸۶۸ میں میدلا کے سامنے مسٹر دوبرٹ نے پیرا اور اراہیل کو وہ ایک لڑائی ایسی لڑا جیسی کہ بعض اوقات ریل و سٹریں پر جب وہ اپنی پوری حرکت کر رہی ہو کوئی ساڈہ حملہ کرے اہل ابی سینیا نے بہادری اور جوش سے مدد کیا مگر انگریزی تیاروں نے سب کو ہلاک کیا یا بچھو اہل ابی سینیا کو مار ڈالا۔ اور پندرہ سو کو زخمی کیا مگر یزیدی میں ایک سپاہی بھی نہیں مارا گیا۔ اونس سپاہی زخمی ہوئے تھیوڈور نے صلح کرنی چاہی اور کل قیدیوں کو انگریزی لشکر میں بھیج دیا مگر خود اس نے اپنے متین نہیں حوالہ کیا اس لئے سر دوبرٹ نے پیر نے اس کے قلعہ میگو ملا پر حملہ کیا وہ ایسا ڈھلان پر پہاڑوں کے اندر تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ اس کے اوپر تلے بھی سوائے دو مقاموں کے نہیں چڑھ سکتی تھی۔ جن میں سے ایک مقام شمال میں تھا دوسرا جنوب میں ان مقامات یترنگ راہیں قلعہ تک جاتی تھیں۔ شمالی جانب سے حملہ ہوا سپاہ بہت دقتیں اور دشواریاں اٹھاتی ہوئی دروازہ تک چڑھی۔ اور میگو ملا کو لے لیا۔ دروازہ کے اندر تھیوڈور کا جسم مردہ پڑا تھا اس نے خودکشی کی تھی۔ پھر قلعہ شاہی اس نظر سے مسمار کیا گیا کہ اگر وہ سلامت رکھا جائیگا تو کوئی زبردست گروہ مسلمانوں کا اس پر قبضہ کر لیگا اور ابی سینیا کے عیسائیوں سے انتقام لے گا۔ ۲۱ جون کو پہلا دستہ سپاہ کا ابی سینیا کی مہم سے واپس آگیا اس سے زیادہ کوئی مہم سب طرح سے بخوبی انجام نہیں پاسکتی۔ وہاں دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں کوئی بڑی دشواری نہیں تھی وہاں بڑے دشمن تو دو تھے ایک کوہستان دوسری آب و ہوا اس حسن خدمات کے صلہ میں سر روبرٹ کو برن کا خطاب ملا اور انکی پنشن ہوئی۔ تھیوڈور کی بیوہ انگلش کیمپ میں مر گئی اس کے بیٹے نے کچھ دنوں بمبئی میں تعلیم پائی پھر وہ انگلینڈ میں آیا اس کی تعلیم کا اہتمام ملکہ معظمہ نے خود اپنے ذمے لے لیا یہاں کی آب و ہوا نے اس کو زندہ نہیں رہنے دیا۔ ابی سینیا کے اندرونی معاملات میں کچھ دخل نہیں دیا گیا۔ وہاں کا ایک سردار انگریزوں کا دوست تھا۔ اس کے سر پر سر دوبرٹ نے تاج رکھا اور اس کو خطاب جان دم کا دیا۔

مسٹر گلینسٹن کی وزارت اور آئر لینڈ سے سینٹ چرچ کا موقوف ہونا ۱۸۶۹ء

اشرش کسانوں کا مالک صاحب پادشاہ کیتھولک چرچ ہے اس کے رقیب ہرلیف سینٹ چرچ تھے جو انگلش حکومت نے قائم کئے تھے۔ ان کسانوں نے اپنے کیتھولک مذہب کے سبب سے بہت سے مصائب اٹھائے تھے۔ مگر کوئی چیز ان کو اپنے مذہب کی پیروی سے باز نہیں رکھ سکتی تھی پر آبادی کا موضوع کیتھولک مذہب کی قدرت تھی۔ اہل آئر لینڈ کے نصف خیالات اور ان کی نصف زندگی عقیدے سے متعلق تھی۔ اس دنیا سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے تھے ان کے نزدیک فوق الحادث ہی عادت تھی۔ ندیاں۔ وادیاں۔ پہاڑ جو ان کے ملک میں تھے وہ پراسرار صورتوں اور دیوانگی آمیز افسانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ سب باتیں ان کے لئے زندہ چیزیں تھیں۔ غرض کسان سب طرح کے توہمات باطلہ میں گرفتار تھے اور توہمات پرستی کرنی ہی کو وہ سچے دل سے اپنی بڑی خدا پرستی جانتے تھے۔ وہ بُرے حال میں بھی خوش رہتے تھے اور اس کو خدا کی مہربانی سمجھتے تھے۔ ان کا مذہب عقل پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ ان کے ایمان پر وہ اپنے چرچ پر دل و جان سے فدا تھے۔ سینٹ چرچ جو آئر لینڈ میں قائم ہوئے ان کو وہ ایک ظلم کی نشانی جانتے تھے۔ جب فروری ۱۸۶۸ء میں لارڈ ڈربی نے اپنی علالت طبیعت کی وجہ سے استعفا دیا اور ان کی جگہ لارڈ ڈربی ویزیئر اعظم مقرر ہوا تو اس وقت میں اہل آئر لینڈ کو جو انگلینڈ کی طرف سے تکالیف پہنچ رہی تھیں ان کے رفع کرنے پر پارلیمنٹ کو توجہ ہوئی گلینسٹن نے یہ رزلویشن پیش کیا کہ آئر لینڈ میں سے سینٹ چرچ موقوف کئے جائیں جب لارڈ ڈربی کی بھی وزارت موقوف ہوئی تو مسٹر گلینسٹن وزیر اعظم مقرر ہوئے جس میں سینٹ چرچ کے موقوف ہونے کا مسودہ پیش ہو کر پاس ہو گیا اور سینٹ چرچ آئر لینڈ سے برخاست ہو گیا۔

آئر لینڈ کا قانون اراضی ۱۸۸۰ء

جب مسٹر گلینسٹن کو وزارت ملی تو انہوں نے اپنی ایک پہلچ میں کہا تھا کہ آئر لینڈ کا زہر بلا درخت تین بڑی شاخیں سینٹ چرچ و بند و بست اراضی و نظام تعلیم رکھتا ہے۔ ان سب کی

جڑ پڑ کاٹنی چاہئے۔ سینٹ جرج موقوف ہوا۔ جس سے ایک شاخ کٹ گئی دوسری کاٹنے کی نوبت آئی۔ کہ ۱۵ افروری ۱۸۷۸ کو مسٹر گلڈسٹن نے آئرلینڈ کی بندوبست اراضی کا بل کا منس سوس میں پیش کیا۔ آئرلینڈ ایک زراعتی ملک تھا اس میں صنعت کے کارخانے تھوڑے اور بڑے بڑے شہر بہت کم تھے۔ آئرلینڈ کی آبادی کا گذارہ صرف زمین کی پیداوار سے ہوتا تھا۔ وہ نہایت مفلس تھے اور اس افلاس کی وجہ یہ تھی کہ آئرلینڈ کی اراضی چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم تھی اور ان کے مالک بھی چھوٹے چھوٹے زمیندار تھے۔ جو اجنبی تھے۔ ان کو یہ زمینیں لڑائیوں کی جن خدمات کے جلد و میں ملی تھیں ان میں سے بعض اپنی زمینداری میں نہیں رہتے تھے۔ اپنے ایجنٹ (گماشتے) مقرر کرتے تھے۔ بس اہل آئرلینڈ کو اراضی کا ملنا جس سے ان کا گذارہ ہوتا ان زمینداروں یا ایجنٹوں کی عزائتوں پر موقوف تھا۔ کاشتکار حیثیت اراضی کے بڑھانے میں مطلق محنت و توجہ اس سبب سے نہیں کرتے تھے کہ اس سے کچھ ان کو مفاد نہیں تھا اگر وہ اپنے قطعہ اراضی کی حیثیت کو بڑھاتے تو ان کو یقین تھا کہ اُس پر لگان بڑھایا جائیگا۔ اور اس حیثیت کے بڑھانے کی محنت کا معاوضہ ایک جذبہ بھی نہیں ملے گا۔ اگرچہ زمیندار اشراف رحم دل انسانیت رکھنے والے ان کاشتکاروں کے ساتھ مروت کرتے تھے مگر کثرت سے ایسے ہی زمیندار یا ایجنٹ تھے کہ وہ ان کسانوں کو خوب بھڑاتے تھے اور ایک ایک کو ٹری وصول کرتے تھے اور جو شخص انکی اراضی کا لگان زیادہ سے زیادہ دیتا اسکو اپنی اراضی دیتے تھے جب کاشتکار کو اراضی مل جاتی تھی تو وہ اپنی طاقت کو اسکی ترقی میں کام میں نہیں لانا تھا جانتا تھا کہ جب میں اپنی اراضی کی حیثیت بڑھاؤنگا اُس پر لگان بڑھ جائیگا۔ بس وہ زمیندار کے لئے یا تو کاشتکار کے واسطے کیوں اراضی کی حیثیت بڑھاتا وہ زمین میں ہل اچھی طرح نہیں چلاتا اور پر سے زمین کو پو با کر کے بیج ڈال دیتا اور تھوڑے وقت میں جتنا اس سے حاصل کر سکتا تھا وہ حاصل کرتا تھا۔

آئرلینڈ میں ایک ضلع الستر تھا وہاں کاشتکاروں کے حقوق پر خیال کیا جاتا تھا وہاں رسم و رواج ہو گیا تھا کہ جب کاشتکار حیثیت اراضی کی ترقی کرے تو بیدخل ہونے کی صورت میں زمیندار یا نیا کاشتکار جو اس کے سارے حقوق لے اس حیثیت اراضی کی ترقی کا معاوضہ بھی دے۔ اور اس کو یہ آزادی بھی تھی کہ وہ ان اپنے حقوق کو فروخت کر ڈالے اہل آئرلینڈ

کی یہ درخواست تھی کہ ہر جگہ رعایا کے لئے لگان کا ایک قاعدہ مقرر ہو جائے۔ مگر انگریزی
مدبر نسل بعد نسل اس درخواست پر عدم توجہ کرتے چلے آئے انہوں نے الفاظ اور اشتیاقات
معنی میں اور اصلی واقعات اور غیر اصلی باتوں میں تمیز نہیں کی۔ لارڈ پامرسٹن نے زمینداروں
کے ایک مجمع میں کہا کہ کاشتکار کا حق سمجھنا زمیندار کا غلطی کرنا ہے۔ جس پر ان کو بہت سی
چیز دے گئے لارڈ پامرسٹن اس بات کو بھول گئے کہ زمیندار بھی مثل اور تفصیل کی رعایا
میں اپنی حقیقت ان شرائط کے ساتھ رکھتا ہے جو یہودی و خوشحالی رعایا کے تابع ہوں زمیندار
اپنی زمین پر حق ملکیت اسی طرح کی رکھتا ہے جیسے جہاز کا مالک اپنے جہاز پر یا ریل وے
کا اپنی ریل کی لائن پر جس میں گورنمنٹ کو یہ حق حاصل ہے کہ فرائض ملکیت کی ہونے کی اچھی
طرح نگرانی کرے۔ اراضی جتنی جس کے پاس ہے وہ بالطبع وسعت میں نہیں بڑھ سکتی اور
اس پر ایک آدمی کا قبضہ دوسرے آدمی کو اس پر قبضہ کرنے سے خارج کرتا ہے۔ بس یہ ملکیت
کی صورت ایسی ہے کہ اس میں گورنمنٹ کی حکومت کو غلبہ ہونا چاہئے۔ انگریزی مدبروں
نے نسل بعد نسل یہ بیان کیا کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی قانون زمینداروں کے حق ملکیت میں
مداخلت کرے۔ حقیقت اراضی کے باب میں بڑے طول طویل مباحثے ہیں کہ یہ حقیقت فتح سے
حاصل ہوتی ہے جس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں ہے۔ غرض اب پارلیمنٹ نے حقیقت اراضی
پر توجہ کی اور مسٹر گلینڈسٹن نے اراضی آرلینڈ کا بل پیش کیا۔ جس میں ان سب مسائل کو جو
زمینداروں کے حقوق کے باب میں چلے آتے تھے مٹانا چاہا۔ آرلینڈ میں ایک ضلع اسٹریٹھا
جس میں یہ رسم درج بذکرہ قانون ہو گیا تھا کہ جب کاشتکار اپنی اراضی سے بیہ دخل کیا جائے
تو زمیندار یا نیا کاشتکار جو اس کی جگہ آئے۔ حیثیت اراضی بڑھانے کا معاوضہ دے۔ بس اسی
پنا پر مسٹر گلینڈسٹن نے اپنے بل کو مبنی کیا۔ اور زمینداروں کے ذمے اس کا بار ثبوت ڈالا کہ
کاشتکار کے بے دخل کرنے کا استحقاق اپنا ثابت کریں۔ اس کا مقصود اصلی یہ تھا کہ کاشتکار
جب تک اپنی اراضی کاشت کا لگان دیتا رہے تو وہ اپنی اراضی سے بے دخل نہ کیا جائے
اور اگر اس نے اپنی محنت اور سرمایہ سے حیثیت اراضی کو بڑھایا ہے تو وہ اس کے معاوضہ
پانے کا مستحق ہے جب سن ۱۸۷۰ء میں یہ بل ایکٹ ہو گیا کہ زمیندار مجبور ہے کہ وہ اپنے کاشتکار

کو جواز دیا دھیت اراضی کرے اس کا معاوضہ دے اور کاشتکار کو زمین سے بے دخل کرنے کی کوئی وجہ سوائے اس کے نہ ہو کہ وہ لگان نہ دیتا ہو۔ اگر کاشتکار اپنے زمیندار سے زمین خریدنی چاہیں تو گورنمنٹ اُن کو قرض دے۔ تاکہ وہ اپنے فارم (زراعت) کے مالک بننے کے قابل ہو جائیں جس کا وہ لگان دیتے تھے۔ اس ایکٹ کا جو منشاء تھا اس کا اثر کچھ نہ ہوا پہلے سے زیادہ کاشتکاروں کی بے دخلیاں ہونے لگیں اس ایکٹ کی شرائط کے موافق زمیندار مجاز تھا کہ کاشتکار سے ایسا معاہدہ کرے کہ اس ایکٹ کا اثر اس پر کچھ نہ ہوتا وہ اکثر کاشتکاروں پر ایسا پنا رعب داب و اثر رکھتے تھے کہ ان کو ایسی ترغیب دیتے تھے کہ وہ اُن سب فائدوں سے جو پارلیمنٹ نے اُن کو دئے تھے محروم ہو جاتا تھا

تعلیم کا بل

زمانہ حال کی تاریخ میں مسٹر گلڈسٹن کے عہد میں ایسی اصلاحیں ہوئیں کہ انتظامِ ملکی کا ایک نیا عہد شمار ہوتا ہے۔ اس کے عہد میں یہ پانچ چھ اصلاحیں ہوئی ہیں۔ سینٹ پیٹر کا آئرلینڈ سے موقوف ہونا۔ دوم آئرلینڈ کی بند و بست اراضی کی اصلاح۔ سوم سپاہ میں جو کمیشن خریداجاتا ہے اس کا موقوف کرنا۔ وٹ دینے کے لئے بالٹ کا نظام قائم ہونا۔ چہارم قومی تعلیم کے نظام کا بل بنانا۔ پنجم غیر قوموں کے ساتھ جو پولیسی تھی اُس کا درست کرنا۔ آئرلینڈ کے بند و بست اراضی کے بل کے پہلو بہ پہلو مسٹر فوسٹر نے تعلیم کا بل پیش کیا۔ انگلینڈ کی تہذیب کے دامن پر یہ ایک دھبہ تھا۔ کہ اُس نے غریب بچوں کی تعلیم کے لئے کچھ بند و بست نہیں کیا وہ دنیا کے بڑے بڑے ملکوں سے کیا بلکہ ایسے بھی جو بڑے نہیں کہلاتے تھے تعلیم میں سچھے تھا۔ مدتوں تک انگلینڈ کے مدبراں ملکی یہ رائے رکھتے رہے کہ گورنمنٹ کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ سب کی تعلیم عام کرے۔ تعلیم کے لئے لوگ خیراتی چندہ جمع کرتے جس میں بہت تھوڑا ہی حصہ گورنمنٹ کا ہوتا اور اس میں بڑی جزیرہ سی اور خست کی جاتی نہایت مفلسی پھیل رہی تھی اس لئے سخت ضرورت تھی کہ تعلیم کی معاونت روپہ سے کی جائے مدارس کے لئے جگہ و مکانات نہ تھے اس کا نتیجہ یہ

تھا کہ ملک کے دو تہائی پچھے بغیر تعلیم کے تھے مسٹر کلپٹرسٹن کی وزارت کا سب سے بڑا کام قومی تعلیم کا انتظام قائم کرنا تھا۔ انگلینڈ کی تاریخ میں پہلی دفعہ تھی کہ قومی تعلیم کا انتظام ہوا۔

۱۸۷۰ء فروری ۱۸ء کو انگلینڈ اور ویلز کے لئے مبادی عام تعلیم کا مسودہ قانون جو مسٹر صاحب نے یہ پیش کیا کہ سکول بورڈ کا انتظام انگلینڈ اور ویلز میں قائم کیا جائے اور ہر بورڈ کو یہ اختیار دیا جائے کہ بموجب قواعد مخصوصہ بچوں کو جن کی عمریں پانچ اور بارہ برس کے درمیان ہوں مجبور کریں کہ وہ ضلع اسکولوں میں داخل ہوں۔ گورنمنٹ نے بالآخر تعلیم کا قاعدہ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا وہ ضلع کے حکام کے ہاتھ میں دیا۔ بالفعل مدارس موجودہ کو گورنمنٹ ایڈ (امداد) اس شرط پر دی گئی کہ ان کی تعلیم ایک خاص درجہ تک موثر ہو۔ اور ان کا امتحان سرکاری انسپٹر لیا کریں ان کے واسطے فنڈ کچھ تو مقامی محصولات سے لیا جائے اور کچھ خزانہ شاہی سے کچھ طلبہ کی فیس سے جہاں رعایا کا افلاس حد سے زیادہ ہو وہاں حکام ضلع کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنی رائے سے فری سکول جاری کریں۔ جن میں فیس نہ لی جائے۔ اس انتظام میں بڑی پیچیدہ بات ان کریہ پڑی کہ دینی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم جو لڑکوں کے والدین کو پسند ہو کس طرح شامل کی جائے۔ یہودیوں کو یہ اعتراض تھا کہ عیسائی مذہبی تعلیم ان کو نہ ہو اور پروٹسٹنٹ حصول دینے والے اس لئے مجبور نہ کئے جائیں کہ وہ رومن کتھولک مذہب کی تعلیم کے لئے محمول دیں ایسے ہی اختلافات مذہب کے سبب سے تدبیر تعلیم کے نظام میں دشواریاں واقع ہوئی یہ بھی لوگوں کو پسند نہ تھا۔ کہ صرف دینی تعلیم ہو اور مذہبی تعلیم نہ ہو۔ بحث ہو ہو اگر یہ بات ٹھہری کہ ان اسکولوں میں بائبل مع تفسیر پڑھائی جائے مگر کسی خاص فرقہ عیسائی کے مذہب کے موافق اسکولوں میں بچوں کو تعلیم نہ دی جائے۔

غرض یہ کہ تعلیم بائبل پر مبنی ہو اور اسکول اول بڑے بڑے شہروں میں قائم ہوئے۔ تو ان پر بڑے بڑے آدمیوں نے توجہ کی اور بورڈ کی ممبر عورتیں بھی ہونے لگیں۔

سپاہ میں عہدوں کے فروخت کا قاعدہ موقوف ہوا ۱۸۷۱ء

مسٹر کارڈویل وزیر جنگ نے ایک تجویز پیش کی کہ کل رگوار سپاہ ملیٹیا دو وولنٹیر

نذر و سپاہوں کا ایک ہی انتظام و بند و بست کیا جائے اس میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ سپاہ میں عہدوں کا خریدنا موقوف ہو جائے اب تک رجمنٹوں کے افسر مجاز تھے کہ جب وہ خود بخود ترک ملازمت کریں تو اپنے عہدہ کو اپنے ماتحت افسروں کے ہاتھ بیچا ایک رقم وصول کر لیں۔ یہ افسران ماتحت بحالت استطاعت خوشی خوشی اعلیٰ عہدوں کو خرید کر اپنے اعلیٰ افسروں پر افسر ہو جاتے۔ اور غریب افسر صرف اس وقت ترقی پاتا کہ کسی افسر کی موت کے سبب سے عہدہ خالی ہوتا۔ کامنس ہوئیں میں اس طریقہ کے موقوف ہونے کا مسودہ قانون پیش ہوا اور پاس ہو گیا مگر ہوئیں آؤف لارڈس میں جب تک ملتوی کیا گیا کہ کل سپاہ کے اصلاحوں کی تجویز کامنس ہوئیں میں پاس ہو۔ مسٹر گلکلیڈسٹن اس بات کو بل کی نامنظوری کے برابر سمجھے۔ افسر اپنے عہدوں کے خرید فروخت ایک شاہی وارنٹ (اجازت) کے موافق کرتے تھے۔ اس کے واپس لے لینے کی اجازت ملکہ معظمہ سے مسٹر گلکلیڈسٹن نے حاصل کر لی بس اس طرح بل کے پاس ہونے سے جو مقصود تھا۔ حاصل کر لیا۔

ہال لوٹ ایکٹ ۱۸۶۱ء

۲۰ فروری ۱۸۶۱ء کو مسٹر فوسٹر نے ہال لوٹ بل پیش کیا جس کا مقصد اعظم یہ تھا کہ محض ووٹ دینے کا نظام یوں جاری ہو کہ جس مقام میں ووٹ لئے جائیں، مہتمم افسر کے روبرو ووٹ دینے والا آئے اور اپنا نام اور سکونت کا مقام بتلائے۔ اور یہ افسر تحقیق کر لے کہ رجسٹر کے موافق اس نے اپنا نام اور مقام ٹھیک ٹھیک بتایا ہے تو اس کو ٹیمپ لگا ہوا کاغذ ووٹ لکھنے کے لئے دے۔ پھر وہ ووٹ دینے والا ایک علیحدہ مکان میں جاتا اور اس کے سامنے ایک فہرست امیدواروں کی پیش ہوتی وہ جس کے لئے ووٹ دیتا اس کے نام کے سامنے کروس (صلیب) کا نشان کر دیتا۔ پھر وہ اس کاغذ کو اس طرح لپیٹتا کہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس نے کس کے نام پر نشان کیا ہے پھر عہدہ دار کے سامنے ایک طرف میں جو دو ٹوں کے لئے رکھا جاتا۔ ڈال دیتا یہ بل ایک برس کے بعد پاس ہوا۔ اس کے سبب سے یہ ناممکن ہو گیا کہ یہ معلوم ہو کہ کس شخص نے کس کے

لئے دوٹ دیا۔ ووٹ دینے میں آزادی حاصل ہوگئی کسی شخص کے لئے دوٹ دینے میں اس کا رعب داب کا اثر نہ رہا ایک کاریگر کو یہ خوف نہیں رہا کہ اگر میں اپنے کارفرما کے حق میں ووٹ نہیں دوں گا تو وہ مجھے موقوف کر کے ستائے گا۔

یونی سٹس بل ایک امر مہم بالشان تھا وہ پاس ہوا اس بل کا منشا یہ تھا کہ کیمرج اوکس فرڈ یونیورسٹیوں میں کل دنیوی طلبہ کیلئے خواہ کسی مذہب ملت کے ہوں شرائط مساوات ہوں اس سبب سے پچیس برس سے جو شکایتیں چلی آتی تھیں وہ رفع ہوئیں۔ ٹریڈس یونین بل بھی پاس ہوا جس کے سبب سے کاریگروں پر جو سختیاں ہوتی تھیں ان میں تخفیف ہوئی۔ عام حفظان صحت کا ایک سرشتہ قائم ہوا۔

پروشیا اور آسٹریا کی لڑائی ۱۸۶۶ء

انگلینڈ میں تو سب طرح سے اصلاحوں کا دریا اُمنڈ رہا تھا اور یورپ میں تغیرات و انقلابات کا طوفان آرہا تھا۔ اہل پروشیا اور اہل آسٹریا میں ہنگامہ جنگ برپا تھا۔ جس کا مآل یہ ہوا کہ پرشیا نے ایک بندوق کے سبب سے جس کو نیڈل گن کہتے ہیں آسٹریا پر غلبہ پایا۔

فرانس اور جرمنی کے درمیان لڑائی ۱۸۷۰ء

نپولین شہنشاہ فرانس نے پروشیا سے اس سبب سے لڑائی شروع کی کہ اس کے سپاہیانہ عزت میں ہنگامی کوتاہی شکست پانے سے بڑا ہٹا لگ گیا تھا۔ پروشیا سے لڑائی کے لئے بہانہ یہ نکالا کہ اہل سپین نے اپنے بادشاہ بنانے کے لئے شاہ پروشیا کا ایک دوہرا رشتہ دار بلایا تھا شہنشاہ فرانس اس معاملہ میں بالکل غلطی پر تھا۔

شاہ پروشیا نے اپنے اس رشتہ دار کو سمجھایا کہ وہ سپین کے بادشاہ بننے سے دست کش ہوتا کہ فرانس سے پر خاش نہ ہو۔ اس پر شہنشاہ فرانس نے شاہ پروشیا کو دبا یا کہ وہ آئندہ اقرار کرے کہ سپین کے بادشاہ بننے کے لئے آئندہ بھی کوئی رشتہ دار ان کا امیدوار نہیں ہوگا۔ بس اس بات سے عہد و پیمان کے باب میں گفتگو ختم ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ

فرانس نے جنگ کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا تھا۔ اس پیکوٹ بس مارک نے ایک ہیبتناک تبسم کیا۔ شہنشاہ فرانس کی صحت کچھ دنوں سے اچھی نہ تھی۔ وہ انتظام ملکی کی جزئیات کی طرف کم توجہ کرتا تھا۔ اس کے جرنیل ایسے بر خود غلط تھے کہ وہ سپاہ کو مفرت پہنچا رہے تھے۔ غرض سپاہ میں بد نظمی تھی جنگ کے لئے کچھ تیاری نہ تھی۔ کل نظام ابتر ہو رہا تھا۔ کچھ مدت کے بعد فرانس نے لڑائی کا اشتہار دیا تو اس کی سپاہ برلن کی سرحد کی طرف کشاں کشاں گئی۔ آسٹریا سے جو پروشا لڑا تھا اس سے ہر شخص کو یہ تجربہ ہو گیا تھا۔ کہ جس وقت پروشا اپنا موقع دیکھے گا تو وہ سما کی تیز رفتاری سے حرکت کر لگا۔ فرانس کی سپاہ ایسی اٹک گئی کہ یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ دلدل میں پھنس گئی۔ اہل پروشا فرانس پر دریا کی طرح چڑھ آئے لڑائی کا فیصلہ ایک ہی دن میں ہو گیا۔ اہل فرانس کو شکست پر شکستیں ہوئیں شہنشاہ کو یہ جرات نہ ہوئی کہ وہ پیرس کو واپس جاتا۔ سیڈین میں اہل فرانس کو بڑی شکست ہوئی شہنشاہ نے اپنی تلوار دشمن کے آگے ڈال دی اور دشمنوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا۔ اس طرح دوبارہ فرانس کی سلطنت شخصی بھی خاک میں مل گئی۔ پھر سلطنت جمہوری قائم ہوئی شہنشاہ بیگم یورینی الکلینڈ میں چلی آئی اور قاتح کووریلز میں جرمن کے شہنشاہ ہونے کی مبارکباد دی گئی۔ فرانس کے قبضے سے دو صوبے السیس اور یورینی نکل گئے اور بڑا بھاری جرمانہ دینا پڑا۔

اہل الکلینڈ اول ہمدرد و خیر خواہ پروشا کے تھے مگر پھر اس میں تغیر آگیا۔ عام خیال یہ تھا کہ اہل پروشا اس پر قانع ہونگے کہ بونا پارٹ کے خاندان میں سلطنت باقی نہیں رہی اور وہ ری پبلک کے ساتھ فیاضانہ نرم شرائط کے ساتھ صلح کرینگے۔ مگر انہوں نے اہل فرانس کے ساتھ ایسی سختی کی کہ لندن میں پھر اہل فرانس کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے مجلسیں ہونے لگیں۔ جس سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا فرانسس ری پبلک کی گورنمنٹ انگریزی مدد کرتی ہے۔ پیرس میں پروشا اور فرانس کا صلحنامہ لکھا گیا جس کی خبر اور سلطنتوں کو نہ ہوئی۔

وزارت کی پولیسی دول خارجیہ کیساتھ ۱۸۶۲ء

دول خارجیہ کے ساتھ گورنمنٹ نے ایسی پولیسی اختیار کی کہ جس کے سبب سے گورنمنٹ کو رعایا ناپسند کرنے لگی۔ ۱۸۶۲ء میں جو اسٹریا و پروشیا میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی اس کا یہ ایک نتیجہ تھا کہ روس سے جون ۱۸۵۷ء میں معاہدہ ہوا تھا کہ وہ بحیرہ اسود میں اپنے جہاز نہیں رکھے گا وہ اس معاہدہ کا پابند نہیں رہا۔ جس کے فیصلہ کے لئے لندن میں دونوں سلطنتوں کے وکیلوں کی کونفرنس ہوئی اور معاہدہ پر جو روسیوں نے اعتراض کئے تھے وہ رد ہوئے۔ گورنمنٹ کو اس بات کا کہ نا ضرور تھا۔ مگر اس سے انگلینڈ کو گزند پہنچا۔ سوائس کے اس کے گورنمنٹ سے رعایا کی ناراضی کا ایک اور سبب بھی تھا کہ الباما جہاز کی تجارت گری سے جس کا ذکر پہلے ہوا ہے یونائیٹڈ سٹیٹس کی بحری تجارت کو نقصان ہوا تھا۔ اس کے معاوضہ کے فیصلہ کے لئے ثالث مقرر کئے گئے ۱۸۶۱ء میں معاوضہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ۱۸۶۲ء میں جنیوا میں ثالثوں کی بنیاد ہوئی اس نے یونائیٹڈ سٹیٹس کو ۵۰۰۰۰۰ ڈالرنی ۳۰۰۰۰۰ پونڈ سے کچھ زائد معاوضہ کے دلائے انگلینڈ میں بہت آدمیوں نے یہ سمجھا کہ یہ رقم زیادہ دی گئی ہے خواہ یہ ہو یا نہ ہو مگر یہ رقم اتنی بجا تھی جس کے سبب سے انگریزی کولنی کی شاخوں میں جو غلط فہمیوں سے منازعت پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا فیصلہ ہو گیا۔ اس زمانہ سے جب ان دونوں قوموں میں منازعت ہو گئی تو اس کا فیصلہ ثالثی سے ہونا زیادہ بڑھتا گیا وہ لوگ جو اس ثالثی کے طریقے کے تلخ ہیں بعض اوقات اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ بعض ہی ایسی صورتیں ہوتی ہیں کہ وہ ثالثی سے فیصلہ ہونے کی قابلیت رکھتی ہیں جب دو قوموں میں نیک شرائط کے ساتھ مصالحت ہوتی ہے اور ان میں کسی خفیف معاملہ میں منازعت ہوتی ہے تو اس کا ثالثی سے فیصلہ کرنا بہ نسبت جنگ کرنے کے بہتر ہوتا ہے مگر جب معاملہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں کسی قوم کے مستقل دائمی اغراض ہوتی ہیں اور وہ قومی عزت پر بھی اثر رکھتے ہیں تو وہ ثالثی سے فیصلہ نہیں ہو سکتے۔ ۱۸۶۲ء میں اس ثالثی کے فیصلہ

میں انگلینڈ نے عزت کے ساتھ ایک رقم کیلئے ناحق ادا کی اور جنگ نہیں کی۔

مسٹر گلیڈسٹن کی وزارت اول کانٹرل ۱۸۶۲ء

۱۸۶۲ء میں وزارت نے ایک بل پیش کیا کہ آئرلینڈ میں ایک نئی یونیورسٹی ایسی قائم کی جائے کہ وہ پروسٹنٹ اور کیتھولک کے درمیان اعتبار پیدا کرے اور اس کو منافعت کی جائے کہ جو مسائل و مضامین متنازع فیہ ہیں ان کو تعلیم نہ کرے بلکہ اعلیٰ درجہ کے مضامین الہیہ و فلسفہ و تاریخ کی تعلیم کرے یہ عجیب بل کانٹنٹس ہوئیں میں رد کیا گیا۔ جس پر وزرا نے استعفایا دی۔ ۱۸۶۲ء پارلیمنٹ موقوف ہوئی اور کثرت سے کن سر ویو ممبروں نے عود کی اور وزارت نے استعفا دیا اور لارڈ ڈریشلی وزیر اعظم مقرر ہوا۔

گونگریس برلن و روس و ترکی کے معاملات

جب لارڈ بیکنس فیلڈ وزارت سے جدا ہوا اور ان کی جگہ مسٹر گلیڈسٹن وزیر اعظم مقرر ہوا ان دونوں میں آپس میں تلخ گفتگوئیں ہوئیں لارڈ بیکنس فیلڈ تو یہ چاہتے تھے کہ ترکی بالکل سلامت قائم رکھی جائے اور وہ روسیوں کی سدا رہ بنائی جائے خواہ اس میں انگلستان کا کچھ ہی نقصان ہو اور لارڈ گلیڈسٹن یہ چاہتے تھے کہ ترکی کے لئے کسی قسم کی جواہد ہی انگلینڈ کو اپنے ذمے نہیں لینی چاہئے اور اس کے نتائج کو دیکھنا چاہئے دونوں کی مشترک امید برائی جون ۱۸۶۶ء کے آخر میں سرویا اور مونٹی نگرو نے ترکی سے لڑائی کا اشتہار دیا۔ سرویا کا جھگڑا تو جلد نبٹ گیا اور سرویا ترکی کے قدموں پر گر ا مگر سپاہی جفاکش مونٹی نگرو وائے ہر جگہ ترکی کے مقابلہ کو کھڑے رہے۔ مگر وہ مظفر و منصور نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے روس کا دامن پکڑا۔ روس دریا میں بڑا اور اس نے التوا جنگ پر اصرار کیا ترکی نے اسے قبول کر لیا۔ اس سبب سے انگلینڈ میں ایک خلیان روس کی طرف سے پیدا ہوا لارڈ ڈریشلی نے شہنشاہ الکزنڈر کو لکھا کہ انگلینڈ آپ کی نسبت کیا خیال کرتا ہے اور آپ کی کس بات سے خوف

کرتا ہے۔ جس کا جواب شہنشاہ نے یہ دیا کہ میں بقسم آپ سے کہتا ہوں کہ میرا ارادہ
 نہیں ہے کہ قسطنطنیہ پر قبضہ کروں اگر ایسی کوئی مجبوری اُن پڑی کہ بلگیر یا پر قبضہ کرنا پڑا
 تو وہ اس وقت تک ہوگا کہ عیسائی ان میں ماموں ہو جائیں لارڈ ڈربی نے یہ تجویز پیش
 کی کہ اول یورپ کی کونفرس قسطنطنیہ میں منعقد ہو جس میں کوئی امر ایسا تجویز کیا جائے کہ ترکی
 کے ماتحت جو مختلف صوبے ہیں ان کا حسن انتظام ہو اور کل سلطنت عثمانیہ قائم و برقرار
 رہے۔ تمام دول اعلیٰ نے اس تجویز کو پسند کیا اور ۸ نومبر ۱۸۷۶ء کو انگلینڈ کی طرف سے لارڈ
 سیلسبری اور سر ہنری امیٹ انگریزی سفیر اس میں شریک ہوئے۔ اس کونفرس کا
 نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ مذہب ان ترکی نے کہا کہ ہم نے ایک پارلیمنٹ تجویز کی ہے جس میں ہر صوبے
 کے ممبر ہونگے اور وہ اپنے لئے جو چاہینگے عرض کریں گے اور حقیقت میں ترکی نے ایسی
 پارلیمنٹ مقرر کی تھی۔ مگر مغربی مدبران ملکی اس بات پر کب قناعت کرنے والے تھے
 وہ سمجھتے تھے کہ ترکی پارلیمنٹ کے یہ معافی ہیں کہ اس وقت دول اعلیٰ یورپ کو جو کہ
 میں ڈالے اور پھر وہ غائب ہو جائے۔ ترکی کے دل میں یہ بات تھی کہ انگلینڈ اس کا
 ساتھ دے گا اور اس کو جھگڑوں میں نہیں پڑنے دے گا۔ اس نے کونفرس کی شرائط کو منظور
 نہیں کیا اس لئے اس سے کوئی بھلائی نہیں پیدا ہوئی۔ پھر انگلینڈ و روس اور دول
 یورپ نے آپس میں مل کر ایسی تجویزیں کیں کہ ۲۴ اپریل ۱۸۷۸ء کو روس نے ترکی سے
 لڑائی کا اشتہار دیدیا۔ ۲۷ جون کو لشکر روس نے دریائے ڈنیوب سے عبور کیا اور بلقان
 کی طرف کوچ کیا اس کا مقابلہ خفیف سا ترکوں نے کیا اور اسی زمانہ میں روس کی ایک
 اور سپاہ نے ایشیائی ہائی نر پر حملہ کیا۔ ترکی نے روسیوں کا مقابلہ ایسی بہادری اور جوش و
 سے کیا کہ ابتدا میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ روس کو نہریت اور ترکی کو فتح ہوگی۔ بہت جگہ
 روسی سپاہ بڑی ذلت کے ساتھ مقرر ہوئی۔ مگر ہوا۔ فی الحال روسیوں نے ۱۸ نومبر
 ۱۸۷۸ء کو قرص کو حملہ کر کے فتح کر لیا۔ ۱۰ دسمبر کو پیو پیانے اپنے تین روسیوں کے حوالہ
 کیا اب ۱۸۷۸ء کے شروع میں ترکی بالکل اوندھے منہ گرا۔ قسطنطنیہ کی راہ صاف تھی
 پہلے اس سے کہ پبلک انگلش اپنا دم بجالائیں اور دیکھیں کہ کیا ہو گیا روسیوں کی سپاہ بٹول

کے میناروں کے سامنے نظر آنے لگی۔ انگلش گورنمنٹ نے ۱۸۴۸ء کے شروع میں سرہری الیٹ اپنے سفیر کو بدل کر مسٹر لیرڈ کو سفیر مقرر کر دیا۔ ترک اپنے تئیں ایسا قوی نہیں جانتے تھے جیسا کہ یہ سفیر ترکوں کو قوی جانتا تھا پارلیمنٹ کا انگلینڈ میں جلا ہوا تو ملکہ مغظمہ نے اپنی سپیج میں فرمایا کہ میں اس بات کو اپنے سے نہیں چھپاتی کہ روس اور ٹرکی کے جنگ کو امتداد ہوگا۔ بس مجھ پر فرض ہے کہ عاقبت اندیشی کی تدابیر کروں گورنمنٹ نے حکم دیا کہ بحر مدیترہ میں کاپیٹل ڈارڈنیلز میں قسطنطنیہ کو جائے۔ پھر اس کو حکم ہوا کہ وہ ڈارڈنیلز سے اٹلا خلیج بسی کامیں آجائے۔ یہاں انگلینڈ میں جنگ میں شریک ہونے یا نہ ہونے کے مباحثے ہو رہے تھے۔ کہ یہ خبر آئی۔ کہ ٹرکی بالکل شکستہ حال ہو کر صلح پر راضی ہو گئی ہے سین سیٹی نے نو میں دونوں کے درمیان عہد نامہ لکھا گیا جس کی رو سے تمام عیسائی صوبوں کو ٹرکی سلطنت سے آزادی حاصل ہو گئی اور ایک نئی سٹیٹ بلگیریا کی تجویز ہوئی جس میں ایک بندرگاہ بحیرہ احمر میں ہوگا۔ مگر یہ عہد نامہ جب تک موثق نہیں ہو سکتا تھا کہ اور دول اعلیٰ یورپ اس کو منظور نہ کریں بس اس لئے برلن میں کونگریس ہوئی اور اس میں عہد نامہ لکھا گیا اور ۱۸۴۸ء میں اس پر سب کے دستخط ہوئے۔

برلن میں جو عہد نامہ لکھا گیا اس کے موافق رومینیا۔ سرویا۔ مونٹی نگو۔ بالکل آزاد ہوئے۔ ان میں مذہب کے مسادات کے خاص عہد و پیمان کئے گئے۔ مونٹی نگو کو ایک بحری بندر دیا گیا۔ اور اس پر تھوڑا سا ملک جو اسے ملحق تھا اضافہ کیا گیا اس طرح سے اس کو ہستانی ملک کا ایک بڑا مقصد لکھا کہ اب سمندر میں اس کے لئے رستہ کھل گیا اس عہد نامہ کے موافق بالکینس (بلغارن) کے شمال میں ایک بلگیریا کی سٹیٹ پیدا ہوئی جو بہت چھوٹی اس بلگیریا کی سٹیٹ سے تھی جو سین سیٹی فنو کے عہد نامہ میں لکھی گئی تھی۔ بلگیریا کی سٹیٹ خود مختار اور عملاً آزاد ہوئی مگر سلطان کی بالاج گذار رہی اور سلطان کی بادشاہی کی تسلیم کرنے والی۔ اور یہ ٹھہرا کہ اس میں فرماں روا وہ شاہزادہ ہو جس کو یورپ کی دول اعلیٰ منتخب کرے سلطان

اس کو مقرر کرے اور یہ عہد بھی کیا گیا کہ یورپ کی سلطنت ہائے عظیمہ کے خاندانوں کا کوئی رکن امیدوار اس کے فرماں روا ہونے کا نہ ہو۔ اس عہد نامہ کے موافق بالکنس (بلقان) کے جنوب میں مختلف قسم کی ایک نئی سٹیٹ مشرقی رومیلیا بنائی گئی اس سٹیٹ میں ملکی اور جنگی حکومت سلطان کی رہی مگر اس میں حکمران سلطان کی طرف سے کوئی عیسائی فرماں روا مقرر کیا جائے۔ سلطان کو یہ اختیار دیا کہ سرحد پر غیر اٹین سپاہ مثل اہل سرکیشیا اور باش بورن کے مقرر کرے اور اس سٹیٹ کے انتظام کے لئے سلطان صلاح مشورہ یورپ کی سلطنت ہائے عظیمہ سے لیا کرے۔ گریس کے باب میں یہ قرار پایا کہ شاہ گریس اور سلطان باہم سرحد گریس کے باب میں فیصد کر لیں اور اگر ان میں باہم فیصد کچھ نہ ہو تو سلطنت ہائے عظیمہ یورپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ فیصلہ کر دیں۔ بوسینا اور ہرزیگووینا اہل آسٹریا کے حوالہ ہو اور وہاں ان ہی کا انتظام ہو روں کو بیس سرہین کا وہ حصہ جو پیرس کے عہد نامہ کے موافق روس سے لیا گیا تھا رومینیا واپس کرے۔ اور اس کے معاوضہ میں رومینیا کو ڈینیوب کا ڈلتا اور ڈبروین چاکا ایک حصہ دیا جائے ایشیا میں سلطان روس کو قرص۔ اردھان۔ باطوم اور اس کے ساتھ بحیرہ اسود کے بنادر حوالہ کئے جائیں۔ اس عہد نامہ سے کرمیا کی ٹرائی میں جو روس سے ملک چھینا گیا تھا۔ وہ پھر اس کو مل گیا اور بحیرہ اسود کے بنادر میں جواش کے جہازوں کے لئے ممانعت ہوئی تھی وہ موقوف ہوئی اب بحیرہ اسود میں وہ اپنے جہاز چلا سکتا تھا۔ سلطان سے سفارش کی گئی کہ وہ تھسلی اور اپائی رس کا ایک حصہ گریس کو دیدے بوسینا اور ہرزیگووینا کی محافظت آسٹریا کے سپرد ہو۔ انگلینڈ کو جزیرہ سائی پیرس اس شرط پر دیا جائے کہ وہ خراج ٹری کو دیا کرے اس برلن کی کونگریس کی بابت انگلستان میں مدبران ملکی کی اختلافات آرائے کا ایک ہنگامہ برپا ہوا اسمیں ۲۸ مئی ۱۸۷۸ء کو لارڈ رسل کا انتقال ہوا۔ اس وقت سے گورنمنٹ کی عام پسند سی کم ہوتی چلی گئی۔ تجارت کی گساد بازاری تھی جس کا سبب گورنمنٹ تھی اور انتظامات خانگی گورنمنٹ نے جو تدابیر کیں ان میں ناکامیابی ہوئی چھوٹی چھوٹی ٹرائیوں میں بھی

کامیابی خاطر خواہ نہ ہوئی۔ اُن میں سے اول افغانستان پر حملہ تھا۔

افغانستان پر حملہ

کابل میں امیر شیر علی خان جو دوست محمد خان کا بیٹا تھا فرماں روا تھا اس پاس ایک مشن (سفارت) بھیجنے کا مصمم ارادہ گورنمنٹ نے کیا تاکہ وہ روسیوں کی سازشوں کا انداد کرے اور افغانستان میں سب سے زیادہ رعب و ابالنگستان کا قایم کرے امیر شیر علی خان اس مشن کے آنے پر یا مستقل رزیدنٹ کے مقرر ہونے پر معترض ہوا مگر مشن بھیجا گیا۔ مشن کی صورت لشکر کشی کی معلوم ہوتی تھی۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۷۸ء کو یہ مشن پشاور سے روانہ ہوا۔ مگر سرحد پر امیر شیر علی کے ایک افسر نے اس کو روکا کہ جب تک امیر کا حکم اس کے پاس نہیں آئے گا۔ وہ اس کو آگے نہیں بڑھنے دینگا۔ اس میں ایسا بڑا التوا ہوا کہ وہ امیر شیر علی کی گستاخی برٹش گورنمنٹ کی شان میں سمجھی گئی۔ سفارت کو حکم ہوا کہ وہ آگے بڑھے۔ جس سے یہ مشن (سفارت) ایک حملہ ہو گیا۔ افغانوں نے اس کا مقابلہ خفیف سا کیا اور انگریزی سپاہ کابل میں پہنچ گئی۔ اور امیر شیر علی خان اپنی دار السلطنت سے بھاگ گیا۔ انگریزی سپاہ کے ایک حصہ نے قندہار میں قیام کیا۔ امیر شیر علی خان مرگیا اور یعقوب خاں اس کا نیا جانشین ہوا۔ گندمک میں انگریز لشکر گاہ میں یعقوب خاں آیا۔ ۱۸ مئی ۱۸۷۹ء کو عہد نامہ گندمک میں لکھا گیا جس کے موافق گورنمنٹ ہند نے ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ دینے کا وعدہ کیا اور امیر نے وہ ملک دینا قبول کیا جسے ہندوستان کی سائیفنگ سرحد قائم ہو اور اس بات کو منظور کیا کہ کابل میں رزیدنٹ رہا کرے۔ ان شرائط کے قبول کر لینے کے عوض میں برٹش گورنمنٹ نے وعدہ کیا کہ اگر اس پر کوئی اجنبی حملہ کر لیا تو روپے اور ہتیاروں سے اس کی استعانت کی جائیگی اگر ضرورت ہوگی تو سپاہ سے بھی۔ اس عہد نامہ پر ابھی خوشی کی تالیاں بج رہیں تھیں کہ کابل میں انگریزی رزیدنٹ مقرر ہو گیا کہ لوٹس کیو گناری سفیر انگریزی میں اپنے سٹاف کے کابل میں قتل کیا گیا۔ جس کے سبب سے ضرور ہوا کہ کابل پر حملہ کیا جائے

سپاہ انگریزی بڑی سخت سے کابل دوڑتی گئی۔ اور ۱۸۴۹ء کے بڑے دن کی شام کو کابل پر قبضہ کر لیا۔ یعقوب خاں کو اس جرم میں کہ وہ سفیر کی قتل کی سازش میں شریک تھا قید کر کے ہندوستان میں بھیج دیا۔ کابل میں سپاہ کا قیام تو ہوا مگر اس پر قبضہ نہیں ہوا۔ جس زمین پر انگریزی لشکر گاہ تھی صرف وہی زمین ان کے قبضہ میں تھی۔ گندمک کا صلح نامہ ردی ہو گیا۔

جنگ جنوبی افریقہ

یہ جنگ بھی منحوس اور بجا تھی۔ جن اضلاع کو جنوبی افریقہ کہتے ہیں ان میں سٹیس تھیں جن میں دیسی اور اہل یورپ حکومت کرتے تھے اور ان کی حکومت کی مختلف صورتیں تھیں مدت سے کیپ کو لوئی اور نٹال میں انگریزی عماری چلی آتی تھی ٹرنسوال اور اورنج فری سٹیٹ میں سلطنت جمہوری چچ کی آبادیوں کی تھی۔ ۱۸۶۸ء میں دریاء اورنج کے ملک پر انگریزی گورنمنٹ نے حکومت جمائی تھی لیکن پھر اپنی اختیار چچ گورنمنٹ کو دیدئے۔ ٹرنسوال میں چچ کی سلطنت جمہوری تھی جس سے کوئی تعلق بلا واسطہ برٹش گورنمنٹ سے نہ تھا۔ ۱۸۵۲ء میں انگلش گورنمنٹ نے اپنا زولوٹون یہ پاس کیا کہ اس کی جوابدہی اور عماری جنوبی افریقہ میں صرف نٹال اور کیپ کو لوئی میں محدود ہے اور وہ اورنج فری سٹیٹ اور ٹرنسوال کی سلطنت جمہوری کی آزادی کو تسلیم کرتی ہے۔ علاوہ اہل یورپ کی سٹیس کی بہت سی دیسی سٹیس تھیں ان میں سے کافر قوم پہلے انگریزوں کو اکثر تکلیف دیتی تھی۔ جنوبی افریقہ میں سب سے زیادہ زبردست قوم زولو تھی۔ نٹال اور زولو کے ملک کی حد فاصل دریا ئے ٹوکیلا تھا۔ زولو قوم کافر ماں روا سیٹی والو انگریزوں کے ساتھ اتحاد کا بڑا میدان رکھتا تھا گو انگریزوں کے سبب سے اس کو سلطنت نہیں حاصل ہوئی تھی مگر انگریز یہ سمجھتے تھے کہ اس کی تاجدار سی انگلستان کے بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔ اکثر اس کی لڑائیاں لوئر سے رہتی تھیں یعنی چچ کی اولاد سے جو ٹرنسوال ری پبلک میں سے تھی اور

اکثر اور قوموں سے بوئر کی لڑائیاں رہتی تھیں۔ ٹرنسوال کی ری پبلک نے افریقہ کے سب سے بڑے سردار سی کوکونینی سے جنگ کی اور بڑی ہزیمت اٹھائی جس سے ٹرنسوال کی سپاہ خراب ہوئی اور خزانہ خالی ہوا اور اپنی سرحدوں میں انتظام رکھنے کی قابلیت اس میں بالکل نہیں رہی اور یہ ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اس کے جنوبی افریقہ کے دشمن اس ری پبلک کو بالکل خاک میں ملا دیں گے اور وہ انگلش سٹیٹس کے حدود پر چڑھ آئیں گے۔ غالباً پھر ان سے انگریزوں کو لڑنا پڑیگا۔ ایسی صورتوں میں خاص مایوس اور دہشت زدہ اہل ٹرنسوال نے برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ ٹرنسوال ری پبلک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیں انگلستان نے سرخسوی فلس سب سٹون کو اس تحقیقات کے لئے بھیجا کہ اس درخواست کی حقیقت کو دریافت کریں کہ وہ اصلی قومی درخواست ہے یا نہیں اس نے یہ غلطی کی کہ بہادرانہ اعلان کر دیا کہ ٹرنسوال کی ری پبلک برطانیہ اعظم میں داخل کی گئی اس اثنا میں ایک قطعو زمین کی بابت ٹرنسوال ری پبلک اور سیٹی والیو کے درمیان فساد چلا آتا تھا۔ اب یہ فساد فیصلہ کے لئے انگلینڈ کے سپرد ہوا۔ جس کو سیٹی والیو اپنا بڑا دوست سمجھتا تھا۔ انگریزی چارٹالتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ قطعہ زمین زولو قوم سے علاقہ رکھتا ہے۔

اس اثنا میں سر بارٹل فریر لارڈ ہالی کمشنر مقرر ہو کر گئے۔ اُن کے جاتے ہی تمام مقدمات کی کاپیاں پلٹ گئی اور ایک نئی صورت پیدا ہو گئی۔ سر بارٹل فریر نے فیصلہ ثالثی کو دبائے رکھا اُن کی مرضی نہ تھی کہ وہ بغیر کسی شرائط کے ایک نیا ملک سیٹی والیو کو حوالہ کریں جس کو وہ سخت دشمن اور خود مختار جانتے تھے۔ اس اثنا میں سیٹی والیو کے دل میں بھی انگریزوں کے ساتھ عداوت پیدا ہوئی اور اس کو یہ یقین ہو گیا کہ انگریز اس سے لڑنے کے لئے ایک بہانہ ڈھونڈتے ہیں اور اس کا ملک چھیننا اور اس کو قید کرنا چاہتے ہیں۔ سر بارٹل فریر کی طبیعت میں انگلستان کی سلطنت بڑھانے کا شوق تھا۔ خواہ جنگ سے ہویا غیروں کے ملک کے الحاق کرنے

سے ہو۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ افریقہ کے کل جنوبی حصہ میں انگریزی عکداری ہو جائے اور
 دیسی قوموں کی ریاستوں کی حدیں مٹ جائیں اور وہ سب شامل ہو کر ایک شاہی متفقہ
 سلطنت ہو جائے۔ مسٹر بارٹل فریر کا رقیب سیٹی والیون گیا اب یہ دونوں ستارے ایک
 برج میں نہیں رہ سکتے تھے۔ اور جنوبی افریقہ میں دونوں سر بارٹل اور زولو کے بادشاہ کی
 سلطنت نہیں رہ سکتی تھی (ادو بادشاہ دراقیمے نگجند) سر بارٹل نے اول توفیصہ تاشی کو
 چند مہینے دبائے رکھا۔ اور جب شاہ زولو کو دیا تو اس سے کہا کہ وہ اپنی زولو فوج کو برطرف
 کر دے۔ اور سپاہی اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں حقیقت میں یہ امر اشتہار جنگ تھا
 فوراً انگریزی سپاہ نے زولو کے ملک پر حملہ کر دیا مگر ۲۲ جنوری ۱۸۷۹ء کو اس نے شکست
 فاش پائی۔ انگریزوں کی بڑی ہٹی ہوئی کہ انہوں نے نیم برہمنہ وحشیوں سے شکست پائی
 اس کا تذکرہ یہ کیا گیا کہ لارڈ چیمس فورڈ سپہ سالار بنا کے بھیجے گئے انہوں شاہ زولو
 کو گرفتار کر لیا اور اس کے لشکر کو شکست دے کر پرانگندہ کر دیا اور سیٹی والیون کا ملک بڑے
 بڑے دیسی سرداروں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ اس کا ایک انگریز جان ڈرن کو دیا گیا
 جو بہت کم عمری میں یہاں آنکر لیا تھا۔ اور زولوؤں کی قوم میں سربر آوردہ ہو گیا تھا۔

نہر سوئزر کے حصوں کی خریداری

لارڈ بیکنس فیلڈ کے عہد وزارت کی ایک بڑی بات فوریں پولیسی میں خدیو مصر سے
 نہر سوئزر کے حصوں کی خریداری ہے۔ نہر کے اصلی چار لاکھ حصوں میں نصف سے زیادہ
 خدیو مصر کے حصے تھے۔ روز بروز مصر کا دوالہ نکلتا جاتا تھا۔ اس کے ۱۷۰۰۰ حصے بننے
 لگے ۲۵ نومبر ۱۸۷۵ء کو دنیا کو حیرت ہوئی کہ برٹش گورنمنٹ نے اُن کو چار کروڑ روپیہ کو
 خرید لیا۔ اس خریداری کی انگلستان میں سب نے تعریف کی۔ اُن کی وزارت میں ہندوستان
 کے والیس رائے کے بہت سے اختیارات چھپن کبر سکرٹری آف سٹیٹ ہند کے ہاتھ میں
 آئے۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ لارڈ فورڈ تھ بروک نے قبل از وقت استعفا دیدیا اور لارڈ
 لٹن اُن کی جگہ مقرر ہوئے۔ اسی وزارت میں ملکہ معظّمہ نے قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا

نیا براہیل انتظام

۱۸۸۰ء کے موسم بہار میں مدت پیچھے براہیل اپنے عہدہ کی جلاء وطنی کے بعد بڑی دھوم دھام سے ذمی اختیار ہوئے اور مسٹر گلڈسٹن اس کے سردار بنے۔ ان کے سامنے مغربی ایشیا۔ مصر۔ اور جنوبی افریقہ کی مشکلات پیش آئیں۔ ان کو ایک دولٹرائیوں کو ختم کرنا پڑا جو ابھی تمام نہیں ہوئی تھیں۔ انہوں نے اول افغانستان کا معاملہ اس طرح فیصلہ کیا۔

لارڈ رین و جنگ افغانستان

لارڈ لٹن نے استفادہ کیا تھا ان کی جگہ لارڈ رین مقرر ہوئے جن کی نسبت انگلستان میں اس سبب سے کہ وہ پروٹسٹنٹ مذہب کو چھوڑ کر رومن کیتھولک ہو گئے تھے خیالات اچھے نہ تھے مگر گلڈسٹن نے اس پر خیال نہیں کیا اور ان کو ہندوستان کا گورنر جنرل اور وائسرائے مقرر کر دیا۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ لارڈ بیکنس فیلڈ کی مشرقی پولیس اور لارڈ لٹن کی جنگ افغانستان کا حال کیا ہوا کہ سفیر قتل ہو گیا تو سپاہ انگریزی نے کابل کو فتح کر لیا۔ یعقوب خان کو قید کر کے ہندوستان بھیج دیا۔ اب گورنمنٹ کے سامنے یہ معاملہ پیش تھا۔ کہ کابل کا حاکم کس شخص کو مقرر کرے۔ یعقوب خان کے جرنیلوں میں سے فتح محمد جو بڑا مدبر اور بہادر تھا برٹش کا مخالف ہوا۔ اور بہت سی پہاڑی قومیں اس کے ہمراہ ہوئیں۔ موسم سرما میں انگریزی سپاہ نے شیرپور میں ڈیرے ڈالے۔ دن ہزار کابلیوں نے کابل میں جمع ہو کر شیرپور کو گھیر لیا مگر اس کا کوئی برا اثر شیرپور پر نہیں ہوا۔ انگریزی سپاہ محصور نے دشمنوں کا مقابلہ بڑی بہادری سے اتنی دیر تک کیا کہ سپاہ کی کمک آگئی اور سال کے ختم ہونے سے پہلے کابل کا راستہ انگریزوں کے لئے کھل گیا۔ روس نے افغانستان کے امیر ہونے کے لئے دوست محمد خان کے پوتے عبدالرحمن خان کو پیش کیا۔ عبدالرحمن خان اپنے امیر ہونے کے لئے اپنے بھائی امیر شیر علی خان کے برخلاف سازش کرتا رہا مگر ان

میں ناکام رہا۔ وہ اب شرقند میں رہتا تھا۔ روسیوں سے مدد چاہتا تھا کہ اُس کو امیر کابل بنادیں روسیوں نے اس کی مدد کی کابل کے امیر بننے کے لئے اُمیدوار بہت سے تھے وہ سب بالاتفاق انگریزوں سے نفرت رکھتے تھے۔ ہریک سلطنت کے دھوئے کرنے میں دوسرے کا دشمن تھا مگر کابل سے انگریزوں کے نکال دینے کے لئے سب آپس میں متفق تھے۔ امیر عبدالرحمن برٹش گورنمنٹ کے نزدیک سب سے زیادہ لائق تھا۔ اور روس کا آئرو سہارا بھی رکھتا تھا۔ اس لئے اس کو کابل میں امیر بننے کے لئے بلایا اُس سے سر لیل گریفن کی معرفت عہد و پیمان ہوئے اس عہدہ میں قندہار میں انگریزی سپاہ پر ایک آفت آئی۔

قندہار میں جو سپاہ انگریزی تھی اس کا کمانیر جنرل پرمروز تھا۔ وہ بڑا بہادر تھا مگر اُس کو ایشیائی قوموں کے ساتھ معاملہ کرنے کا تجربہ نہیں ہوا تھا۔ قندہار ایسی جگہ نہ تھی کہ اگر اُس پر قومی حملہ ہو تو وہ آسانی سے روک دیا جائے۔ مگر انگریزوں نے تھوڑی سپاہ قندہار میں بھیجی تھی کہ وہ ایوب خان کو آگے نہ بڑھنے دے۔ ایوب خان بھی کابل میں امیر ہونے کا اُمیدوار تھا وہ انگریزوں کا بہت دشمن تھا قندہار پر چڑھا چلا آتا تھا انگریزوں نے اس کی طاقت کا تخمینہ غلط کیا اس نے انگریزی سپاہ کو بڑی شکست دی۔ انگریزی سپاہ نے بہادری سے مقابلہ کیا مگر بہت سے سپاہی اس میں ایسے ناجرہ کار تھے کہ کبھی میدان جنگ میں انہوں نے بندوق نہیں چھوڑی تھی۔ اب ایوب خان نے قندہار کا محاصرہ کر لیا۔ جنرل پرمروز تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ اس میں محصور ہوا۔ ہندوستان کی تمام لڑائیوں میں انگریزی سپاہ کے لئے تاریکی کے بعد صبح ہوتی ہے سرفرید رو برٹش دس ہزار سپاہ گورکھوں اور سکھوں کی لیکر قندہار کے محاصرہ اٹھانے کے لئے کابل سے چلے۔ کابل و قندہار کے درمیان راہ بڑی دشوار گزار تھی مگر اس کو بہت جلد انگریزی سپاہ نے طے کر لیا۔ اور قندہار ابھی مقابلہ کر رہا تھا کہ یہ سپاہ اُس کی کمک کے لئے جا پہنچی۔ ایوب خان کو شکست دیکر بھگتا دیا۔ اس اثناء میں عبدالرحمن خان امیر کابل ہو گیا۔

ٹرنسوال کے معاملات

اب دوسرا بڑا کام مسٹر گلینڈسٹن کو اپنی وزارت میں ٹرنسوال کے معاملات کا طے کرنا تھا۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ سر تھیو میں شپ سٹون نے شہادت نامہ کو آسانی سے تسلیم کر کے ٹرنسوال ری پبلک کو برٹش گورنمنٹ کا ایک حصہ قرار دیا تھا۔ بوئر اکثر مہیب صورت مغرور متکبر تھے۔ جو آزادی کو سب چیزوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور انہوں نے خود اپنے تئیں ایک قوم بنایا تھا۔ بہت سے اُن میں ڈچ کی اولاد تھے مگر وہ اپنے تئیں ڈچ میں نہیں سمجھتے تھے بلکہ اپنے تئیں ٹرنسوال کی ری پبلک کا بوئر جلتے تھے۔ انہوں نے اپنی زبان بھی ایک نئی بنائی تھی۔ وہ ساتھ مل جل کر رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنے دوستوں سے بھی دور دور رہتے تھے۔ حتی الامکان بال بچوں سمیت الگ رہنا پسند کرتے تھے۔ سر تھیو فلس شپ سٹون یا سوبارٹل فریر یا گرانٹ ولزلی یقین کرتے تھے۔ کہ اکثر بوئر اس سے خوش ہیں کہ ٹرنسوال انگریزی سلطنت کا ایک حصہ سمجھا جائے۔ بوئروں کو سوبارٹل فریر نے دوستانہ سمجھایا کہ کوئی شخص جو تم سے یہ ہے کہ انگلش ٹرنسوال سے دست کش ہونگے اس کی بات کو سچ نہ جانو۔ مگر گرانٹ ولزلی نے کہا کہ ٹرنسوال ہمیشہ ملکہ معظمہ کی سلطنت جنوبی افریقہ کا ایک حصہ رہے گا اور ایک موقع پر یہ کہا کہ جب تک آفتاب چمکتا ہے برٹش قلمرو میں ٹرنسوال شامل رہے گا۔ آفتاب تو چمکتا ہے مگر ٹرنسوال برٹش قلمرو کا ایک حصہ نہیں ہے خود لارڈ ولزلی کو کہنا پڑا کہ ٹرنسوال کے اکثر آدمی برٹش کی سلطنت سے راضی نہیں اور انہوں نے اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے ہتیار اٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔

بوئر نے اپنے متعدد ڈیپوٹیشن انگلینڈ بھیجے کہ وہ ٹرنسوال کو اپنی سلطنت میں الحاق نہ کرے۔ اس سے اُن کو کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوا۔ مگر انگلینڈ میں اُن کے ساتھ ہمدردی کرنے والے تھوڑے نہ تھے۔ مگر مسٹر گلینڈسٹن نے پبلک میں اس پولیسی پر لعنت بھیجی جس نے ٹرنسوال الحاق کیا ہے۔ اور ایک آزاد یوروپ کی

عیسائی رسی پبلک کی قوم کو اس کی تین چوتھائی آدمیوں کی مرضی کے خلاف مونا رگی کا مطیع بنایا ہے۔ ۲۵ نومبر ۱۸۴۹ء کی سپیج میں انہوں نے فرمایا کہ ملک ٹرنسوال ایسا ملک ہے جس میں ہم نے نادانی سے نہیں بلکہ دیوانگی سے اپنے تئیں اس عجیب حالت میں رکھا ہے کہ مونا رگی کی آزاد رعایا رسی پبلک کی آزاد رعایا سے لڑتی ہے اور ان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ان کا اہل شہر ہونا قبول کریں جن سے وہ انکار اور اکراہ کرتی ہے۔ ایک مہینے کے بعد انہوں نے پوچھا کہ کیا یہ تعجب کی بات ان لوگوں کے لئے نہیں کہ وہ خود آزاد ہیں اور ان کے باپ دادا آزاد تھے اور وہ اپنی اولاد کو بھی آزاد رکھنا چاہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ شائستہ زندگی کی اصل جان آزادی ہے اور اس کے بغیر کوئی چیز منتظم اور عمدہ بولی ٹکل سوسائٹی میں نہیں ہو سکتی باوجود اس کے ہم ایک آزاد قوم پر اس کی مرضی کے خلاف چاہتے ہیں کہ وہ مطلق العنان گورنمنٹ کی تابع ہو؟ انہوں نے یہ ایک فقرہ بھی فرمایا کہ مثل ہماری بوئر کی قوم طاقت ور۔ سینہ زور اپنے خصایل میں متقل ہے۔ بوئر نے ایک خفیف سے جھگڑے پر ہتیار ہاتھ میں انگریزوں سے لڑنے کے لئے اٹھائے اور اپنی رسی پبلک ہونے کا اشتہار دیا۔ اور جاکان ثلاثہ کی گورنمنٹ اپنی قائم کی ان حاکموں سے سب سے زیادہ مشہور سٹیفن جان پال کروگر تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بوئروں کو کامل فتح انگریزوں کی سپاہ اور سپہ سالاروں پر ہوئی۔ انگریزی سپاہ بھی بڑی بہادری سے لڑی اس کا سپہ سالار سر جارج کوہی میدان جنگ میں گولی سے مارا گیا۔ بوئر اپنے پہاڑوں سے خوب واقف تھے۔ اور اس کے راہوں اور رستوں کو خوب جانتے تھے۔ اور نشانہ باز میں کامل استاد تھے۔ وہ تاک تاک کر اول انگریزی افسروں کو نشانہ بنا کے مارتے تھے پہاڑوں کے پیچھے یا ان کے غاروں میں رہتے تھے۔ ایک انگلش بحری افسر نے کہا کہ پہاڑ کے نیچے کسی ایک بوئر کو مارنا چاہو تو چھ انگریزوں کی جان کھو۔ بوئروں نے انگریزوں کو شکست دے کر اپنے تئیں پھر آزاد کر لیا۔

اب مسٹر گلیڈسٹن نے چاہا کہ ٹرنسوال کی خانگی آزادی قبول کی جائے۔ اور صلح کی جائے مجبور پہاڑ کی شکست سے پہلے جس میں سپہ سالار جارج کوہی گولی سے مارا گیا تھا۔ سردی لائن ووڈنئی سپاہ کی لگ لگ کر بھیجا گیا اس کا مقصد التواء جنگ کا تھا۔ اگر وہ ہوجائے گی

تو اس عرصہ میں آئندہ کے لئے مصالحت ہو جائیگی۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ جب گورنمنٹ کا صلح کا ارادہ تھا تو اس کا اعلان اسی وقت نہیں کیا گیا۔ مسٹر گلڈسٹن نے کہا کہ یہ بڑی مشکل بات ہے کہ جس وقت ٹرنسوال کے باشندے انگلینڈ کی شاہانہ قوت سے لڑنے کے لئے ہاتھوں میں ہتیار لئے ہوئے ہوں شرائط صلح منظور ہوں۔ آخر کار صلح کے پیغاموں میں اس کی حیثیت میں بڑی دیر لگی مگر آخر کار صلح ہو گئی۔ ۲۱ فروری ۱۸۸۴ء کو بونڈروں نے جو معقول درخواستیں کیں وہ مانی گئیں۔ ان کو بالکل خانگی آزادی دی گئی مگر عہد نامہ میں یہ شرائط بھی ٹھہریں کہ ٹرنسوال ری پبلک میں غلامی نہ داخل کی جائے۔ ٹرنسوال میں جو لوگ رہیں ان کو مذہبی آزادی ہو کہ وہ اپنے طریق پر عبادت کریں اور مراسم مذہبی کو ادا کریں۔ اس میں جو دیسی باشندے رہیں ان کو اراضی کی خرید و فروخت کا حق ہو۔ اور عدا میں ان کی رسائی ہو۔ ہرٹس گورنمنٹ نے عاقلانہ اپنے احتیارات یہ رکھے کہ اگر ٹرنسوال ری پبلک ان شرائط کے خلاف کام کرے تو وہ اس میں مداخلت کر سکے۔ اس عہد نامہ کے ہونے پر لوگوں نے بڑا غل جھپایا کہ انگریزوں کی اس میں بھد ہوئی کہ اس نے شکست پاکر یہ عہد نامہ کیا۔ مسٹر گلڈسٹن کو یقین تھا کہ انگلستان ایسا صاحب قدرت ہے کہ انصاف کے ساتھ کام کرے اور پھر کچھ خوف نہ کرے۔ اس میں وہ انگلستان کی بیغرتی کچھ نہیں جانتے تھے۔ کہ وہ ضعیف دشمن کو جس نے ایک حق کام کیا ہو بالکل کچل کر غیبت و نابود کر دیں۔ غلط فہمی خود کریں اور سزائیں اوروں کو دیں۔ مسٹر گلڈسٹن نے صلح کہہ لی اس میں ری پبلک کو اپنے طور پر کام کرنے کے لئے معقول شرائط ٹھہرائیں۔

معاملات مصر

(او مصر تو مجھے کہاں لے جا لیگا)

کنگ لیک کا مقولہ ہے کہ پیارے ہندوستان کو ہمیشہ اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے دریائے نیل کے کنارے پر ہم کو قدم جمانا چاہئے اور امیر المومنین کا (سلطان روم) جانشین ہونا چاہئے۔

پہلے سلطان روم نے مصر کو فتح کر کے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنا لیا تھا۔ ۱۸۳۱ء
 میں سلطان محمود ثانی کی عہد سلطنت میں محمد علی پاشا صوبہ مصر نے سلطنت ٹرکی
 کی حکومت سے نکل جانے کا قصد کیا۔ محمد علی پاشا کے متبنے ابراہیم پاشا نے پیش ہزار
 سپاہ لے جا کر مملکت سلطانی پر حملہ کیا اور شہر عکہ و صیدا و بیروت پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس
 نے دمشق و حلب کو بھی فتح کر لیا غرض سلطان کی فوج کو ہر مقام پر ابراہیم پاشا نے شکست
 دی سلطان محمود ثانی کا انتقال ہو گیا۔ اور سلطان عبد المجید خان تخت نشین ہوا۔ کسی
 مصلحت کے سبب سے محمد علی پاشا نے پیام صلح بھیجا اور سلطان کی اطاعت قبول
 کی مگر اپنی اعلیٰ درجہ کی فہم و فراست سے اُس نے مصر کی سلطنت میں خود مختاری کی
 بنیاد رکھی۔ ابراہیم پاشا کے بعد سلیمان پاشا ہوا اس نے قسطنطنیہ میں آستانہ حضرت
 امیر المومنین کی سترہ برس تک جبہ سائی کی۔ ۱۸۴۲ء میں سلطان نے اس کو خود یو کا خطاب
 دیا اور پاشائی اس کے خاندان میں موروثی کر دی وہ مصر کا خود مختار آزاد پاشا ہو گیا۔
 فقط سلطان سے اس کا یہ تعلق رہا کہ سالانہ خراج ۴۹۵۷۹۲ پونڈ وہ سلطان کو دیا کرے
 اور خطبہ و سگہ میں سلطان کا نام رہے اور قانون سفارت کو قائم رکھے ماسمعیل پاشا
 نے ۱۸۶۸ء میں وہ عدالت موقوف کر دی۔ جس میں مصریوں اور غیر قوموں کے درمیان
 مقدمات فیصلہ ہوا کرتے تھے۔ اور اُس کی جگہ ایک اور عدالت قائم کی جس میں دول
 اعلیٰ یورپ کے جج اجلاس کر کے اس قسم کے مقدمات کا فیصلہ کریں۔ اسماعیل پاشا
 نے جو خزانے کی خرابی کے بیچ بوائے تھے انہوں نے پھل لانے شروع کئے۔ ہنر سونیز
 پر جس کو ایک فرانسیسی انجنیئر نے تیار کیا تھا۔ ۹۰۰ میل طول میں ہے وہ خاکندے
 میں بتائی گئی ہے جو افریقہ و ایشیا کو ملاتا تھا۔ یہ نہر اب ان دونوں براعظم میں بنائے ہو گئی۔
 اس میں جہازوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور جس گے اندر جہاز رانی کا مدار
 مصر کی امن امان پر ہے۔ اس لئے انگلستان اور فرانس کو زیادہ تر اس پر توجہ کرنی
 پڑتی۔ سلیمان پاشا نے صرف اس ہنر سونیز کی خریداری میں روپیہ نہیں برباد کیا بلکہ
 زبردست فرنگیوں نے جو اس کو بد صلاحیں دیں اُن پر عمل کر کے اپنی دولت کو برباد

کیا سلسلہ ۱۸۶۲ء میں ۵۰۰۰۰ پونڈ قرض لیا اور سال آئندہ میں اس پر اور ۲۰۰۰۰ پونڈ قرض کا اضافہ کیا اور سلسلہ ۱۸۷۳ء میں ۳۲۰۰۰۰ پونڈ اور قرض بڑھ گیا۔ اور سلسلہ ۱۸۷۶ء میں خدیو کی خود ذاتی اور خانگی خرچوں کی فضولی کے سبب سے ۳۰۰۰۰ پونڈ قرض ہو گیا۔ اس قرض کا سود سارے ملک کی آمدنی کو کھائے جاتا تھا۔ اب خدیو کو کہیں سے روپیہ قرض نہیں ملتا تھا۔ اس لئے اُس کو نہر سویزر کے حصوں کے بیچنے کی ضرورت ہوئی اُس نے فرانس سے مخفی یہ معاملہ کر لیا قریب تھا کہ فرانس کو یہ حصے ہاتھ لگ جاتے کہ اخبار نور درن ایکو کے ایڈیٹر مسٹر گرین وڈ کو اس مخفی معاملہ کی خبر ہو گئی اور اُس نے لارڈ ڈربی وزیر دول خارجیہ پاس جا کر اسکو اصل حال پر مطلع کیا لارڈ ڈربی نے یہ سمجھ کر کہ اس طرح حصوں کے خریدنے سے فرانس نہر سویزر کا بالکل مالک ہو جائیگا۔ اس نے سفیر مصر سے اصل حال تحقیق کر کے پارلیمنٹ میں نہر سویزر کے حصوں کی خریداری کا معاملہ پیش کیا۔ اور منظوری حاصل کر کے چالیس لاکھ پونڈ کو حصے خرید لئے جن کی قیمت اب بہت بڑھ گئی ہے۔ خدیو نے انگلینڈ سے روپیہ قرض مانگا مسٹر ڈزریلی نے مسٹر کیو کو بھیجا کہ وہ تحقیقات کر کے اصل حال پر مطلع کرے مسٹر کیو نے لکھا کہ اگر انگلینڈ مصر کو روپیہ قرض دے گا تو روپیہ کا وصول ہونا ناممکن ہے۔ اس رپورٹ پر مسٹر ڈزریلی ڈائی سی کی یہ رائے ہوئی کہ اگر مصر میں انگلینڈ اپنی محافظت کا سرتہ قائم کرنا اور ہندوستانی ریاستوں کی طرح اس کا انتظام کرنا چاہتا ہے تو یہ بالکل ممکن ہے کہ مصر کو اس کے قرضخواہوں کے پھندے سے نکال دے۔ اور اس کی مالی مشکلات کو اس طرح حل کر دے کہ اُس کے قرض خواہوں کے حق میں بے اضافی نہ ہو۔ اس اثناے میں غیر ملکوں کے قرض خواہوں نے جن کے پاس تمسک تھے خدیو پر اُس کی گنڈوٹری بیونیل (مخلوط عدالت) میں نالیش کی مئی ۱۸۷۶ء میں وہ خارج ہوئی جس پر جرمنی نے غصہ میں آن کر اور انگلینڈ اور فرانس نے جرمنی کی تقلید کر کے اپنے اپنے قومی تمسکی قرض خواہوں کی طرف سے دعوے کیا۔ لارڈ سیلیسبری نے قدیمی فوریس پولیس کی حد سے سزا دل لکال

کہ اس نے مصر میں مداخلت اس بنا پر نہیں کی کہ قومی محافظت کرے بلکہ ان چند صاحبوں کے سود کی محافظت کرے جو اسمبلی پانٹا کے قرض کو وصول کرنا چاہتے تھے۔ مصر میں ٹریڈ کی قومی اغراض جو اصل جو کھوں میں ہوں ایک ہی طریقہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں کہ وہ ملک پر قابض ہو یا اس کے انتظامات کی خود محافظ ہو۔ اپنے اغراض کو اس طرح محفوظ نہیں رکھ سکتے کہ اور دول یورپ کے ساتھ شریک ہو کر مصر کی مالی حالتوں کے لئے قواعد مقرر کریں اور دول یورپ کی اغراض مصر میں قومی نہیں تھیں بلکہ اپنی رعایا کے ان چند آدمیوں کی اغراض تھیں جنہوں نے اپنا روپیہ برقی ضمانت پر قرض دیا تھا۔ انگلینڈ کی شاہانہ اغراض یہ تھیں کہ مصر میں چاروں طرف ایسی اچھی منتظم گورنمنٹ ہو کہ اس میں سے بے خلش ہندوستان میں اس کی آمد و رفت ہو۔ اور دول یورپ کو اس سے کچھ غرض نہ تھی۔ کہ مصر کی گورنمنٹ اچھی ہو یا بری ہو مگر ایسی ہو کہ وہ ان کے قرض کا سود اپنی بوٹیاں کاٹ کر ادا کرے۔ بس انگلینڈ اپنی اغراض کے لئے یہ دعوے رکھتا تھا کہ وہ بس کا محافظ ہو اور دول مصر کے مالی کاموں میں اپنا تسلط اتنا چاہتی تھیں کہ ان کا سود وصول ہو۔ لارڈ بکنس فیلڈ کی یہ فاش غلطی تھی کہ انہوں نے مصر کی اور اپنی اغراض کو ایک نہ جانا اور دول یورپ کی اغراض کا پاس و لحاظ کیا۔ فرانسیسی و انگلشی تمسکی قرضخواہ اس بات پر متفق نہ تھے کہ ایسی تدابیر کی جائیں کہ فلاحین سے جن پر بھاری ٹیکس لگا ہوا تھا روپیہ وصول ہو۔ گوشین صاحب مسٹر جوبرٹ مصر بھیجے گئے کہ وہ مصریوں کے قرض کو یکجا کر کے یکساں سود مقرر کریں۔ انہوں نے جو مصر کی آمدنی کا تخمینہ کیا تو وہ ۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ زیادہ سے زیادہ بجائے ۸۰۰۰۰۰ پونڈ کے بد نصیب فلاحین سے زبردستی وصول ہوتے تھے۔ گوشین اور جوبرٹ نے ۱۸۷۶ء میں بتایا کہ قرض کے مجموعہ ۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ پر خدایوسات فیصدی سود اور ڈوبے ہوئے فنڈ کو ادا کر سکتا ہے۔ اول اسمبلی پانٹا اس طرح قرض کا ادا کرنا منظور کیا مگر وجہ بیان کر کے منکر ہو گیا کہ آمدنی کا تخمینہ غلط کیا گیا۔ ہے تو فرانسیسی گورنمنٹ نے ایک کمیشن مقرر کیا جس میں انگلینڈ بھی داخل تھا۔ کہ وہ مصر کی آمدنی کے مخازن کی تحقیقات کرے۔ اس کمیشن نے یہ رپورٹ کی کہ خدیو نے اپنے ذاتی خرچوں کے واسطے مصر کی زمین

کا پانچواں حصہ اپنا کر لیا ہے اس میں سے دس لاکھ ایکڑ زمین قرض خواہوں کے حوالہ کی جائے۔
 خدیو نے نبر پاشا کے ماتحت ایک نئی وزارت قائم کی جس میں انگریزی کمشنر مسٹر ورس بن
 کو وزیر مال مقرر کیا۔ اہل فرانس کو اس تقرر پر بڑا رشک و حسد ہوا۔ انہوں نے اپنی درخواستیں
 لارڈ سیلسبری پاس بھیجیں۔ انہوں نے اُن کو منظور کر کے خدیو کو اجازت دیدی کہ وہ فرانس
 کی طرف سے لارڈ ڈی بنگ ٹیرس کو مسٹر ورس کے کام میں تریک مقرر کر دے۔ اس طرح
 سے مصر میں دو مختلف الاغراض گورنمنٹوں کی دو عملی شروع ہوئی جس کے سبب سے آئندہ
 ساری خرابیاں پیدا ہوئیں۔ خدیو نے فوراً نبر پاشا کی وزارت کو برخاست کر دیا۔ جرمن
 نے مصر میں مداخلت کرنے کی دھمکی دی تو انگلینڈ اور فرانس نے سلطان روم سے
 کہہ سن کر اسمعیل پاشا کو معزول کرایا۔ اور اس کے بیٹے توفیق پاشا کو اس کا جانشین کرایا۔
 اس کے عہد میں ڈی بنگ ٹیرس کو اور انگریز مسٹر بیرنگ کو صیغہ مال کا کل اہتمام سپرد ہوا
 پہلا فراسیسی اور دوسرا انگریز تھا۔ فراسیسی اور انگریزی دو عملی کا اثر سیدھا سادھا یہ تھا
 کہ اس نے جس سرشتہ میں ایک حاکم ہوتا تھا اس میں دو حاکموں کو مقرر کرایا اور اُن کے اثر
 کو گھٹایا۔ جہاں ایک انگریز ہی افسر مقرر ہوتا تو مسٹر ڈی بنگ ٹیرس کو فراسیسی افسر مقرر
 کرانے پر اصرار ہوتا اور ایسے جہاں فراسیسی مقرر ہوتا وہاں انگریزوں کو انگریزی افسر کے
 مقرر کرانے پر اصرار ہوتا تاکہ دونوں افسر ایک دوسرے کے نگران و مزاحم رہیں۔ انگریزی
 اور فراسیسی سلطنتوں کے سوائے یورپ کی سب قوموں نے ملکر ایک کمیشن قرض
 کے فیصد کے لئے مقرر کیا جس میں انگلینڈ۔ فرانس۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ جرمن شریک
 تھے۔ اس کمیشن نے دو عملی وزارت کے انتظام کو خوب دیکھا بھالا۔ اس کمیشن کو یہ
 استحقاق تھا کہ وہ اس وزارت مال سے زیادہ موثر انتظام کا خواستگار ہو اور یہ وزارت
 جو روپیہ اس کو قرض ادا کرنے کے لئے دے۔ اس کو قرض خواہوں میں تقسیم کرے ذرا رائے
 خزانہ کسی بات کو اپنی گورنمنٹ کے حکم بغیر مانتی نہ تھی۔ کمیشن کو یہ استحقاق تھا کہ وہ مجلس
 وزراء میں بیٹھ کر بڑی بڑی باتوں میں صلاح و مشورہ دے۔ کمیشن بغیر روپے کے مصر میں
 کچھ کام نہیں کر سکتا تھا اور روپیہ بغیر وزراء کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ میجر بیرنگ اس

اس کام کو بڑی مستعدی سے کرتے تھے وہ اپنی خدمت سے جدا کئے گئے اور ان کی جگہ مسٹر کالوں مقرر ہوئے۔ انہوں نے اپنا کام مسٹر دی بلیک ٹیرس کے ماتحت بن کر لیا اس طرح کام کرنے سے انگلستان کا پتہ مصر میں جو اب تک بھاری تھا ہلکا ہوا۔ مصر میں یہ دو عملی وزارت مصریوں کے لئے کوئی انتظام نہیں کرتی تھی بلکہ قرض خواہوں کے لئے کام کرتی تھی۔ مصر کے بجٹ میں کسی شخص پر اور کسی بات پر اس کے سوائے خیال نہیں ہوتا تھا کہ قرض ادا ہوا اور انگریزی اور فرانسیسی عہداروں کی جو ٹیوٹوں کی طرح آگئے تھے تنخواہ ادا کی جائے۔ اب مصریوں کا اس دو عملی وزارت سے ناک میں دم آگیا تھا۔ انہوں نے ایک جنگی سرکشی اختیار کی۔ جس کا سر دار کرنیل عربی بے تھا۔ جس کی پولیسی سوائے اس کے کوئی اور نہ تھی۔ کہ مصریوں کے لئے مصر ہو۔ اس فساد کے مٹانے کے لئے خدیو نے ریاض پاشا کی وزارت کو موقوف کیا اور شریف کی ماتحت وزارت قائم کی جس میں عربی بے حکومت کرتا تھا۔ اب یہ جلد ظاہر ہو گیا کہ برٹش اور فرانسیسی مصر میں کام نہیں کرینگے۔ ۱۸ جنوری ۱۸۸۲ء کو عائد مصری نے ایک اپنی جماعت بنا کر یہ دعوے کیا کہ بجٹ بنانے کا استحقاق ہم کو ہے۔ برٹش اور فرانسیسی وزرانے اس کے اس استحقاق سے انکار کیا۔ مصریوں نے دول خیر کے وزیر کا ہاتھ مصر کے محکموں کے حساب کتاب کی جانچ سے روک دیا۔ خدیو نے ایک نئی وزارت بنائی جس میں محمد سمیع برائے نام وزیر تھا۔ اور دراصل عربی وزیر جنگ تھا۔ کل مختار تھا۔ مدوں تک عربی بے کو اہل یورپ بڑا لایق فایق راست باز خیر خواہ قوم سمجھتے رہے۔ ۱۸۸۲ء میں اس کا ستارہ اقبال خوب چمکتا رہا۔ قاہرہ میں اس کی سواری جس ترک و احتشام سے نکلتی تھی خدیو کی نہیں نکلتی تھی۔ خدیو مصر نے اول عربی بے کی قومی بھی خواہی کی تحریک کی تائید کی۔ اور اس کو سپاہ کا وزیر بنا کے معزز و ممتاز کیا جبکہ سب سے وہ درحقیقت مصر کے نظم و نسق کا مالک و مختار ہو گیا۔ یہ بھی یقین کیا جاتا تھا۔ کہ درپردہ سلطان بھی عربی بے پر نظر التفات رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ عربی بے کی ہدایتوں کے موافق خدیو مصر کام کرے۔ اب انگلینڈ کی عقل چکر میں آئی کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے اگرچہ عربی پاشا

ایک قومی قومی گروہ کا سرپرست و مقتدا تھا تو یہ انگلینڈ کی پولیسی کے خلاف تھا کہ وہ اس کے پامال کرنے کے لئے مصر میں مداخلت کرتا

عربی پاشا کی نیت کا حال صحیح صحیح دریافت ہونا مشکل ہے مگر غالباً اس کی نیت میں یہ تھا کہ انگلینڈ مداخلت نہ کرے۔ اور اگر وہ مداخلت کرنے پر جرأت کرے تو اس کا تذکرہ اس کے رقیب فرانس کے یا کسی اور دول یورپ کے ہاتھ سے کرایا جائے۔ عربی پاشا بڑا عاقل اور ہوشیار تھا۔ مگر وہ یورپ کی امور سلطنت سے نا آشنا تھا۔ اس کو عربی زبان کے سوائے کوئی اور زبان بولنی نہیں آتی تھی۔ وہ جن چند انگریزوں سے ملا تو ان میں یہ قابلیت نہ تھی کہ وہ انگلش ڈپلومیٹک خیالات اسے سمجھاتے۔ یہ انگریز یقین کرتے تھے کہ عربی پاشا سچا غیر خواہ قومی ہے۔ اور قومی تحریک اعظم کا محرک ہے اس لئے انگریزوں کو اس کے ساتھ ہمدردی اور معرفت کرنی چاہئے۔ انہوں نے عربی پاشا کو یقین دلایا کہ انگریزی قوم بھی اس کی محبت قومی کی تحریک کے مٹانے کا قصد نہیں کرے گی۔ مسٹر گیمٹل نے انگلینڈ کو ترغیب دی کہ وہ عربی بے سے لڑنے کے لئے فرانس کے ساتھ شریک ہو جائیں مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ مسٹر موصوف اپنے عہدہ پریڈنٹ فرانس سے مستعفی ہوئے ان کی جگہ مسٹر ڈمی فریسی نٹ مقرر ہوئے جنگی پولیسی یہ تھی کہ مصر کے جنگی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ اس سبب سے مسٹر ڈمی بلگ ٹیرس نے بھی استعفادے دیا۔ بس لارڈ سیسبری نے دو عملی وزارت کا تجربہ کیا تھا۔ وہ ختم ہوا۔ عربی بے کو پاشا کا خطاب ملا وہ حقیقت میں مصر کا مطلق العنان حاکم تھا۔ جس کی پولیسی سوائے اس کے کچھ اور نہ تھی کہ مصر لوں کے لئے مصر ہو۔ دھمکی دی گئی کہ جتنے اجنبی آدمی ہیں ان کا قتل عام کیا جائے گا۔ اس سبب سے فراسیسی اور برٹش کونسلوں نے اپنے اپنے بڑے اسکندریہ میں بھیج دئے اور دونوں نے ہل کر خدیو کو صلاح دی کہ وہ عربی پاشا کو نکال دے۔ وہ ہڈوں سے سازش کر رہا ہے عربی پاشا نے استعفادے دیا۔ خدیو توفیق فیضی وزارت قائم کر لی مگر اس سبب سے قائم نہیں رہ سکی۔ کہ سپاہ نے دھمکی دی کہ ہم سوائے سلطان کے کسی اور کی حکومت کو نہیں مانیں گے۔ سلطان نے مصر میں رفع فساد کے لئے درویش پاشا کو بھیجا مگر وہ کچھ

نہ کر سکا۔ ۱۱ جون ۱۸۸۲ء کو اسکندریہ میں اہل یورپ اور مصریوں کے درمیان فساد برپا ہوا۔ اب کوئی شخص یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ فساد اس لئے اُٹھا کہ اس کے لئے پہلے سے سازشیں ہو رہی تھیں یا یہ امر اتفاقیہ تھا۔ کہ باروت کے پیسے میں جنگاری جاپٹری۔ انگریزی اور فراسیسی رعایا ماری گئی۔ برٹش کونسل کو گاڑی میں سے گھسیٹ کر اقرار لیا اور سخت زخمی کیا۔ مشکل سے لوگوں نے اس کی جان کو بچایا۔ یہ بات مانی جاتی ہے کہ عربی پاشا کی نیت میں یہ بات ذرا سی بھی نہ تھی کہ یہ قتل ہو اس لئے کہ وہ بلاشبہ اعلیٰ درجہ کا اخلاق رکھتا تھا۔ اگر وہ نیک اخلاق نہیں بھی رکھتا تھا تو یہ جانتا تھا۔ کہ اس طرح قتل کا ہونا اس کی ذات اور اس کی پوٹی نکل مقاصد کے حق میں زہر ہو گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اس وقت تک انگلستان کا یہ ارادہ تھا کہ کوئی کام مصر میں فرانس کی صلاح بغیر نہ کرے مگر فرانس بہت وجوہ سے مصر کے کاموں میں مداخلت سے پہلوتہی کرتا تھا۔ اس اثناء میں عربی پاشا نے ایسی وضع اختیار کی کہ وہ انگریزوں سے لڑنا چاہتا ہے۔

برٹش گورنمنٹ کو اب تک تامل تھا۔ کہ وہ بیڑے سے سپاہ کو خشکی میں اتار کر خدیو کو عربی پاشا کے یا کسی اور کے ہاتھ سے بچائے۔ سلطان روم نے مصر کے انتظام کرنے میں سب طرح سے التوا کیا اور مصر کی وزارت کا ذکر کیا گیا تو اس میں عربی پاشا کو وزیر جنگ تجویز کیا۔ انگلینڈ اب تک ارادہ یہ رکھتا تھا۔ کہ جو کام کرے وہ فرانس کی صلاح و مشورہ سے کرے۔ مگر بہت سی وجوہ ایسی تھیں۔ کہ فرانس کا میلان یہ تھا کہ معاملات مصر میں متعدی کے ساتھ وہ درمیان میں نہ پڑے۔ اس اثناء میں عربی پاشا نے خدیو کو تو ایک طرف بٹھایا اور انگلینڈ سے مقابلہ کرنے کا ڈھنگ دکھایا۔ اسکندریہ کے قلعوں کو بڑی شان کے ساتھ مستحکم کرنا شروع کیا۔ اور اپنے سامان جنگ کو بڑھایا۔ دفعۃً انگریزی حاکموں نے تنہا ہو کر کام کرنے کا ارادہ مصمم کیا۔ انگریزی بیڑے کے میربحر سمیر نے عربی پاشا پاس حکم بھیجا کہ قلعہ کی کسی قسم کی استواری نہ کی جائے۔ اور اگر قلعے جو بندر پر ہیں وہ اس لئے حوالہ نہ کئے جائیں گے کہ وہ ان کو بے اسلحہ کر دے۔ تو انگریزی بیڑا اپنا کام شروع کر گیا۔ ۱۰ جولائی انگریزی بیڑا اپنے مقام پر آیا اس میں آٹھ آہنی جہاز اور پانچ گن بوٹ اور

سارے تین ہزار سے کچھ زائد سپاہ اور ایک سو دو توپیں تھیں۔ اس جنگ میں اہل فرانس کے شریک ہونے سے انکار کر دیا اور اسی رات کو پیرس سے حکم بھیج دیا کہ بیڑا۔ اسکندریہ کو چھوڑ کر بندر سمید پر چلا جائے۔ پس اس وقت جو فرانس والے انگلینڈ کی دو علی مصر میں تھے عملاً موقوف ہوئے۔ اگرچہ لائی کو انگریزوں نے اسکندریہ پر گولہ زنی شروع کی یہ جنگ بہت دیر تک قائم نہیں رہی۔ اور اس کے نتیجے میں بھی لمحہ بھر بند نہ ہوا۔ مصری توپچیوں نے توپیں اچھی طرح چھوڑیں۔ انگریز اپنے جہازوں پر سے برقی روشنی سے دیکھتے تھے کہ اسکندریہ کی ساری آبادی عربی پاشا کی گرجاؤں کی ویمت کوششی میں شریک ہے اور عورتیں اور بچے تک توپچیوں کی مدد کرتے ہیں کہ وہ انگریزی بیڑے پر توپیں چلائیں۔ دو کچھ دن بھر گولہ زنی ہوئی تو شہر مصر میں مصریوں نے صلح کا چھنڈا دکھایا کہ امان مانگی۔ آخر کو میسر انگریزی پاس خبر آئی کہ عربی پاشا۔ اور اس کی ساری سپاہ قلعوں کی گلیوں سے جدا ہوئی شہر اسکندریہ انگریزوں کے قبضہ میں نہ تھا۔ وہاں افسروں نے بڑا فساد برپا کیا۔ میر بھر پاس اس قدر سپاہ نہ تھی کہ وہ شہر کے فساد کا انسداد کرتا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی سپاہ کو شہر میں اتار کر انتظام و بند و بست کرے۔ مفسدوں نے شہر کی بڑی بڑی عمارتوں کو غارت کر دیا اور دو ہزار سے زائد اہل یورپ کو قتل کر ڈالا۔ حب عربی سپاہ شہر میں آئی تو شہر کی گلیوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ مگر انگریزی سپاہ نے شہر کا بالکل بند و بست کر دیا۔ اور خدیو کو جو اس الطین کو بھاگ گیا تھا۔ محلِ رمیدہ سے واپس لائی۔ عربی پاشا اور مصری سپاہ نے تل ابکیر میں جا کر مورچہ بندی کی۔ جس کے پر اگندہ کرنے کے لئے اور ہر سوینز کے محفوظ رکھنے کے لئے گارنٹ و لنزی کے ماتحت انگریزی سپاہ روانہ ہوئی جس میں تیرہ ہزار سپاہ اور ساٹھ توپیں تھیں۔

پروفیسر اڈورڈ پامر کا ماراجانا

یہ پروفیسر مشرقی زبانوں کا بڑا عالم متبحر تھا۔ انہوں نے شمالی قوموں میں اپنا بڑا اغراض پیدا کیا تھا۔ وہ اس غرض سے ڈپلومیٹک مشن بنا کے بھیجے گئے کہ وہ عربی پاشا

اور بدوؤں کے درمیان اتحاد یہ پیدا ہونے دیں۔ اور بدوؤں سے ہنر سوزینی حفاظت کرنے کا عہد و پیمان لیں۔ اُن کو اپنے وطن سے ایسی محبت تھی کہ اُس کی خدمت گذاری کے عوض میں ایک سوئی بھی نہیں لیتے تھے انہوں نے اس کام کو خوشی سے قبول کیا۔ اُن کے ساتھ دو اور انگریز گئے جو اس کام کے لئے بڑے لائق تھے اس کے ساتھ پرے چوکی سپاہیوں کا نہ تھا۔ کیوں کہ اُس کے ساتھ ہونے سے مقصد ہاتھ سے جاتا تھا۔ وہ جو یا سے صحرائے سنائی میں شامی امیر کا بھیس بنا کر گئے مگر اُن کو رہبر دغا دیکر ایک گہن میں لے گیا۔ اور ۱۸۸۲ء کو اُن کو اور اُن کے ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ برٹش گورنمنٹ نے تحقیق کر کے اُن کے پانچ قاتلوں کو پھانسی دی۔ مگر اس عالم کے دوستوں کا دل کب اس سے ٹھنڈا ہوتا تھا۔ اُن کی لاش سینٹ پال میں لگی اور وہاں دفن ہوئی اس طرح اُن کی قبر فراموشی کے عالم میں مصر کی ریت کے نیچے دبنے سے بچ گئی۔ اُن کی بدولت ہنر سوزین محفوظ ہو گئی

۱۹ اگست ۱۸۸۲ء کو سرگرنٹ ولزلی سپاہ کو مخفی لے کر اسکندریہ سے اسماعیلہ کو روانہ ہوئے۔ اُن کا ارادہ تھا کہ قاہرہ میں نہر آب شیریں کی راہ سے جائیں۔ ۲۸ کو عربی پاشا تال الکیر میں آیا جہاں اُس نے مورچہ بندی کی تھی۔ انگریزی لشکرات کو ریگستان میں ایک بڑا سفر کر کے آیا اور اُس نے عربی پاشا کے مورچوں پر حملہ کیا۔ مصری سپاہ اگرچہ بہادری سے لڑی مگر انگریزی سپاہ نے اُس کو تنگیوں پر ایسا چڑھایا کہ وہ بھاگ نکلی۔ عربی پاشا اور اُس کے نائب مفید ہوئے۔ جنرل کو تھوڑے سے سوار لے کر قاہرہ میں داخل ہوئے۔ اُس وقت قاہرہ میں ۲۴ ہزار فلاحین اور اس کے قلعہ میں دس ہزار سپاہ تھی مگر ۱۵ ستمبر کو انگریزی سپاہ بے کھٹے قاہرہ میں داخل ہوئی۔ اور خدیو کو دوبارہ تخت نشین کیا۔ جس کے سامنے یہ سپاہ صف بندی کئے کھڑی تھی۔ اس تاریخ لارڈ ولزلی نے تاریخی لٹرائی ختم ہوئی اور سپاہ نہ بھیجے جائے۔ مسٹر گلیڈسٹن کی گورنمنٹ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ انگلینڈ کا تسلط مصر میں جو دہائی میں جا چکا تھا۔ پھر حاصل ہو گیا۔ فرانس اور دول یورپ نے خدیو کی سلطنت کے نبھانے کا بار بالکل انگلینڈ ہی کے سر پر رکھ دیا اور انہوں نے منظور کر لیا کہ مصر پر دس ہزار انگریزی سپاہ اپنا قبضہ رکھے مگر مسٹر گلیڈسٹن نے بڑے زور شور سے کہا کہ یہ قبضہ چند روزہ رہے اس جنگ کا خرچ انگلینڈ پر ۲۶۰۰۰۰ پونڈ پڑا۔ عربی پاشا کو کورٹ مارشل میں موت کا حکم دیا گیا۔ مگر خدیو نے اس سزا کو بدل کر لنکا میں جنم قیدی کر کے جلا وطن کر دیا۔ سرگرنٹ ولزلی نے اس مہم کا اہتمام بڑے حسن انتظام کے ساتھ کیا۔ جس کام کے لئے جو وقت

مقرر کیا اس کے سرانجام دینے میں پہل بھر کا فرق نہ آنے دیا۔ اُن کو اور امیر البحر سی محمد کو بیردست کا خطاب ملا اور دلپشتوں کے لئے دو ہزار پونڈ پیش منقر ہوئی جس لڑائی کے نتائج یہ ہوئے کہ معاملات مصر سے فراسیسی اور سلطان دودو جدا ہو گئے اور برٹش کونسل جنرل کو بالکل مصر کے انتظام کے اختیارات خدیو کی طرف سے مل گئے۔ مصر سے دو عملی موقوف ہوئی۔ ساری جوابدہی اس سلطنت کی انگلینڈ کے ذمہ رہی۔ مصری سپاہ کے قواعد محدود ہوئے۔ مصری پولیس کے افسر بیکر پاشا مقرر ہوئے۔ مصر پر انگلینڈ کے قبضہ رکھنے سے بہت فائدہ حاصل ہوئے ٹیکسوں میں تخفیف و مسادات ہوئی۔ آدمیوں کا بیگار میں پکڑا جانا موقوف ہوا عدالتوں میں انصاف ہونے لگا۔

اگر برٹش گورنمنٹ کا مقصد مصر پر قبضہ کرنے سے یہ ہوتا کہ وہ مصر کی مختلف قوموں کی بہتری و بہبودی کرے تو وہ جب انسانی میں کامیابی کا حاصل کرنا تھا مگر مدبران ملکی اس بات کو کب تسلیم کرتے ہیں کہ دیائے نیل پر انگریزوں کے قدم جانے کا یہ نقص تھا۔ اُن کا صرف یہ مقصود تھا کہ ہندوستان کی شاہ راہ میں اُن کی آمد و رفت بے ہرج و مرج ہو اور نہر سوئز محفوظ رہے۔ انگلش گورنمنٹ مصر میں انگریزوں کے قبضہ رکھنے کے خلاف تھی۔ خواہ اس سے مصریوں کو کتنا ہی فائدہ ہو۔ عربی پاشا کو صلیوں میں جلائے وطن کرنے کے سبب اس کو مصر پر قبضہ رکھنے کے سبب سے فقط خدیو کی خاطر سے ہم ہم پر مہم کرنی پڑیں ان ہمہوں میں بعض میں بڑی ناکامی ہوئی اور بعض میں کامیابی چند روزہ ہوئی۔ ایک پرانی ضرب المثل چلی آتی ہے کہ زیادہ زیادہ تر۔ یہ بات زیادہ سے زیادہ تر رکھنے کی نہ تھی بلکہ زیادہ کے محفوظ رکھنے کے لئے مجبور ہی زیادہ تر رکھنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ یہ امر بالکل یقینی ہے کہ مصر میں انگریزوں کے تسلط رکھنے سے فرانس ہمیشہ سے ناراض تھا۔ مگر انگلستان مصر میں ایک خاص وقت تک حکومت رکھنے سے اپنے تئیں باز نہیں رکھ سکتا تھا۔

گلیڈسٹن کی دوبارہ وزارت ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۵ء تک

گلیڈسٹن نے دوبارہ وزارت مرتب کی جس کے روبرو آئر لینڈ کی مشکلات پیش آئیں۔ آئر لینڈ میں زمیندار اور کاشتکاروں کے تعلقات ایسے تھے جس سے بہت تکالیف پیدا ہوتی تھیں ایک لینڈ لیگ مرتب ہوئی کہ وہ زمینداروں کے مقابلے میں کاشتکاروں کی حمایت کیا کرے۔

پارلیمنٹ میں اہل آئرلینڈ کے ممبروں کی ایک پارٹی تھی۔ جو ہوم رول کے خواستگار تھیں کہ وہ خود ہی آئرلینڈ کے معاملات طے کیا کرے۔ اس گروہ کا سرغنہ پارنیل تھا۔ ۱۸۸۱ء میں اس وزارت میں اور ایک ایکٹ اراضی کا پاس ہوا۔ جس کے موافق ایک عدالت اراضی مقرر ہوئی کہ وہ ملک ان تجویز کیا کرے جو پندرہ برس تک نہ بدلا کرے۔ اور ایک ایکٹ پاس ہوا کہ جان و مال کی محافظت کے لئے قتل و دنگ و فساد کا انسداد اس طرح کیا جائے کہ مشتبہ لوگ بغیر کسی تحقیقات جرم کے مقید ہیں ۱۸۸۱ء میں پارنیل اور سرغنہ مقید ہوئے۔ ۱۸۸۵ء میں ان کو گورنمنٹ نے رہا کر دیا کہ وہ نیک و صالح طریقے اختیار کریں۔ اس سبب سے مسٹر فورسٹر سکرٹری آئرلینڈ نے استعفا دیدیا اس کا قائم مقام ایس ولسن مقرر ہوا۔ اس کو اور اس کے ساتھ انڈر سکرٹری برک کے آئرلینڈ میں کوئین پارک میں ایک گروہ نے قتل کیا۔ پھر ایک اور ایکٹ انسداد جرائم کا نافذ ہوا۔ آئرلینڈ کے ممبران پارلیمنٹ وزارت کے سخت دشمن تھے۔

۱۸۸۴ء میں برائیل اور کون سروٹو کی موافقت سے تیسری دفعہ ریفورم بل پاس ہوا جس کے سبب سے دوسری دفعہ کے ریفورم بل کی نسبت زیادہ لوگوں کو پارلیمنٹ کے لئے ممبروں کے انتخاب کرنے کا اختیار حاصل ہوا۔ ۱۸۸۵ء میں برائیل گورنمنٹ موقوف ہو کر کون سروٹو گورنمنٹ مقرر ہوئی

کولونیوں کا پھیلنا ۱۸۱۷ء سے ۱۸۷۱ء تک

۱۸۱۷ء میں وائٹ لو میں فرانس سے جنگ عظیم ہوئی تھی اس کے بعد انگلینڈ نے ان کولونیوں کی قدر و منزلت کی جو ویسٹ انڈیا آئی لینڈ میں تھیں۔ وہ شکریہ ادا کرتی تھیں۔ اور کیپ گڈ ہوپ کی قدر شناسی کی کہ وہ انگریزوں کا مامن تھا جنگ کے زمانہ میں بڑا کام دیتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ انگریز اپنا ترک وطن کر کے۔ کینڈا اور آسٹریلیا میں بھی جا کر بسے تھے مگر ان کی تعداد زیادہ نہ تھی اور کیپ گڈ ہوپ میں تقریباً ساری آبادی چڑچ کی تھی۔ ویسٹ انڈیا آئی لینڈ کا تنزل اس وقت سے ہو گیا کہ غلامی موقوف ہوئی۔ انگلینڈ کا بازار غیر ملکوں کی شکر کے لئے کھل گیا۔ غلاموں کے کاشت کرنے سے جو شکر کے نظام میں نقصانات ہوتے تھے۔ وہ بھی معلوم ہو گئے۔ برطانیہ اعظم نے جتنے اپنے آدمیوں کی نئی بستیاں آباد کیں۔ ان کی گورنمنٹ کا انتظام مثل برطانیہ اعظم کی

گورنمنٹ کے کیا جس کے سبب سے ان نئی بستیوں نے کبھی اپنے مادی ملک کی رشتہ مندی کو نہیں
 چھوڑا۔ یہ انگریزی نوآبادیاں گرہ زمین کے تین حصوں میں ہیں۔ کینڈا کی قلمرو میں۔ آسٹریلیٹیا میں
 جنوبی افریقہ میں۔

شمالی امریکہ میں کینیڈا کی نوآبادیاں یعنی کولونی ۱۸۴۱ء سے ۱۸۶۷ء تک

ہم نے اول کتاب میں بیان کیا ہے کہ برٹش و فراسیسی آباد ہونے والوں میں جو فسادات تھے ان
 کا خاتمہ ۱۸۴۱ء میں ہو گیا اور دونوں کے صوبوں میں قانونی اتحاد ہو گیا دونوں میں انگلستان کی طرف سے
 ایک گورنر جنرل مقرر ہوتا تھا اور وہیں کے باشندوں کی ایک پارلیمنٹ مقرر ہوتی۔ واضح قانون
 ایک سینیٹ ہوتا جس کے دو ممبر عایا منتخب کرتی اور انٹر تاحیات سینیٹ مقرر کرتا۔ ہر صوبہ کی پار
 جڈا جڈا مقامی معاملات کے انفصال کا اختیار رکھتی بالائی اور نیچی کینیڈا کی جڈا جڈا پارلیمنٹ تھی
 اور ان کے نام ادن نے ریو اور کولٹی بک تھے اور ان میں قلمرو واسکوشیا اور نیو برنروک کا اور اضافہ
 ہو گیا۔ ۱۸۴۱ء کے درمیان اس قلمرو میں برٹش کولمبیا اور پرنس اڈورڈ آئی لینڈ اور شامل ہو گئے
 نیو فونڈ لینڈ جڈا رہا۔ شمال مغرب کی غیر آباد زمین اس سلطنت کے ماتحت تھے۔ بس یونائٹڈ سٹیٹس
 کے شمال میں کل امریکہ اٹلینٹک سے لے کر پے سی فک تک باسٹینٹائے نیو فونڈ لینڈ اور اس کے تابع
 لے براڈور کے ایک گورنمنٹ کے ماتحت تھا۔

آسٹریلیٹیا ۱۸۴۱ء سے ۱۸۶۷ء تک

آسٹریلیٹیا کے کولونیوں کے دو گروہ ہیں ایک آسٹریلیڈا دوسرا نیوزی لینڈ۔ آسٹریلیڈا میں اول
 مجرم جلائے وطن ہو کر آباد ہوتے تھے۔ وہ ۱۸۴۱ء میں بندرجیکسن میں آئے۔ بہت برسوں تک
 اس کولونی کا نام سوٹھ ویلنز رہا جس میں مجرم آباد تھے۔ یہ مجرم اپنی میعاد قید بھگتنے کے بعد آزاد ہو
 جاتے تھے اور ان کی اولاد آزاد سمجھی جاتی تھی۔ انگلینڈ سے کچھ آزاد آدمیوں نے بھی جا کر وہاں
 بسنا شروع کیا۔ ۱۸۴۱ء میں نیو ویلنز کی آبادی بیس ہزار آدمیوں کی تھی۔ جن میں تین چوتھائی مجرم
 تھے۔ یہ تحقیق ہو گیا تھا کہ اس ملک میں اون خوب پیدا ہوتی تھی۔ ۱۸۴۱ء میں اس کی آبادی

پچیس ہزار آدمیوں کی تھی اور ۱۸۲۵ء میں ۲۹۰۰۰ آدمیوں کی ہو گئی۔ اُس وقت سے اس میں کامیابی کی اُمید ہوئی اور اور کولونیاں اس عرصے میں آباد ہوئیں۔ ایک کولونی ویسٹ آسٹریلیا مجرموں سے آباد ہوئی اور ۱۸۳۲ء میں سو تھہ آسٹریلیا میں ایک جڈا گورنمنٹ مقرر ہوئی ۱۸۳۳ء اس کے لئے ایک ایکٹ پارلیمنٹ میں پاس ہوا ۱۸۵۰ء میں نیو سو تھہ ویلز سے وکٹوریہ جڈا کیا گیا جو آباد آزاد آدمیوں کی تھی وہ اس بات سے خفا و ناراض ہوتے تھے کہ انگلینڈ سے مجرموں کی کھپیں کی کھپیں چلی آتی ہیں اُس نے مجرموں کے نہ آنے پر ایسا اصرار کیا کہ ۱۸۵۱ء میں الکا بھیجنا بند ہو گیا پھر اُن کولونیوں میں مجرم بنانے لگے جو کم آباد تھیں۔ جب ان میں سونے کی کانیں نکل آئیں تو پھر وہاں آدمیوں کے ہجوم کے ہجوم آنے شروع ہوئے۔ برطانیہ اعظم سے بہت لوگوں نے سونے کی طمع میں ترک وطن کیا۔ ۱۸۵۹ء میں کوئینس لینڈ ایک جڈا کولونی آباد ہوئی۔ ۱۸۸۸ء میں کل آسٹریلیا کی آبادی ۳۲۸۳۳۰۰ آدمیوں کی ہو گئی ۱۸۸۲ء میں نیوزیلینڈ میں ۱۲۸۹۰۰۰ آدمیوں کی آبادی ہوئی اور وہاں ایک جڈا پارلیمنٹ مقرر ہوئی جس کی دارالاقامت ونگٹن تھی۔

جنوبی افریقہ

۱۸۰۶ء میں کیپ کولونی برٹش گورنمنٹ کے تحت میں آئی ۱۸۲۱ء میں اس کے اندر برطن سے نقل مکان کرنے والوں کی روانگی۔ شمالی مشرقی سرحد پر کافروں میں اُن کو ضرر پہنچاتے تھے یا کافر بڑے بہادر اُن سے لڑنے کو تیار بیٹھے تھے۔ ۱۸۳۲ء سے اس کافروں کے ساتھ وقتاً فوقتاً لڑائیاں جاری رہیں اور کولونی کے مخازن پر ایک ٹیکس لگ گیا تو اُن کی محافظت کے واسطے برٹش جہیں بھی گئیں۔ بہت سے چچ جن کو بونر یعنی کسان کہتے ہیں وہ برٹش گورنمنٹ سے ناراض تھے ۱۸۲۵ء میں انہوں نے یہاں سے نقل مکان کر کے ایک بڑی جڈا سٹیٹ اورنج اور فری سٹیٹ بنائی جس کا آزاد ہونا ۱۸۵۲ء میں تسلیم کیا گیا ۱۸۵۲ء میں اب چچ کی آبادی ٹرنسوال کا آزاد ہونا مانا گیا ۱۸۲۳ء سے نٹال ایک برٹش کولونی تھی ۱۸۵۲ء میں کیمبری میں سیرے کی کانیں نکل آئیں جس کے سبب سے لوگ زیادہ نقل مکان کر کے یہاں آئے ۱۸۶۵ء میں نقل مکان کرنے والوں کی تعداد جنوبی افریقہ میں ۱۷۵۹۰۰۰ ہو گئی انگریزی قلمرو میں ۱۳۳۹۰۰۰ تھی اور باقی اور آدمی بونروں کی قلمرو

میں آن کر آباد ہوئے تھے۔ جنوبی افریقہ کی آبادیوں میں بہ نسبت شمالی امریکہ کی آبادیوں کے اصلی باشندوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ۱۸۷۵ء میں گورون کی آبادی ۳۵۰۰ آدمیوں کی تھی ہر چہ دیسی باشندوں کے پیچھے پانچ گورے تھے۔

معاملات سوڈان

مسٹر ٹکلیڈ سٹن کی عہد وزارت میں معاملات سوڈان

۱۸۸۲ء میں گورنمنٹ انگلینڈ و مسٹر ٹکلیڈ سٹن کا ارادہ ہوا کہ مصر میں انگریزی سپاہ کم کر دی جائے مگر پہلے اس سے کہ یہ ارادہ پورا کیا جائے مصر میں ایک حادثہ برپا ہوا جس نے اس ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا۔ ہمیشہ سے خدیو کے خاندان کی الو العز می یہ چلی آتی تھی کہ وہ خط استوا کی سمت میں اپنی سلطنت کو وسعت دے۔ اس نے اس سمت میں اس دشوار ضلع کے فتح کرنے کا ارادہ کیا جس کو سوڈان کہتے ہیں۔ اور اس کے فتح کرنے کے لئے مصر کو سپاہیوں سے اور خزانوں کو روپیوں سے خالی کیا۔ اور اس کی فتح کے لئے بہانہ یہ بنایا کہ بردہ فروشی کی تجارت کو موقوف کرے۔ اس طرح اس نے گراں بہا فتح کی پولیسی کو مقدس بنایا۔ سوڈان کی قوموں کو مصری اور ٹرکی ستاتے بہت تھے اور خابرا نہ ان سے تحصیل زر کرتے تھے اس لئے نشیبی مصر میں جتنے فساد برپا ہونے تو سوڈان کی قومیں مصریوں یا ترکوں کے خلاف سرکشی کرتیں۔ اب یہ قومیں مہدی خود کے علم کے نیچے جمع ہوئیں۔ مہدی کا نام محمد احمد تھا۔ مئی ۱۸۸۱ء میں جزیرہ ابابا میں بہت مسلمان اس کے مرید ہوئے تھے۔ اس نے اپنا مذہبی رنگ بدل کر جنگی رنگ اختیار کیا اور دعوت اسلام کرنے لگا۔ ملک سوڈان کا بہت حصہ اس نے فتح کر لیا۔ وہ صوبہ کردفان کا مالک تھا۔ جب اکتوبر ۱۸۸۲ء میں خرطوم سے یہ خبر آئی کہ عبدالقادر گورنر جنرل خدیو نے جو سپاہ مہدی کے مقابلے میں بھیجی تھی وہ سب قتل ہو کر فنا ہوئی۔ اب اور فوج بھیجی ضرور ہوئی۔ تو سوڈان کے اس فساد کے فرو کرنے کے لئے مارچ ۱۸۸۳ء میں برٹش گورنمنٹ نے کرنیل کبس کو دس ہزار مصری سپاہ کے ساتھ بھیج دیا وہ ہندوستانی سپاہ کا پنشن یافتہ افسر تھا۔ اس نے افسر کے بھیجنے کا حکم دیدیا۔ مگر اس کی امداد اور ملٹ کے لئے کوئی تدبیر نہیں کی۔ برٹش گورنمنٹ کی یہ پولیسی عاقلانہ نہ تھی کہ اس نے مصر کی قیمت

کی جوابہ ہی اخلاقاً اپنے ذمے لے لی۔ مگر اس کی یعنی کامیابی کے لئے قدم نہیں اٹھائے۔ مہدی نے صوبہ کردفا کے صدر مقام البید کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ۵ نومبر ۱۸۸۳ء کو البید سے تیس میل کے فاصلہ پر مہدی نے ہمس پاشا کی سپاہ پر حملہ کیا۔ اور ہمس پاشا اور اس کی ساری سپاہ کو مار کر بالکل نیست و نابود کر دیا۔ اب سوڈان میں مصریوں کے قبضے میں چند قلعے خرطوم۔ سواکن۔ سنکیں۔ رہ گئے۔ جن کو دشمنوں نے سب طرف سے محصور کر رکھا تھا۔ برٹش گورنمنٹ نے توفیق پاشا خدیو مصر کو سمجھایا کہ وہ سوڈان کے دوبارہ فتح کرنے کا قصد نہ کرے۔ مگر یہ صلح دمی کہ محصور قلعوں میں جو سپاہیں ان کی مدد کر کے سلامت نکال لائے۔ اور بجز حرم کے گناہوں پر اور دریائے نیل پر وادی حلفہ تک اپنا قبضہ رکھے۔ جس کے سبب سے ملک کے پیدوار کے باہر جانے کے رستے بند ہو جائیں اور ملک کے فتنہ و فساد جٹ جائیں۔ اب وزارت انگلینڈ کی جان عذاب میں آئی مگر وہ سوڈان کے دوبارہ فتح کرنے کا قصد کرتی ہے تو ٹوری برا کہتے ہیں۔ کہ وہ پولیسی اختیار کی جاتی ہے جس میں خوں ریزی ہوتی ہے۔ اور مصر کا سرمایہ خدیو کی آلہ نومی کے پورا کرنے میں برباد جاتا ہے۔ اور اگر وہ توفیق پاشا کو یہ سمجھاتی کہ وہ سوڈان میں اپنا اکیلا کام کرے تو اس کو برا کہتے ہیں کہ وہ غلامی اور وحشی پن سے پرہیز اور شائستگی کی فتحیابی کو ترک کرنی ہے۔ مگر اس وقت در کاموں میں مصروف ہوئی

مہدی کی فتوح اور وزارت انگلینڈ کی دشواریاں

۵ فروری ۱۸۸۴ء کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں ملکہ مغلہ نے جو ایجنج دیا اس میں ان باتوں کا ذکر تھا کہ سوڈان میں مہدی کو فتوح غیر متوقعہ حاصل ہوئی ہیں اس سبب سے یہ ارادہ جو تھا کہ قاہرہ کو انگلیز سپاہ بالکل خالی کر دے اور مصر کی سپاہ محافظہ میں کمی کی جائے۔ وہ ملتوی کرنا پڑا۔ جنرل گارڈن اور اون کے ماتحت کرنیل سٹوہٹ کو خرطوم بھیجنے کی تدبیریں ہونے لگیں۔ مصر میں جو برٹش گورنمنٹ نے پولیسی اختیار کی تھی اس کے باب میں کامنس ہوس اور لارڈس ہوس کے ممبروں میں بڑا اختلاف آ رہا تھا ایک رات کہتا تو دوسرا دن۔ مصر سے انگلینڈ کا تعلق ایک خاص طرح کا حیران کرنے والا تھا۔ گورنمنٹ جو پولیسی اس کے باب میں اختیار کرتی وہ اعتراضات کے قابل ہوتی جہاں تک کہ انگلینڈ اور مصر کی اغراض متعلق تھیں ان کے لئے تو یہ نسب و بہتر تھا۔ کہ مصر کی

سرحد وادی حلقہ تک ایسی استوار اور محکم بناتے کہ اس کے اندر کوئی دشمن داخل نہ ہو سکتا۔ پھر سوڈان میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرتے اور قلعوں کے سپاہیوں اور وہاں کے مصری رہنے والوں کو خود مختار کرتے کہ وہ اپنے آپ مہدی سے شرائط صلح کر لیں گو یہ کام بہادری یا اثر افانہ نہ تھا مگر عاقلانہ تھا جس کے سبب سے بے فائدہ اسراف کثیر ہوتا نہ بے بہا جانیں تلف ہوتیں۔ اس باب میں مارک کا قول بڑا معقول تھا کہ وہ یہ تجربہ کیا کرتا تھا کہ میں مشرقی معاملات میں کبھی اپنے سپاہی کی ہڈی پر ضرب بھی نہیں آنے دوں گا۔ مگر سٹرگلیڈ سٹن کے لئے تو اس مقولہ پر عمل کرنا ناممکن تھا ان کے مشیخہ رنوجنگ کے پیاسے تھے۔ غیر ملکوں کے ساتھ صلح یا جنگ کرنے کے معاملات میں ان کی خواہشیں ایسی تھیں جیسی کہ کسی بیمار کی کھانے کی خواہشیں جن کو وہ جس قدر زیادہ کرتا ہے اسی قدر وہ اور زیادہ بیمار ہوتا ہے۔ ذرا نے نے یہ فیصلہ کیا کہ مصر کو سوڈان سے کچھ تعلق نہ رہے مگر اس کے ساتھ انتظام بھی کیا جائے کہ نشیبی مصر میں قلعوں کے محصورین اور اور مصری صحیح سلامت آجائیں۔ اس کام کے لئے جنرل گارڈن کو تجویز کیا وہ گارڈن پاشا بھی مشہور تھے دو دفعہ خدیو کے والسرائے سوڈان میں ۱۸۸۲ء و ۱۸۸۵ء میں رہ چکے تھے انہوں نے بردہ فروشی کی تجارت کا اور نظم کی کے دور کرنے کا خوب بند و بست کیا تھا۔ وہ بڑے جبری بہادر نیک چلن پاک نفس تھے۔ سب کو ان کا تقریر دل سے پسند تھا وہ ۲۳ جنوری ۱۸۸۲ء کو قاہرہ میں آئے خدیو نے ان کو سوڈان کے گورنر جنرل ہونے کا فرماں دیا اور اپنی طرف سے یہاں کا والسرائے خود مختار مقرر کیا۔ بس جرنیل گارڈن کے دو عہدے تھے کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی طرف ایجنٹ فوری افس کے تھے اور خدیو کی طرف سے والسرائے تھے۔ انہوں نے صحرائے سے عبور کیا اور پھرہ چوکی کچھ ساتھ نہیں لیا۔ وہ خرطوم کو چلے جاتے تھے کہ انگلینڈ میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ اس میں مصر کے باب میں مباحثے ہو رہے تھے کہ سوڈان سے یہ خبر ہولناک آئی کہ ۴ فروری ۱۸۸۲ء کو سیکریٹری پاشا جو تین ہزار مصری سپاہ اور تنو وولنیر انگریزی پولس کے اور نو یور وپین افسر لے کر ٹرنکیٹ سے آگے بڑھے تھے اس کو مہدی کے مریدوں نے لو کر پر شکست دے کر سواکن کو بھگا دیا۔ اس حادثہ کے واقع ہونے سے پارلیمنٹ پر طعن و تشنیع ہونے لگے ایک نے کہا کہ یہ ساری خبرائیاں اور مصیبتیں اسلئے پیش آتی ہیں کہ گورنمنٹ مذہب و مقلوں۔ پولیسی اختیار کرتی ہے۔ دوسرے

نے کہا تو البیکر کی جنگ کے بعد مصر کی گورنمنٹ کی ذمہ دار انگلینڈ ہے کہس پاشا اور اس کی سپاہ کے
 قتل ہونے کی جوابدہ انگلینڈ ہے یہ اس کی خطا ہے کہ اس نے اس مہم کو نامنظور کیا اور اس نے کہس
 پاشا کو لڑائی پہ بھیج دیا اور اس کو کوئی صلاح نہیں بتلائی اور خدیو کو نہیں سمجھایا کہ وہ اپنی سپاہ کو اس
 مشکل کام کے لئے قوی اور ہنسائے۔ کسی نے کہا کہ مسٹر گلڈسٹن کی رائے صواب پر تھی کہ مصر کو یہ صلاح
 دی جائے کہ وہ سوڈان کی فتح کا خیال چھوڑ دے اور انگریزی سپاہ اس لئے نہ بھیجی جائے کہ وہ محصور
 قلعوں میں سے مصری سپاہ کو باہر نکال لائے۔ بعض نے کہا کہ اس رائے میں یہ کسر باقی ہے کہ مسٹر
 گلڈسٹن نے یہ نہیں بتلایا کہ سوڈان سے مصر اپنا پیچھا کیونکر چھڑائے۔ اصل بات یہ تھی کہ تل البکر
 کی جنگ کے بعد مصر کا محاذ انگلینڈ تھا جس کے سبب سے اس پر واجب تھا کہ وہ مصر کے باغی
 اضلاع کو خوف زدہ جب تک سکھتا کہ از سر نو اضلاع کی ترتیب و تنظیم ہوتی۔ جب انگلینڈ نے مصر کو یہ
 صلاح دی کہ وہ سوڈان سے دست کشی کرے تو شریف پاشا وزیر مصر نے اس صلاح کو نہ ملا اور جب کہس
 پاشا کی شکست کے بعد انگلینڈ نے اس صلاح پر اصرار کیا اور خدیو نے اس کو ماننا چاہا تو شریف پاشا
 نے استعفا دیدیا اور وزیر پاشا اس کی جگہ مقرر ہوا۔ اس وقت ممبران پارلیمنٹ نے طعن و تشنیع کا دروازہ
 ایسا کھولا کہ شریل نیک ہما جنرل گارڈن کو بھی لے ڈالا۔ اس ممبر نے مشتہر کیا تھا کہ صوبہ کردفان کا سلطان
 مہدی ہے جس میں یہ مصالحت سمجھی تھی کہ محصور قلعوں کی سپاہ صحیح سلامت نکل آئے گی۔ عہد ویمان
 پر مہدی راضی ہو جائیگا۔ اور مصری گورنمنٹ کے پراسے کاغذات جن میں باقیاب محصول لکھے ہوئے
 تھے سب کے رو برو جلادئے تاکہ لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ محصول کے وصول کرنے کے واسطے مصری
 ہم پر کچھ جبر نہیں کریں گے جیل خانوں میں جو قیدی بھرے ہوئے تھے ناحق مدت سے مشقتیں اٹھا رہے تھے
 ان کو رہا کر دیا۔ انہوں نے یہ بھی اشتہار دیدیا کہ جن لوگوں کے گھروں میں غلام ہیں وہ بدستور مالکوں کے
 قبضے میں رہیں گے تاکہ ان سازشوں کا انسداد ہو جو ڈھل مل رعایا کے ساتھ یہ جھل دے رہی ہیں
 کہ اگر تم گورنمنٹ مصر کے مطیع ہو جاؤ گے تو تمہارے خانگی ملازم سب چھن جائیں گے۔ اس وقت کوئی مصری
 حاکم خرطوم کے بند و بست کے واسطے ایسا ملنا ممکن نہ تھا۔ کہ اس پر اعتراضات کم ہوتے اس لئے انہوں
 نے اپنے قیدی دشمن وزیر پاشا کی سفارش کی کہ وہ منظم مقرر ہو وہ ایک دفعہ بردہ فروش تاجروں کا
 پاشا مشہور ہو چکا تھا۔ جنرل گارڈن کی یہ پولیسی سودانیوں کی تالیف قلوب پر مبنی تھی تو رسی فرقہ

نے ناک بھجوں چڑھا کر کہا کہ گارڈن پاگل ہو گیا ہے۔ اس نے اپنی زندگی کے عمدہ ایام غلامی کے موقوف کرانے میں صرف کئے اب اسے غلامی کے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے خلاف تمام رائے کو بڑی سخت کیا اس مشکل کے حل کرنے میں کہ خرطوم میں سے سپاہ اور اور مصری متوطن وہاں کیوں کہ خوفناک حالت سے نکلیں بڑی دقتیں پیش آئیں۔ گارڈن نے جو زیر پاشا کو خرطوم حوالہ کرنے کی درخواست کی اس کو منظور کرنے کی صورت میں گورنمنٹ کو ڈراگئے گئے۔ فرقہ لوری زیر کو ایک درندہ دھنسی سمجھتے تھے جنہیں پکڑ کی شکست کے بعد یہ خبرائی کہ سکٹ میں جو سپاہ محصور تھی وہ قتل کی گئی۔ تو وزیرائے انگلینڈ نے عام رائے کی اطاعت کر کے اس پولیسی کو چھوڑا کہ سوڈان میں انگلینڈ کچھ کام نہ کرے۔ ۱۸۸۴ء فروری ۱۸ کو سوڈان میں میرے جنرل ہووٹ حاکم اعظم مقرر ہوئے۔ ۱۸ فروری کو تھوڑی سی انگریزی سپاہ جنرل گریم کے ماتحت مشکلی میں وہاں اتری اس وقت طوکر کو بھی دشمنوں نے فتح کر لیا تھا۔ مگر گریم ٹرنکی ٹٹ سے کچھ آگے بڑھا قصبہ میں عثمان دغذ کو بڑا شکست دی۔ عثمان دغذ نے غمانی کی طرف مراجعت کی ۱۳ مارچ کو گریم نے اس پر حملہ کیا اول دہلی میں عربوں کے تیز حملہ سے میدان جنگ میں انگریزی سپاہ کے پاؤں اکھڑے مگر پھر وہ ایسی لڑی عربوں کو شکست دے کر بھاگ دیا اور عثمان دغذ کا کیمپ بالکل برباد کر دیا۔ ۱۷ مارچ کو جنرل گارڈن نے بھی خرطوم سے باہر نکل کر دشمنوں پر حملہ کیا مگر وہ ناکام رہا اور ان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف سپاہ ہی نہیں بلکہ شہر کے اہل قلم بھی بغاوت کی بھڑکا چھتا بن رہے ہیں۔ انہوں نے گورنمنٹ سے بالتجا یہ درخواست کی کہ وہ دودستہ سوانہوں کے برابر میں سمجھدے کہ ان دو ہزار آدمیوں کی جو بھاگ کر گئے ہیں امداد کرنے میں کوشش کریں مگر اس درخواست سے ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ گورنمنٹ نے اس درخواست کے برخلاف سواکن سے جنرل گریم کو اور اس کی سپاہ کو بلالیا جس سے عربوں کو یقین ہو گیا کہ گارڈن کو اس کے ہوطنوں نے بالکل چھوڑ دیا۔ جنرل گارڈن نے جو مہدی پاس صلح کے پیغام بھیجے ان سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ماہ مئی ۱۸۸۴ء میں جنرل گارڈن نے حسب ضابطہ خرطوم چھوڑنے کے برخلاف اپنی رائے کو متبر کیا۔ عوام نے اس پر پھر گورنمنٹ پر طعن تشنیع کی تو گورنمنٹ نے اس کو یوں رفع کیا کہ گارڈن معرض خطر میں نہیں ہے۔ اور اگر ہوگا تو فوراً اس کے لئے کمک بھیجی جائیگی۔ مصر کی مالی حالت ایسی خراب تھی۔ کہ مسٹر کلیڈسٹن نے یہ چاہا کہ اس کے قرض کے بوجھ کو شمسکی قرضہ اہوں کے صرف سے ہلکا کرے۔ اس مطلب کے لئے دول یورپ کی کونفرنس کی ضرورت ہوئی۔ انگلینڈ کی اس تدبیر کو فرانس نے پسند نہیں کیا۔ باوجود ان دشواریوں

کے ۳۴ جون ۱۸۸۲ء کو گورنمنٹ نے یہ اعلان دیا کہ انگلینڈ اور فرانس میں یہ انتظام طے ہے کہ فرانس حسب ضابطہ دو ٹولی سے دست کشی کرے جو دراصل ۱۸۸۲ء کو خدیو کی دیری سے پہلے ہی غلط ہو چکی تھی۔ اور یہ عہد کرے کہ وہ مصر میں اپنی سپاہ جب تک نہیں بھیجا۔ کہ اُس سے انگلینڈ سپاہ طلب نہیں کر لیا۔ اور انگلینڈ وعدہ کر لیا۔ کہ اگر دول یورپ یہ سمجھیں کہ مصر سے انگریزی سپاہ کے چلے جانے سے کوئی خرابی اور بد نظمی نہیں ہوگی تو وہ پہلی جنوری ۱۸۸۸ء کو مصر کو اپنی سپاہ سے خالی کر دیگی اور یکم جنوری سے مصر کی کوئی طرفداری نہیں ہوگی۔ اور ہر سوئیز پر انٹرنیشنل انتظام ہوگا۔ ان انتظامات کا ہونا کو فرانس کے فیصلوں پر موقوف تھا۔ مسٹر کلیڈسٹن نے یہ کہا کہ کو فرانس جب ان انتظامات کو منظور کرے گی تو اُس کے بعد پارلیمنٹ میں منظور ہو سکے پیش ہونگے۔ اور اس کی منظوری کے بعد برٹش گورنمنٹ اُن کی پابند ہوگی۔ کو فرانس اس سبب سے بے نفاست ہوئی کہ انگلینڈ اور فرانس کی اغراض میں موافقت کا پیداکرنا ناممکن تھا۔ اگر اگست کو کامنس ہوئیں میں مسٹر کلیڈسٹن نے کہا کہ انگلستان کو اپنے کاموں میں دوبارہ آزادی حاصل ہوگی۔ اس آزادی سے گورنمنٹ میں تیزی جتنی دھچال لگی پیا ہوگی اب اس نے لارڈ نورفولک کو مصر بھیجا کہ وہ مصر کے حالات کو دیکھ کر رپورٹ بھیجے۔ اور پارلیمنٹ سے یہ اجازت حاصل ہوگی کہ جنرل گارڈن کی اعانت میں بشرط ضرورت ۳۰۰۰۰ پونڈ قرض لے کر خرچ کئے جائیں۔ اس وقت بلجو دیکہ خرطوم نہا بے پناہ تھا اور یہی کہی سپاہ اُس کو گھیرے ہوئے تھی۔ لارڈ ہارنگٹن اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا کہ مصر پر عربوں کے حملہ کرنے کا اندیشہ ہے۔ اور نیز جنرل گارڈن کی اعانت کمک کا کوئی خاص وعدہ نہیں کیا موعلامت مصر پر پارلیمنٹ بحث کرتے کرتے تھک گئی اب وہ اور کاموں کی طرف مائل ہوئی۔

مصر کی مالی حالت کی ابتری

۱۸۸۵ء میں مصر میں ایک جھگڑا اٹھ اٹھا کہ مصر کس طرح سے مالی خرابیوں سے بچایا جائے دول یورپ کی ایک مجلس نے یہ فیصلہ کیا جس کو سلطان روم نے بھی پسند کیا کہ سب قوموں کی ضمانت پر ۵۰۰۰۰۰ پونڈ مصر کے لئے قرض لیا جائے اور مصر کو یہ وہ پہلے پیشگی دیا جائے کہ وہ اپنے تیس دوالہ نکلنے سے بچائے۔ اس مجلس نے قانونی تصفیہ حساب کو ملحوظ کر دیا۔ اور

مصریوں کے مکتوبات کے سود سے پانچ فیصدی کم کر دیا۔ اور برٹش گورنمنٹ کے چوہنر سوینز کے تمسکات کا سود تھا۔ اس میں سے دس فیصدی گھٹا دیا۔ یہ انتظام دو برس کے لئے کیا گیا اگر ۱۸۸۶ء میں بھی مصر والہ نکالنے کی حالت میں رہی تو سب قومیں باہم مل کر اس کی تحقیقت کریں گلیڈسٹن کی گورنمنٹ کو بہ سبب مخالفت فرانس و روس جرمن کے مصر کے لئے اپنی جوابدہیوں کو متحدہ نہ کرنا پڑا کہ بحر احمر میں کوئی جنگ نہ کرے سو ان اور بربر کی ریل بنانی موقوف کرے اور ڈنگلا کو چھوڑ دے اور مصریوں کی سرحد وادی حلفہ کو مقرر کرے۔

پارلیمنٹ انگلینڈ کی تشویشات

۱۸۸۶ء میں پارلیمنٹ تو ان تشویشات کی کش مکش میں تھی کہ خرطوم کو مہدی نے فتح کر لیا۔ لارڈ ولزلی کا لشکر جو آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ الٹا ہٹا۔ لشکروں کو شکستیں اور پیریشانیاں ہوئیں جنرل گارڈن قتل ہوئے۔ اس کے ساتھ یہ افواہ اُڑی کہ مصر پر عرب حملہ کرنے والے ہیں۔ گورنمنٹ نے مہدی کے نیست نابود کرنے کا قصد کیا۔ عثمان دغندہ سے لڑنے کا ارادہ کیا ورنہ انگلینڈ پر لوگ معترض تھے اور کہتے تھے کہ اس کا یہ فرض ہے کہ سوڈان کا وہ حصہ فتح کرے جو مصر کی امن و تحفظ کے لئے ضرور ہے۔ مصر کی جوابدہی اس کے ذمے ہے۔ مسٹر گلیڈسٹن نے کسی قطعی ارادہ کا اظہار نہیں کیا لبرال پارٹی میں دو رائے تھیں بعض کی رائے یہ تھی کہ مصر سے بالکل دست کشی کی جائی بعض کی رائے یہ تھی کہ خدیو کے نام سے مصر کے کل معاملات کا انتظام کیا جائے

جنرل گارڈن وزیر پاشا

۱۸۸۵ء میں ملکہ معظمہ کو جیسا کہ لارڈ ولزلی کی ناکامی نے جو ان کو خرطوم کی لگ میں ہوئی مشوش کیا۔ ایسا کسی اور واقعہ نے نہیں کیا۔ سوڈان میں جنرل گارڈن کی سفارت کی داستان کچھ ہم نے اوپر لکھی ہے۔ ۱۸ جنوری ۱۸۸۵ء کو کے بی نٹ نے جنرل کو ہدایت کی کہ وہ خرطوم کی طرف آگے بڑھے تاکہ محصور قلعہ مصیبت سے خلاصی پائیں۔ جنرل کہتا ہے کہ یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ مجھے خرطوم جانے کا حکم دیا گیا۔ اس حکم دینے میں بڑے ایچ بیج تھے۔ اصل یہ بات تھی کچھ

سے پوچھا گیا کہ تم وہاں جاؤ گے اور کوشش کرو گے؟ میرا جواب یہ تھا کہ میں خوشی سے جاؤں گا۔ سچی بات یہ ہے کہ جنرل گارڈن کے نزدیک اس امر میں بڑا شبہ تھا کہ وہاں بھیجنے پر خیر و عافیت کے ساتھ سوڈان میں سے ہمیں ہزار مصری سپاہ اور اور مصری باہر نکل آئیں گے۔ اور سوڈان اُن سے خالی ہو جائیگا اُن کا یہ خیال تھا کہ قلعہ کے محصورین کے لئے عافیت کے ساتھ راہ یوں نکل آئیگی۔ کہ سوڈانی قیدی خانہ آئوں کو حکومت حوالہ کی جائے جب وہ فروری میں ابو حامد میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ملک میں ایسا فتنہ و فساد برپا نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے اُس وقت خیال کیا تھا۔ کہ اس امر پر بے بی نہٹ میں مباحثہ ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی رائے یہ ظاہر کی کہ فلو کے افسروں کا خفیف مداخلت سوڈان پر ایک خاص وقت تک رکھا جائے۔ اس لئے کہ بربر میں پہنچنے سے اور استواری ہوئی انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ کی صورت نہایت ہی کم غیر متجانس نہ بنائے جائے اور مصری نظم و نسق کی جگہ سوڈانی امر کا انتظام نہ قائم کیا جائے تو اُن کی سفارت سے ایسا کام نہیں بن سکتا کہ جس سے انگلینڈ کو اعزاز حاصل ہو۔ وہ سوڈان میں مصریوں کے نظم و نسق اوٹھانے کے لئے بھیجے گئے تھے اس سبب سے انہوں نے یہ اپنی رائے ظاہر کی کہ زبیر پاشا سوڈان کا حکم خاص شرائط کے ساتھ مقرر ہو۔ زبیر پاشا کے پسند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ مہدی کی طرح غلاموں کا خونی تاجر نہ تھا اس پر آسانی سے انگلینڈ کا دباؤ پڑ سکتا تھا۔ وہ اعلیٰ درجہ کے خاندان عیسا سکا کا رکن تھا جس کے سبب سے وہ باسانی سوڈان میں حکومت کر سکتا تھا۔ سر بیرنگ اور زبیر پاشا نے ولا رڈون نے گارڈن کی رائے سے اتفاق کیا اور گلیڈسٹن اور لارڈ کیمبرلے بھی اگرچہ زبیر پاشا پر نظر مہربانی نہیں رکھتے تھے اس لئے کہ کوئیند کیا مگر کے بی نہٹ میں لارڈ ہارنگٹن کی مخالفت کے سبب سے زبیر پاشا سوڈان میں نہ بھیجا گیا۔ کے بی نہٹ کے اس فیصلہ کو زبیر اپنی تہذیب سمجھا۔ اس لئے کہ اس نے باغیابہ خط و کتابت مہدی سے ساز باز کی شروع کی جس کا حاصل معلوم ہو گیا اس لئے کہ ہر مارچ ۱۸۸۸ء کو وہ جبرالٹر کو جلا وطن کیا گیا۔ جب گورنمنٹ نے سوڈان میں زبیر پاشا کے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ تو پھر گارڈن کی مدارات کرنے کا طریقہ گورنمنٹ نے ایسا اختیار کیا کہ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہ چاہتی ہے۔ کہ وہ (گارڈن) اپنے منہ میں لگام دیکے ایسے طیش میں آئے کہ خرطوم کو بغیر کسی خاص احکام کے چھوڑ دے۔ اگر وہ ایسا کرتا تو وزیر اکامیابی کے ساتھ یہ دلیل کرتے کہ

اس نے اپنے مقام کو بغیر کسی حکم کے چھوڑ دیا۔ اب ہمارے ذمہ گارڈن کے لئے کوئی جوابدہی نہیں ہے۔ بس یہ چال بازیاں گارڈن اور گلیڈسٹن کے کے بی نٹ کے درمیان تیزی کے ساتھ ہو رہی تھیں۔ پہلا خرطوم میں تھا۔ اور دوسرا لنڈن میں اور کے بی نٹ کی تائید مصر کی گورنمنٹ اور اس کے صلاح کار ایجیرٹن اور بیرنگ قاہرہ میں کر رہے تھے۔ مگر اُن سے ہر بات میں گارڈن بازی لے گیا۔ اس نے پانچ مئی ۱۸۸۸ء میں ایجیرٹن اور بیرنگ کو جو قاہرہ میں تھے لکھا کہ وہ جلد فیصلہ کریں۔ اب گھنٹے کے گلاس میں سے ریت جلد نکلنے کو ہے۔ اس نے گورنمنٹ کو مشکلات سے بچنے کی ایک تدبیر بتائی جس میں ملک کے بچنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے اب تک خرطوم کے آدمیوں سے مہدی کے برخلاف ایسے کاموں کا ارتکاب نہیں کرایا کہ مہدی کے ساتھ شرائط صلح کرنے میں اُن کو زیادہ خوف ہوتا اور اس لئے اپنے مسلح دھانی جہازوں کو بھی مہدی کے ہاتھوں سے بچائے رکھا تھا۔ اس لئے اس نے گورنمنٹ سے کہا کہ اگر وہ بربر کو قبضے میں رکھے اور زبیر کے باب میں اس کے کہنے کو ملے تو اس کو گارڈن کو خرطوم میں رکھنا سزاوار ہے اگر یہ نہ ہو تو اس نے گورنمنٹ کو متنبہ کیا کہ پھر خرطوم کا قبضہ میں رکھنا بے فائدہ ہے۔ اس لئے اس نے لکھا مجھ سے یہ ہونا ممکن ہے کہ میں اور محصور قلعوں کی مدد کروں۔ میں صرف یہیں اپنی تمام سپاہ اور اہل کاروں کی قربانی کروں گا۔ دوسری صورت میں مجھے یہ حکم بھیجنا بہتر ہو گا کہ میں خرطوم کو خالی کر دوں جب یہ حکم میرے پاس پہنچ جائیگا تو یہ پیش کروں گا کہ اپنے بہادر لفٹیننٹ کرنیل سٹورٹ اور دو اُن آدمیوں کو جو مصر میں بھاگ جانا چاہتے ہیں کرنیل کے نیچے بربر بچوں میں خود اور میرے حبشی اور جرعی سپاہی جو میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں خرطوم سے جنگی میگزین ساتھ لے کر مسلح دھانی جہازوں میں بیٹھ کر جنوب کی جانب نیل النبیض میں بھاگ جائیں۔ اس صورت میں وہ ذمہ وار ہے کہ بھڑالہ کے خطہ کو اور خطہ استوا کے اضلاع کو غلاموں کی تجارت سے بچائے رکھے اور خرطوم میں مہدی کو اس طرح بند کر دوں گا کہ حبشیوں کی ایک سٹیٹ اُس کے عقب میں قائم کر دوں گا۔ اس نے گورنمنٹ کو متنبہ کر دیا۔ اگر گورنمنٹ کو اس بڑی تدبیر پر عمل کرنا منظور ہو تو خرطوم کے چھوڑ دینے کا حکم فوراً اس پاس بھیجنا چاہئے۔ اس لئے کہ تھوڑے دنوں میں بربر کے جانے کا راستہ بالکل سد ہو جائیگا۔ یہ حکم اس پاس کبھی نہیں آیا۔ اس کے افسروں نے حکم بھیجا تو یہ کہ خرطوم پر تاحکم ثانی

قبضہ رکھو اگر وہ ہدایات جو اس نے گورنمنٹ سے مانگی تھیں اس پاس گورنمنٹ بھیجے تو دیر لے
 نیل کی مہم نہ ہوتی اور بہت سی خرابیاں جن میں ایک خرطوم کا دشمنوں کے ہاتھ میں آنا۔ اور اس
 میں قتل عام کا ہونا تھا ہرگز ظہور میں نہ آئیں۔ خرطوم میں آہستگی کے ساتھ جو ملک پہنچنے کی تجویز
 ہوئی تھی اس کا اوپر کچھ بیان ہوا ہے۔ ۱۶ دسمبر کو لارڈ ولزلی اس کیمپ میں بھیجا جو کورٹی مین
 بریگیڈ پر جنرل سر ہربرٹ سٹورٹ نے قائم کیا تھا۔ جنرل گارڈن نے اس پاس خبر بھیجی تھی کہ
 چار دھانی جہاز مع اپنی توپوں کے مہم کی منتظر کر رہے ہیں اور خرطوم چالیس دن اس
 خط کی تاریخ تحریر ۱۶ نومبر سے قبضہ میں رہ سکتا ہے۔ ۲۰ دسمبر کو سٹورٹ مع اپنی اونٹوں کی قطار
 کے صحرا کو طے کر کے جاہار لگ ول پہنچا۔ ۳۰ دسمبر کو گارڈن کا پیغام آیا کہ خرطوم اب تک
 میرے قبضہ میں ہے۔ مگر وہ بالکل ہو رہا ہے۔ اور دلدل میں پھنسا ہوا ہے اول جنوری
 کو اول کشتیاں کوٹری مین پہنچیں۔ ۳ کو جنرل اسل اپنے لشکر سے ملنے چلا جو دریائے اوپر بربر کو
 جاتا تھا۔ ۵ کو کجبری بریگیڈ پہنچا۔ اور سر ہربرٹ سٹورٹ نے لگ ول سے مراجعت کی اور
 ۸ کو صحرا باندہ سے عبور کیا۔ اس رنگ برنگ کی سپاہ میں اونیس سو سپاہی تھے اور ایک
 سو بیس افسران کے ساتھ تھے۔ جب مہدی نے سنا کہ ۲ جنوری کو گھری پر دشمنوں نے
 قبضہ کر لیا ہے۔ تو اس نے یہ قصد کیا کہ سٹورٹ کے لشکر کو اس صحرائی سفر کی انتہا پہنچا کر
 کرے۔ لارڈ ولزلی کی کچ روٹ سپرگری کے سبب مہدی کو تیرہ دن کی مہلت مل گئی جس
 میں اس نے اپنے سپاہیوں کو ابوالکلبہ میں جمع کر لیا۔ اور یہاں سے مہم کی راہ کو بند کر دیا۔ یہ
 مقام کوٹری سے ۱۷۰ میل تھا۔ مگر بربر سے ۹۰ میل اور خرطوم سے ۹۸ میل۔ یہاں مہدی
 حسب قدر سپاہ کو جمع کر سکا جمع کی ۱۶ جنوری سے پہلے سٹورٹ صاحب ابوالکلبہ میں اپنے
 لشکر کو دشمن کے لشکر کی مٹ بھڑ میں نہ لاسکا۔ رات کو انگریزی سپاہ کو گھریوں کے نشانہ انداز
 نے حیران کیا۔ دوسرے دن سٹورٹ صاحب بڑی ترکیب سے ایک مشکل مقام میں داخل
 ہوا۔ اور سپاہ کو مرتج کی شکل بنا کے اس مقام سے باہر سفر کیا۔ اور دشمن سے ٹرا۔ دشمنوں
 کے جھنڈوں سے دو سو گز پر لڑائی بھڑائی ہو رہی تھی۔ مرتج سپاہ نے اسلئے قیام کیا کہ عقب
 کے سپاہی اس کے ساتھ پیوستہ ہو جائیں۔ ہر شخص یہ دیکھ کر ہچک رہ گیا۔ کہ جس وقت

روڈرک دھوکہ دیکر جنگ آرا جنگل سے نکلے اُسی وقت گھاٹیوں میں سے عرب کو دیکھ کر نکلے جہاں وہ کمین میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سٹورٹ صاحب لڑائی بھڑائی کرتا ہوا جلد پیچھے بھاگا۔ عرب نے اس پر حملہ بڑی تیزی و تندی سے کیا۔ اور جب وہ انسی گز کے فاصلہ پر روکے گئے تو وہ دفعۃً انگریزی برلج سپاہ کی داہیں طرف حملہ آور ہوئے اور اس کے ایک کونے کو توڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے لئے سپاہ میں سخت درہمی برپا ہوئی اگر اونٹوں کی اوٹ پناہ نہ دیتی تو عربوں نے سٹورٹ کے لشکر کو بالکل ایسا ہی نیست و نابود کیا ہوتا جیسا کہ البعید میں ہمس پاشا کے لشکر کو۔ مگر پھر انگریزی لشکر نے دشمن کو بہت جانوں کا نقصان پہنچا کر رفع کیا اس طرح آج کا دن خیر سے گزرا اس لڑائی میں کرنیل فریڈ برنے کی جان گئی۔ برلج سپاہ ان وجوہ سے شکستہ ہوا گارڈنر کی توپ کا دھانہ دب گیا اور وہ دس گولہ چھوڑ کر بیکار ہو گیا۔ جنرل سٹورٹ نے سواروں اور ملاحوں پر احمقانہ اعتماد کیا کہ وہ برلج کے اوس کونے کی حفاظت کریں گے جو دشمن کی زمین تھا۔ بعض رفلوں کے کارطوس دب کر ایسے ہو گئے کہ سپاہیوں کو ان پر اعتبار نہیں رہا۔

سٹورٹ کی سپاہ میں اونٹ اس قدر کثرت سے مارے گئے کہ اول اس کا ارادہ یہ ہو کہ البکلہ میں ٹھیکر کر لگ کا انتظار کرے مگر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ آگے بڑھے۔ اور زخمیوں کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے (البکلہ البطلح) کے کنوؤں پر قبضہ کر لیا۔ اب یہ تحقیق ہوا کہ دس ہزار عرب جن کو شکست ہوئی تھی وہ مقداد الحیش اس لشکر عظیم کے تھے جو متممہ کے قریب ان کے جمع ہوئے۔ کاغذات پکڑ گئے جن میں ایک خط امیر بربر کی طرف سے مہدی کے نام تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ گنگ دل پر سٹورٹ کے قبضہ کرنے سے البکلہ میں عربوں کا بڑا اجتماع ہو گیا ہے۔ اس مہم میں جبرئیل کی غلطی سے بڑا نقصان ہوا۔ اگر سٹورٹ سپہ صحرائے بیودا کو عبور کرتا اور گنگ دل میں اپنا وقت نہ ضائع کرتا تو متممہ کا راستہ اس کے لئے مسدود نہ ہوتا۔ البکلہ میں مہدی کی سپاہ کے جمع ہونے سے اس کو ایسی مزاحمت پیش آئی کہ خرطوم کے پچانے میں التوا ہوا۔

۱۸ جنوری کو سٹورٹ نے سرعت کے ساتھ نیل کی طرف اس امید سے سفر کیا کہ متممہ سے اوپر نیل سے تین میل پہنچ جائے۔ اندھیرے میں اس کی سپاہ بے ترتیب غمختہ چلی شب میں کھانا نہ ملنے سے اور جاگنے سے اس میں چلنے کی طاقت بالکل نہ رہی تھی۔ سپاہ کو

نے بچہ صبح کے متحہ دکھائی دیا۔ سپاہی گھوڑے اوٹھ مشکل سے چل سکتے تھے۔ شہر پر حملہ کرنے سے پہلے
 یہ مناسب معلوم ہوا کہ کھانا کھایا جائے۔ لیکن عربوں نے سٹورٹ کے ضربیہ کو گھیر لیا۔ ضربیہ اُس
 فوجی کیمپ کے کہتے ہیں جس کی محافظت چاروں طرف سے جھار جھنکار لگانے سے کی جائے۔ اور
 اُس پر آگ ہر سانی شروع کی جس کے سبب سے بہت سپاہی مقتول ہوئے۔ سوادس بچے سٹورٹ
 کے خود گولی لگی۔ سر چارلس ولسن جو جزیرہ سانی کے سرشتہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ وہ میدان جنگ کے
 افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ اس نے ضربیہ کو مستحکم کیا اور فوراً اپنے لشکر کو نیل پر لے گیا۔ اگر یہ نہ کرتا تو
 سارا لشکر سپاس کے مارے مرجاتا۔ راہ میں ایک ایک بچہ پر لڑنا پڑا۔ ابو کرد میں اس کی سپاہ پر
 عربوں نے حملہ کیا۔ اول اس کی سپاہ نے بے فائدہ گولیاں ماریں اور گولے چلائے مگر پھر اس نے
 لنگل میں حکم دیا کہ گولیاں وگولے مارنے موقوف کئے جائیں۔ پانچ منٹ تک توقف کیا جس میں
 سپاہ نے دم لیا۔ اُس وقت مرج سپاہ سے تین سو گز کے فاصلے پر دشمن تھا کہ اُس پر گولیوں پر
 گولیاں پڑنی شروع ہوئیں۔ اور ایسی سیچ بچا کر گولیاں چلائیں کہ عرب کے نیزہ بردار بھاگ
 گئے۔ گولیوں کی وہ بھر مار ہوئی۔ کہ دشمن کو ولسن کے لشکر سے پچاس گز کے فاصلے پر نہیں آئے دیا
 لڑائیوں میں صرف یہی لڑائی ایک ایسی مثال ہے کہ انگریزی لشکر کو فتح کامل بغیر اس کے حاصل
 ہوئی کہ عربوں سے تلواروں یا نیزوں سے لڑائی ہوئی ہو۔ اب مرج سپاہ دریا پر گئی اور یہیں شب
 باش ہوئی۔ دوسرے دن بیسویں کو وہ ضربیہ میں باقی اپنے زخمیوں کے پاس لے گئے۔ پھر وہ غریبوں
 کو کیمپ میں دریا نیل کے اوپر لے گئے۔ جہاں گارڈن کے بعض دُخانی جہاز اُن کا انتظار کر رہے
 تھے۔ ولسن کی سپاہ غمزہ حالت میں تھی۔ پہلے اس سے کہ سپاہ کی اعلیٰ افسری ولسن نے
 اختیار کی۔ سپاہ پیدل اور ناخوش دل ہی دل میں ہو رہی تھی۔ سپاہ کو سخت جفا کشی کرنی
 پڑتی تھی تھوڑی خوراک ملنے پر بھی وہ چاک روز تک لڑتی رہی۔ سونا بہت تھوڑا ملتا تھا اس
 کا دسواں حصہ مجروح و مقتول ہو گیا تھا۔ اس کا جرنیل لڑنے کے قابل نہ رہا تھا۔ زخمیوں کا
 بڑا دم جھلا ان کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اپنی اقلیت گماہ سے آمد و رفت کا سہ بندہ تھا۔ ایک غنم کہ
 قلعہ اپنی آنکھیں دکھا رہا تھا۔ اور یہ تحقیق ہو گیا تھا کہ برابر اور خطر طوم سے دو سپاہیں اس کے پاس
 آ رہی ہیں یہ بات کچھ عجیب کی نہیں ہے کہ سپاہی ترش رو ہو کر بیڑا رہے تھے کہ ہم کو جہاں ہیں

پھنسا دیا ہے۔ ولسن کے احکام یہ تھے کہ دریا پر پہنچ کر میں تھوڑی سی سپاہ ساتھ لے کر خرطوم کو روانہ ہوں گا۔ لارڈ ولزلی یہ خیال کرتے تھے کہ وہاں سرخ کرتیاں دیکھتے ہی مہدی قلعہ پر سے اپنے محاصرہ کو اٹھا لیگا۔ لارڈ ولزلی نے ولسن کو حکم دیا کہ وہ پنٹل بیش سپاہیوں کو ساتھ لے کر خرطوم میں جائے اور گارڈن سے جو ہر روز ملک کا اُمیدوار رہتا ہے یہ کہہ کر چلائے کہ وہ ملج تک کامل ملک کے پہنچنے کی توقع کرے۔ ولسن نے وہ ارادہ کیا جو خیر خواہ کا نڈر کو کرنا چاہئے کہ جب تک اس کی سپاہ اپنی مورچہ بند ہی اچھی طرح نہ کر لے۔ اور جاسوسی کر کے سپاہیوں کا خوف نہ کم کر دیا جائے کہ بربر سے اس پر حملہ نہ ہوگا۔ اپنی سپاہ کو وہ چھوڑے ان کاموں میں ولسن ۲۴ جنوری تک مصروف رہا۔ ۲۸ جنوری ۱۸۵۷ء کو جب وہ دریائے نیل پر خرطوم سے ڈیڑھ میل پر پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ ۲۶ جنوری کو شہر کو دشمنوں نے فتح کر لیا اور لوگوں نے دغا بازی کر کے مہدی کی سپاہ کے لئے بوری دروازہ کھول دیا۔ اس میں سے مہدی کی سپاہ نے داخل ہو کر شہر کی گلیوں میں خون بہا دیا۔ جزل گارڈن نے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا تو ان کو جب وہ اپنے محل سے آئے بگرو کے بعض آدمیوں نے مار ڈالا جب ولسن قلعہ کے گرد دشمنوں کے مقامات کو دیکھ رہا تھا تو اس کے دو دُخانی جہازوں پر دشمنوں نے گولوں کا بہند برسایا کہ وہ واپس چلا آئے۔ ملاحوں نے ایسی دغا بازی کی کہ دُخانی جہاز تباہی میں آئے۔ ولسن کو لارڈ چارلس بریس فورڈ نے ایک مسلح جہاز لے جا کر بچا یا وہ اپنے گروہ سمیت غبات میں آیا۔ کسی کی جان نہیں تلف ہوئی۔ ولسن نے اپنی سپاہ کو صحیح سلامت پایا۔ مگر وہ غمزدہ اس لئے تھے کہ ہیڈ کوارٹر سے کچھ خبر اس پاس نہیں آئی تھی۔ اس نے لارڈ ولزلی کو خرطوم کی خبر بھیجی کہ دشمنوں نے اسے فتح کر لیا ہے۔ وہ فوراً غبات میں ملک بھیجے۔ جزل گارڈن اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے محصور لشکر کو بغیر ملک کے ۳۱ دن تک مہدی کے ہاتھ سے بچایا اس کے بڑے بڑے گروہ حملہ آور ہوئے۔ مگر سب کو انہوں نے پرے ہٹایا۔ انہوں نے اس کام میں بڑی بہادری دیری شجاعت شرافت رحم دلی اور بے انتہا کسر نفسی و خیر خواہی دکھائی سب کی جانوں کی محافظت کے سوائے اپنی جان کے بڑا خیال رکھا۔ ان کا صبر و استقلال دیا مُردی یا دگار روزگار رہے گی۔ انہوں نے

اپنی بہادر مغزی اور رائے صائب سے جو مشکلات اس مدتِ دراز کے محاصرہ میں پیش آئیں تنہا اُن کا مقابلہ کیا۔ اُن کے مرنے نے انگلستان کے بے شمار مردوں و عورتوں کو رُلا لایا۔ بلکہ معظم نے جو اُن کی بہن کو دردناک تعزیت نامہ لکھا ہے وہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

دریائے جو سپاہ تھی اُس نے جنرل ارل کو ہدایت سے کرن کال میں ایک چھوٹی سی فتح پائی جس میں۔ اس بہادر کی جان گئی۔ دفعۃً لارڈ ولزلی نے حکم دیا کہ چیتنگ، موسم سرما میں بہن سے انتقام لینے کے لئے لڑائی کی جائے سپاہ کے دو کولم کورٹی میں آجائیں اور ڈنگولا پر قبضہ لکھیں۔ اس اثنائے میں جنرل گریہم نو ہزار سپاہ ہندوستانی اور آسٹریلیا کو ساتھ لیکر عثمان دغذ کو سواکن سے نکال دے۔ اور بندہ رے سے بربرنگ ریل بنائی جائے گریہم نے عربوں کو کئی جگہ جنگ میں شکست دی۔ ایک دفعہ عربوں نے بھی اُس کو شکست دی۔ روسیوں نے ایک جھگڑا ایسا اٹھایا کہ معقولِ عذر انگلستان کے لئے نکل آیا کہ وہ سوڈان کے بوجھ سے ہلکا ہو گیا۔ لارڈ ولزلی نے ڈنگولا کو خالی کر دیا اور وادی حلفہ کی لین میں آگیا اور سواکن کی ریل کو بنانے کا منصوبہ چھوڑ دیا۔ جب لارڈ سیلسبری کی گورنمنٹ قائم ہوئی تو اُس نے انخلا کی پولیسی کو پسند کیا۔ مہمدی مر گیا۔ اور اس علولا کے عباسیوں کے ساتھ جنگ میں عثمان دغذ ہمنقول ہوا جنہوں نے کسلا کے محاصرہ کے دفع کرنے میں کوشش کی۔ تھوڑے دنوں تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصری سرحدوں کے فسادات دور ہو گئے۔ سال کے آخر میں عربوں نے اسویا پر جنرل سیفین سن سے شکست پائی۔

مہمِ ڈنگولا

۱۸۹۶ء میں جب پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو اس میں پھر مصر کے معاملہ پر بحث ہوئی۔ عددِ دو میں پہلی مارچ ۱۸۹۶ء کو اہل اٹلی کو درویشوں نے شکست دی اور اہل اٹلی پر بمقام کسلا۔ چڑھ کر آئے۔ اہل یورپ کے سپاہیوں پر شمالی افریقہ میں۔ فرقہ مہمدویہ کے ہاتھوں سے جو بہت دفعہ آفات اور مصائب آئے۔ تو اُن فتحیابیوں سے اس کا حوصلہ بڑھا اور بہت وجہات اُن کی تازہ ہوئی کہ اب آگے اور قدم بڑھائے۔ مگر مہذب سپاہیوں نے آخر اُن کو دکھا دیا کہ ہماری

سائیکل طاقت کے سامنے تمہاری گاؤں زوری نہیں چل سکتی۔ مارچ کے آخر ہفتہ میں دفعۃً یہ خبر ہوئی کہ ۱۸۸۵ء کی لشکر کشی کے بعد ڈنگول جو مہدیوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا تھا اس پر مصر سپاہ کا حملہ آوری کا قصد ہے۔ مصر میں مصریوں کی سپاہ کو برٹش افسروں نے قواعد سکھائی تھی۔ سرائیوی لین وڈ اور سرفرنیز گرین فیل اور سر ہربرٹ کچنر یہ تین بہادر جوان مرد تھے جو ایک دوسرے کے بعد سپاہ کے سردار یعنی سپہ سالار مقرر ہوئے سر کچنر کی یہ خوش نصیبی تھی کہ ان کو نیل کے اوپر کا ملک فتح کرنے کا کام سپرد ہوا تھا۔ انگلینڈ اور ہند سے خاص خدمات کیلئے افسران پاس بھیجے گئے تھے۔ جنوی سفورڈ شٹر کی رجمنٹ تے قاہرہ سے وادی حلقہ کی طرف حرکت کی اور میگنم بیٹری توپخانہ سرحد پر بھیجا گیا جہاں سپاہ اس لئے جمع ہوئی تھی کہ آگے بڑھے اور ان میں سوڈانی اور مصری رگولر سپاہ بھی شامل تھی اس نئی سپاہ کی آزمائش اس حملہ میں کی گئی جو خرطوم کی شکست کے بعد نیل کے اوپر کیا گیا تھا و امتحان میں بڑی پوری کامیابی برائے نام تو یہ مہم مصریوں کے گورنمنٹ کی طرف سے کی گئی تھی۔ اور اصل میں لندن سے آگے بڑھنے کے لئے احکام آئے تھے۔ اگرچہ کو منس ہوٹس پر فروغ مخالف اس مہم پر متعزز تھا۔ مگر کثرت رائے اس کے کرنے کی طرف تھی۔ جب گورنمنٹ نے ایک برگیدہ ہندوستانیوں کی سپاہ کا سواکن کو بھیجا کہ وہ محصورین کو رہائی دلائے تو پھر گورنمنٹ پر اعتراض ہوا مگر عرض کو شکست ہوئی اور جب فرانس اور روسیوں نے انکار کیا کہ مصریوں کی امانت کی جمع اس مہم میں بھیج دی جائے۔ تو برٹش گورنمنٹ کو پچاس لاکھ پونڈ کی ضرورت ہوئی تو اس پر بھی پارلیمنٹ کے ووٹ ہو گئے۔ فتحیابی سے سارے اعتراضات دور ہو گئے۔ سواکن کے گرد قوموں کو براہِ انگیختہ کرنے میں عثمان دغندنا کام رہا اور میدان جنگ میں اس کو کرنیل لوٹن نے شکست دی۔ درویشوں نے جو اکاشا پر پیش قدمی میں کوشش کی ان کو مجبرین درویشوں نے سنوری سے مصری سواروں سے پرے ہٹا دیا۔ سوڈان میں لڑائی کے لئے یہ موسم نہایت خراب تھا۔ گرمی بڑی شدت سے پڑتی تھی۔ دریائے نیل اتر ہوا تھا۔ مگر ان سب جھٹول کی آسان کرنے والی ریلوے تھی۔ جو اس صحرا میں بنائی گئی تھی۔ جس کے سبب سے اکاشا میں باسانی رسد خوب پہنچتی تھی۔ سر ایچ کچنر نے یہاں نو ہزار سپاہ جمع کی اور راجون کو

درولیشوں کی سپاہ کو فرکیٹ میں شکست دی اور چوکیوں گھنٹے کے اندر سواروں اور
شترسواروں نے سور والک ملک کو دشمنوں سے خالی کرالیا۔ کوشہ تک ریل بنلے نہیں
ایک عرصہ تھا۔ تو گن بوٹوں کا چھوٹا بیڑا بشاروں سے اوپر چڑھایا گیا آگے بڑھنا اس سبب
سے ملتوی ہوا کہ طوفان باران ایسا آیا کہ اس نے ریلوے کی میلوں تک اڑادی اور پھضہ بھی
شدت سے پھیلا۔ اگست کے اخیر میں سپاہ بھی اور چھوٹا بیڑا بھی آگے بڑھا۔ درولیشوں نے حلفہ
میں دریا کے کنارے پر توپخانے اور مورچے جما کر بندہ قوں سے گن بوٹوں کے بیڑے کو روکنا
چاہا مگر ایک لڑائی کے بعد بیڑا آگے نکل گیا۔ تو پھر اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ ڈنگولہ سے ٹخن
بھاگ گئے۔ اور کسی لڑائی کی جو کھوں نہیں اٹھائی۔ فرقہ مہدویہ کے بہت آدمیوں نے اپنے
تئیں حوالہ کر دیا صحرا سے میوہ کے شمالی سرے تک ملک بالکل دشمنوں سے خالی ہو گیا اور کوئٹہ
کے قریب مربرادی میں چھاؤنی پر گئی ڈنگولہ کا فتح ہونا ایک بڑا کام تھا۔ جو آئینہ بہت بکار آمد
ہو آخر طوم میں جانے کے لئے اول مرحلے ہو گیا۔ اس ہنگامہ آرائی سے درولیش جو ہمیشہ وادی
حلفہ کی ٹوٹ کھسوٹ کیا کرتے تھے وہ بند ہو گئی وادی نیل کا ساڑھے چار سو میل علاقہ مصر کے
تحت میں آ گیا۔ فرکیٹ کی جنگ کے بعد سر کچیز نے وادی حلفہ سے ابو حامد تک ریل بنوادی
جس سے فتح سوڈان کے لئے ایک شاہراہ کھل گئی۔ ابو حامد اور بربر پر قبضہ کر لیا۔ کسی نے اس
کا مقابلہ نہیں کیا۔

جنگ اتبارا

اکتوبر ۱۸۹۶ء میں گن بوٹ کے بیڑے نے متحمہ پر گولہ زنی کی جس کا اندر سے ایسا جواب دیا گیا
کہ سر کچیز نے مصر سے ملک طلب کی جو اس رد سمبر کو پہنچی خبر رسائی کی بد انتظامی سے پہلے
بہت نقصان ہو چکے تھے۔ اس لئے یہاں اس کے انتظام میں اہتمام خوب کیا گیا۔ خبر آئی کہ
درولیشوں کی ایک بڑی فوج نے دریائے اتبارا کو عبور کیا ہے اور خلیلہ میں پہنچ گئی ہے سر پٹ
کچیز کی سپاہ نے اس الہود سے میں دیائے اتبارا سے دسل میں کے فاصلے پر چھ ڈیرے ڈالے
پھر رات کو فوج نے کوچ کر کے صبح کو سردار محمود کے مورچوں پر حملہ کیا۔ اور درولیشوں کو مصری اور
انگریزی فوجوں نے شکست دی۔ یہ لڑائی اگرچہ خلیلہ میں ہوئی تھی۔ مگر یہ مقام دیائے اتبارا

گریٹ - بیکر - سٹین لی - کیمبرون - برازا - جنگر - شون - ورتھ - ویولب
 سینکڑوں محققین نے اپنی جانیں کھوئیں تھیں۔ اب اُن میں شائستگی اور تہذیب
 مانی ہو گئی ہے۔ جن مقاموں میں پہلے محققین کی جانیں گئی تھیں اور وہاں سفر
 کرنے میں جان جانے کا خوف تھا۔ وہاں اب سپاہ کی چھاونیاں راہوں کی حفاظت
 کے لئے قائم ہو گئی ہیں۔ اور تجارت آسانی سے ہوتی ہے۔ اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے
 مشرق کی طرف سے اٹلی - انگلینڈ - جرمنی - مغرب کی طرف سے کونگوسٹیت فرانس اور
 انگلینڈ روز اپنے اُتروں کا دائرہ فراخ کرتے جاتے ہیں اور مرکز افریقہ میں یہ سب اپنے ہاتھ
 ملا رہے ہیں۔ وحشی قومیں حیوان سے زیادہ بہ نسبت انسان کے قربت رکھتی تھیں وہ اب
 اپنی نئی ضرورتوں کو جاننے لگی ہیں۔ اور یہ سمجھنے لگی ہیں کہ ہم سے بھی زیادہ بزرگ عقل
 قومیں ہیں۔ اور زمانے حال کی تہذیب سے ایسی مہذب ہوئی ہیں کہ اُن پر غیر واجبی ملکوں
 میں سے بھی کوئی فقیاب نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کی آزاد سلطنتیں جو شمال میں کچھ ہیں وہ مجبوراً کسی
 بڑی ترقی یافتہ مہذب سلطنت سے صلح و آشتی اختیار کریں گی کہ انکی سلطنت کو موافق بقا رکھے۔

سوڈان کی حالت حال اور ماضی

وہ سوڈان جو مصریوں کے قبضہ میں تھا۔ وسط افریقہ میں واقع ہے۔ جس پر اب خلیفہ عبداللہ
 حکمران ہے اور وہی فرقہ مہمدویہ کا مطلق العنان سردار ہے۔ کوئی یورپین جو اس سرزمین
 کی حدود میں عبور کرنے کی جرأت کرتا جو تہذیب و شائستگی سے بالکل منقطع تھا تو وہ کیا مارا
 جاتا یا عمر بھر قید رہتا وہ جنوب میں دریائے نیل پر زنجف تک اور مشرق سے مغرب تک
 کسالا سے عزنا تک پھیلتی ہے۔ لیکن صرف دنل ہی برس ہوئے ہیں کہ ملک کی حالتیں
 ایسی مصیبت ناک ہوئیں ہیں۔ ورنہ نثر برس پہلے جب سے محمد علی کے زمانے میں اس
 پر مصریوں کا تسلط ہوا تھا۔ اس میں شائستگی و تہذیب کی راہ کھلی ہوئی تھی بڑے بڑے
 شہروں میں مصری و یورپین سوداگر موجود تھے۔ ساری قوموں کے سیاح و مسافر بڑے
 و خطر اس میں سفر کر سکتے تھے۔ اُن کی پوری محافظت اور اعانت کی جاتی تھی۔

ٹیلیگراف لگے ہوئے تھے۔ باقاعدہ ڈاک جاری تھی۔ جن کے ذریعے سے دور دور کے ملکوں میں آمد و رفت آسانی سے ہو سکتی تھی۔ مسلمانوں کی مسجدیں عیسائیوں کے گرجا اور مشن اسکول دکھائی دیتے تھے اُن میں لڑکوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم ہوتی تھی۔ اس سرزمین میں مختلف قومیں آباد تھیں جن میں سے اکثر ایک دوسرے کے دشمن تھیں مگر گورنمنٹ کی طاقت اُن میں مصالحت رکھتی تھی۔

فرقہ مہدی کی ترقی و تنزل

مگر اس میں شک نہیں کہ ان قوموں میں تارضا مندی رہتی تھی۔ اور مصری گورنمنٹ کی عہد داروں کی بد چلنی کے سبب سے یہاں تک نوبت آئی کہ ملک نے سرکشی کی جس کے سبب سے محمد فقیہ مہدی کو اس ملک میں تسلط حاصل ہوا۔ اس نے قوموں کو جو آپس میں عداوت رکھتی تھیں یہ سمجھایا کہ خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ ملک کو غیروں کی حکومت سے آزاد کراؤں۔ اور مذہب از سر نو زندہ کروں غرض اس سبب سے سوڈان میں وہ خرابیاں برپا ہوئیں جن کے سبب سے وہ واقعات واقع ہوئے جو اوپر بیان ہوئے سرکشی بغیر مذہبی دیوانگی کی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اُس کی مثالیں پہلے زمانے متوسط میں موجود ہیں۔ اس وجہ سے سرکشی کا پتہ جس میں مذہبی دیوانگی کی چربی ڈالی گئی خوب روشن ہوا۔ مہدی اور اُس کے خلیفہ کا بڑا عروج ہوا۔

اس زمانے میں سوڈان میں ایرانی تہذیب کے پُرزے اُٹھ گئے اور وہ حکومت قائم ہوئی جس میں انصاف و اخلاق کی جگہ ظلم و بد اخلاقی قائم ہوئی۔ وہ ملک نصف صدی سے زیادہ شائستہ و مہذب رہا تھا اب وہ بالکل وحشی و جاہل ہو گیا۔

اب اس ملک میں نئی سلطنت آئی جس نے دھڑے اس تہذیب و شائستگی کی جو اب اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اُس نے مہدی کی ساری قوت کو خاک میں ملا دیا جو بے نصیب آبادی پر اپنی سلاخوں سے سلطنت کرتی تھی رعایا پر وہ جو بد ظلم توڑتی تھی کہ وہ ہر گورنمنٹ کی اطاعت کرنے پر راضی تھی جو اُن کو امن و عافیت میں رکھے مہدی اور اُس

کی خلیفوں کے ظلموں کی داستان دراز ہے۔ مگر مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ چھپتر فیصدی آبادی لڑائیوں قحطوں اور بیماریوں سے تلف ہو گئی۔ اور جو زندہ رہی اس کی حالت بھی غلاموں سے بدتر تھی۔ بزدل فروشی کا تازیانہ ان کے سر پر لگا تھا۔ اور یہاں حبشی و عیسائی و شامی و مصری وغیرہ جو بہتے تھے ان کو بہت سی دہشتیں سنائی تھیں۔

مہدی اس ملک پر سلطنت کرتا تھا جس پر مصری حکومت کرتے تھے مگر مصریوں کے عہد میں جو اضلاع مرفحہ احوال تھے اور خوب آباد تھے اب وہ جنگل بن گئے تھے جن میں لوگوں میں مغربی عرب چلتے پھرتے تھے وہ بھاگ گئے۔ ان کی جگہ وحشی حیوانات آباد ہو گئے نسل کے کینارے وہ صحرا اور دقویں آباد ہو گئیں جنہوں نے اصلی باشندوں کو نکال دیا یا غلام بنالیا کہ وہ ان کی خدمت کریں۔ ان میں کوئی مقابلہ کرنے کی قوت باقی نہیں رکھی وہ اپنے مطلق العنان حاکموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہ خیال کرتا حاکم ہے کہ کوئی ملک بغاوت اندرونی سے درست ہو سکتا ہے۔ اس کی مدد کے لئے کوئی ہاتھ باہر سے آنا چاہئے۔ سو ان کے لئے انگریزی کی مدد باہر سے ایسی آئی کہ انہوں نے مہدی و اس کے خلیفہ کی سلطنت کا نام و نشان باقی نہ رکھا۔ سوڈان جس میں پہلے ایک مہذب سلطنت تھی اب وہ اس وحشیانہ سلطنت کا مطیع تھا جو یورپین اور عثمانی خاندان کی سلطنت کا دشمن جان تھا۔ اس نے سب طرف سے لوگوں کی آمد و رفت کا رستہ بند کر رکھا تھا کیا یہ حال تھا اب یہ حال ہے۔ کہ دریائے نیل میں جہاں تک جہاز رانی ہو سکتی ہے تمام مہذب قوموں کے جہازوں کی آمد و رفت جاری ہے۔ نہروں سے آبپاشی ہو رہی ہے۔ زراعت کی تجارت کی تعلیم کی ترقی ہو رہی ہے۔ روز بروز سب قسم اسودہ حالی پھیل رہی ہے۔ فقط

جنگ سوال

بوئر کی قومیں

بوئر کی قوموں میں وہ بڑے (ہولینڈ کے رہنے والے) ہیں جنہوں نے اہل سپین سے اس حالت میں کہ وہ اپنی قوت صولت سطوت شوکت میں معراج پر تھی بچاؤ برسر تک جنگ بیکار کا بازار گرم رکھا۔ مگر کبھی مغلوب نہیں ہوئے۔ پھر ان میں فرانس کے بیوگنوآن بے جنہوں نے اپنے مذہب پروٹیسٹنٹ کی آزادی کے لئے گھربار وطن دولت سب کچھ چھوڑا مگر جنگ عمار کو گوارا نہیں کیا۔ ان دونوں بڑے و فراسیسی قوموں کی باہم اختلاط و آمیزش سے ایسی اکھڑ دیر نہیں پیدا ہوئیں کہ جب سے دنیا میں وہ نسلیں ہوئی ہیں کبھی کسی سے مغلوب نہیں ہوئیں پھر ان دہشت دلانے والی قوموں کو سات نسلوں تک وحشی قوموں اور درندے جانوروں سے بڑنا پڑا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ کوئی ضعیف زندہ نہ رہے۔ پھر انہوں نے گھوڑوں پر چڑھنے اور ہتیار چلانے کی ایسی مشق کی کہ شکار کرنے میں نشانہ لگانے میں شہسواروں میں مشاق ہو کر طاق ہو گئے۔ تقدیری اور جب قومی کے تعصب کا مذہب از روئے عہد حقیق اختیار کیا۔ بس بوئر وہ ہے جس کی ذات میں یہ لازمی صفات ہوں اس کے برابر برٹش کشور کشاں کی راہ کا کاٹنے والا کوئی دشمن نہیں پیدا ہوا۔ انگلستان کی جنگ و رزم کی تاریخ میں زیادہ مختصر فرانس کے ساتھ لڑائیوں کا ہے۔ لیکن نیپلین اور اس کے آزمودہ کار سپاہیوں نے بھی انگریزوں کی کبھی ایسی سخت و بدامرات نہیں کی۔ جیسی کہ بوئروں نے اپنے قدیمی مذہب اور جدید فلوں سے کی جنوبی افریقہ کے نقشہ کو دیکھو تو تم کو معلوم ہوگا کہ جیسے تاشپاتی کے اندر گھلی ہوئی ہے۔ ایسے ہی انگریزی قلمرو کے مرکز میں بوئروں کی دوری پبلک (سلطنت جمہوری) بڑی زبردست سلطنتیں تھوڑے آدمیوں کی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ لوگ وہاں کیونکر آئے؟ افریقہ میں کیونکر آئے؟ نے اپنی ایسی جڑیں محکم جمائی؟۔ یہ حال اگے بیان کیا جاتا ہے بوئر کو کوئی جان ہی نہیں سکتا۔ جب تک اس کے ماضی زمانہ کا حال جانے زمانہ ماضی ہی تو اس کو ہوا رنگا رنگ ۱۵۲ میں کسب گدھوپ میں اول دفعہ بڑے سکونت اختیار کی۔ یہاں پہلے سے بے گنیز

یاد تھے۔ مگر یہاں کا موسم اُن کی طبیعت کے ایسا خلاف تھا۔ کہ اُن کو یہاں اُس نے نہیں
 بسنے دیا۔ تو وہ زیادہ تر مشرقی کنارے پر جا کر آباد ہوئے۔ مگر جیسی کہ یہاں کی آب و ہوا انگلیزوں
 کے لئے مضر تھی ایسی ہی ڈچ کو مفید تھی۔ وہ یہاں خوب پھولے پھلے موٹے تازے ہوئے
 سردی۔ افلاس۔ طوفانات ان لیاقتوں کی دایرہ میں جو کشور کشائی کے لئے چاہتے ہیں۔
 سرد بنجر زمینوں کے باشندے زرخیز گرم ملک کے بچوں پر غالب و فتحیاب ہوتے ہی ہیں بس
 ڈچ نے یہاں کی آب و ہوا میں خوب نشوونما پایا۔ اُن کی تعداد کم تھی اس لئے وہ ملک کے
 اندر دور دور نہیں پھیلے پاس پاس رہے کہ ضرورت وقت سب آسانی سے یکجا جمع ہو
 جائیں۔ انہوں نے اپنے گھر بنائے پردے بسا لئے ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی خوردنوش کا اسباب
 مہیا کرنے لگی۔ اپنی آبادیوں کو طویل طویل اور مرتفع خطہ کی ڈھلوانوں پر بڑھانے لگی جو
 پندرہ سو میل کا روڈ کے کنارے سے وادی زیم بسی تک پھیلتا ہے۔ پھر اُن میں ہو گئے
 تارک الوطن ہو کر آباد ہوئے۔ جن کے خون میں فرانس کی شرافت اور شجاعت بھری ہوئی
 تھی۔ انہوں نے ڈچ میں اپنا بیج بویا۔ اور اسی طرح فرانس سے تارک الوطن آتے رہے۔ اس
 کو لوئی کی سو برس کی تاریخ صرف یہی ہے کہ یہ آبادیاں شمال کی طرف بتدریج بڑھتی گئیں۔ یوپی
 کے پالنے سے شغل انہوں نے اختیار کیا۔ مگر یہ ملک ایسا تھا کہ چھایکڑ زمین ایک بیڑ کی چر
 کے لئے درکار تھی۔ چھوٹی سی گلے کے لئے بڑے فارم کی ضرورت ہوتی تھی۔ فارم کی اکثر وسعت
 چھ ہزار ایکڑ کی ہوتی تھی۔ جس کا حصول پانچ پونڈ گورنمنٹ کو دینا پڑتا تھا۔ سفید آدمیوں
 کے چھپے چھپے افریقہ میں جو بیماریاں گئیں وہ دسیوں کے لئے مہلک تھیں۔ چھپک کی وبا
 نے ملک کو خالی کر دیا۔ کہ نئے آدمی آنکر وہاں بسیں۔ شمال کی طرف وہ آگے آگے بڑھتے گئے
 اور یہاں وہاں چھوٹے چھوٹے قصبے آباد کرتے گئے۔ اور یہ بتلاتے گئے کہ بیماری سیرت یہ ہے کہ
 تسلط میں آزاد اور یورپ سے بے تعلق ہوں۔ ڈچ کمپنی کی حکومت ایسی نرم تھی کہ اُس نے
 اُن کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ اُس وقت یورپ میں وہ جنگ کی ہنگامہ آریاں ہو رہی تھیں
 کہ یہ چھوٹی سی بغاوت نفاذ خانہ میں طوطی کی آواز تھی۔ کوئی اُس پر متوجہ نہ ہوا مگر ۱۸۱۲ء
 میں کینپ کو لوئی کا اضافہ برٹش قلمرو میں ہوا۔ کچھ حصہ اس کا توفیق سے حاصل کیا کچھ حصہ

اس کا خریدا۔ ۱۸۱۳ء میں انگریزی سپاہ یہاں آئی اور یہاں کی سپاہ کو شکست دے کر کیپ ٹاؤن پر قبضہ کیا۔ ۱۸۱۳ء میں کچھ حصہ ایک رقم کثیر ساٹھ لاکھ پونڈ کو خریدا۔ اس وقت ملکوں میں جدید ہمو رہی تھی اس میں یہ سودا جلدی اور بے احتیاطی سے کیا گیا۔ وہ ہندوستان کی آمدورفت کی شاہراہ میں ایک ٹھکانے کی جگہ تھی۔ اس نظر سے تو یہ سودا نفع کا تھا مگر ملک بجائے خود جنگل اور بے منفعت تھا۔ اس بیچ میں سود و زیاں دونوں تھے۔ کاغذ قہموں سے بڑی خرچ کرانے والی اور نچا دکھانے والی لڑائیاں بڑنی پڑیں۔ جن میں مخالف لڑنے والے وہ تھے جن کا احترام ہنگام جنگ انگریز کرتے تھے۔ یہ تو نقصان تھے۔ مگر اُس کے ساتھ فائدہ بھی یہ تھے کہ دنیا میں سب سے بڑی معدنیات الماس اور سونے کی کانیں نہایت زرخیز قبضہ میں آئیں۔ آخر میں انگریزوں کو اُمید تھی کہ جنوبی افریقہ میں امن امان و مرقد الحامی ہو اور سب آدمیوں کے حقوق و فرائض برابر ہونگے۔ آئندہ زمانہ میں اس ملک میں انگریزوں کے لئے بھلائی ہوگی مگر زمانے گزشتہ پر حساب کیا جائے تو پنجپوری یہ کہنا پڑیگا کہ انگریز زیادہ قوی زیادہ دولت مند زیادہ محترم دنیا کی نگاہ میں ہو گئے۔ اگرچہ ان کا قبضہ اس من جہازوں کی توپوں کی زد سے آگے نہیں بڑھا۔ یعنی جتنا زیادہ مشکل کام کیا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ معزز ہوتا ہے۔ انگریزوں کی اولاد دیکھی گئی کہ ابتدائے سفر سے آخر تک جو خرابیاں اور پریشانیاں اٹھانی پڑی ہیں اور جو فحشیاں اور کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور خون بہانا اور خزانہ خرچ کرنا پڑا ہے۔ ان سب کا ملا کر میلان اس طرف ہوا ہے کہ کوئی مقصد اعظم مستقل ملے جو جس وقت کیپ کو لوئی انگریزوں کے علم کے نیچے آئی ہے۔ تو اسٹیشن فوج۔ فینچ۔ جبرمن تیس ہزار کے قریب آباد تھے۔ اسی قد ران کے پاس غلام تھے۔ ۱۸۲۰ء میں پانچ ہزار انگریزوں نے مرگ کر کے مشرقی سرحدوں پر اپنی کو لوئی آباد کی اور اس وقت سے آہستہ آہستہ بالاستقلال انگریزی زبان بولنے والوں کی آبادی بڑھنی شروع ہوئی۔ برٹش حکومت تاریخی عیب و صواب رکھتی ہے۔ وہ نرم رحم دل صاف سمجھی تھی۔ مگر متلون الاحوال تھی۔ وہ بحیثیت مجموعی اچھی ہوتی اگر وہ اس پر قناعت کرتی کہ چیزیں جیسی تھیں ویسی ہی رہنے دیتی اُن نسلوں کی خصایل کا بدلہ اپنی خصالتوں پر نسخ و مستقل جمے ہوئے ہوں ایک ایسی خوفناک دلیری تھی جس سے

بڑی طول طویل پیچیدگیاں پیدا ہوئیں اور جنوبی افریقہ کی تاریخ دردناک ہو گئی۔ ہمیشہ انگریزی شاہی گورنمنٹ دیسی باشندوں کے حقوق کا اور اُس کے اُس دعوے کا جو وہ اُس دعوے قانون رکھتا ہے موزانہ و مجانبہ خیال رکھتی ہے۔ انگریزی انصاف اندھا نہیں ہے مگر رنگ کا اندھا ہے۔ (رنگ کا اندھا اُس شخص کو کہتے ہیں جس کو کوئی خلص رنگ نہ دکھائی دیتا ہو) اس سبب سے وہ یہ سمجھتا ہے کہ کالی قوم ذلیل ہوتی ہے اور اُن کو آدھا وحشی اور آدھا بچوں کی سی سمجھ رکھنے والا جان کر گورے آقاؤں اور کالے نوکروں کے درمیان تعلقات قائم کئے جاتے ہیں جس کے سبب سے بہت سی مصائب پیش آتی ہیں ہمیشہ جنوبی افریقہ میں برٹش گورنمنٹ دیسی ملازموں کی معاونت اور دھمتی کا کام کرتی جس کو عالم پر دیسی ناپسند کرتے۔ اس سبب یہاں پرانے پر دیسی آباد ہونے والوں اور نئے مضمون میں پر غاش شروع ہوئی۔ ایک خون ریز بلوہ ہوا۔ جس میں ایک ڈچ اس سبب سے گرفتار ہوا کہ اُس نے اپنے غلام سے برا سلوک کیا تھا۔ بلوہ فرو ہوا اور پانچ آدمیوں کو جو اس میں شریک تھے۔ بھانسی دی گئی۔ یہ سزا بڑی سخت و بے جا تھی بہاول قوم میدان جنگ کے کشتوں کو بھول جاتی ہے۔ مگر بھانسی کی قربانیوں کو نہیں بھولتی اس کا انتقام لئے بغیر اُس کو چین نہیں آتا۔ چنانچہ ایک موقع پر ڈچ نے اس کا انتقام انگریزوں سے لیا۔

ٹچ اور انگریزوں میں افتراق زیادہ ہوتا گیا۔ قانونی محکموں میں جو دھما افسر ٹچ کی جگہ انگلش افسر مقرر ہونے سے خفیہ سازشیں بد شعوری کے ساتھ لوکل گورنمنٹ میں ہونے لگیں۔ کافر قوموں کے ساتھ برٹش گورنمنٹ نے نرم عہد و پیمان کر لئے اُن قوموں نے ۱۸۳۳ء میں بوٹروں کی سرحدوں پر بڑا ننگہ فساد مچایا تھا اسی سال میں برٹش گورنمنٹ نے یہ ارادہ مضمم کیا کہ کل اپنی قلمرو میں سے غلاموں کو آزاد کرے۔ بس اس نے دہلی ہوئی چنگاریوں کو شعلہ زن کر دیا۔

یہ ماننا چاہئے کہ اس موقع پر جس حق کام کو وہ کرنا چاہتے تھے۔ اُس کے لئے روپیہ بھی جمع کرنے کو تیار تھے۔ یہ ایک قومی کار خیر شریفانہ و نیک اخلاقی کا تھا مگر قبل از

وقت تھا۔ ہر گز گورنمنٹ وہ برائی دُور کرتی تھی جو کوئی خاص تعلق انگلینڈ سے نہیں رکھتی تھی اُس کی پارلیمنٹ نے بینٹ لاکھ پونڈ اس لئے دئے کہ غلاموں کے مالکوں کو غلاموں کی قیمت میں وہ دئے جائیں اور غلام آزاد کرائے جائیں بہت سے اہل خانہ بڑ بڑاتے جاتے تھے۔ مگر جیسوں سے اس لئے روپیہ نکال کر دیئے جاتے تھے کہ اس امر کو خیر سمجھتے تھے۔ اگر کسی کا رخیر پر جس کا حاصل دُنیا میں سوائے تکلیف کے کچھ اور نہ ہو کوئی فضل الہی ہوتا ہے۔ تو ہم کو اُمید ہو سکتی ہے کہ غلاموں کے آزاد کرانے پر ہوگا۔ ہم نے اپنا روپیہ خرچ کیا۔ اور انڈین کو لونیر کو کھویا۔ اور جنوبی افریقہ میں اپنے ساتھ عداوت کو پیدا کیا جس کا انجام ہم سنبھ دیکھا۔ مگر اعلیٰ درجے کی اخلاق کی جو بات ہوتی ہے وہ نہایت دانشمندی کی بھی ہوتی ہے۔ اس تدبیر کی تفصیل بہ نسبت اس اصول کے کم وقت رکھتی تھی۔ وہ ایسی دفعہ کی گئی کہ لوگوں کو مہلت نہیں ملی کہ وہ اپنی نئی حالتوں کے لئے اپنے تئیں درست کر لیتے۔ جنوبی افریقہ میں بیس لاکھ پونڈ بحساب نئی غلام سائٹھ ستر روپیہ قیمت لگا کے دینے تجویز ہوئے۔ مگر غلام کی یہ قیمت نرج بازار سے کم تھی۔ اور یہ قیمت لندن میں ملتی تھی جس کے سبب سے اس میں اور بھی کمی ہو جاتی تھی۔ اس سبب سے مجلسیں منعقد ہونے لگیں جس میں لوگ بڑے غصے میں بھرے ہوئے تھے۔ ڈچ کے پرانے جوش اٹھے۔ سرکشی کرنی تو بے سود تھی ان کے شمال میں زمین غیر مزروعہ ویران بہت وسیع پڑی تھی۔ صحرا اور دوقوموں کے لئے وہ مناسب حال تھی۔ اوس میں وہ بیلوں کے چھکڑوں میں جو اُن کے مسکن۔ قلعے۔ سواریاں تھیں سنبھیل کر وہاں جانے شروع ہوئے چھکڑوں کے اندر عورتیں ٹھیتی اور باہر اُن کے ساتھ مرد اپنی بڑی لمبی نال کی بندوقیں لے کر چلتے۔ اس سفر میں اُن کے بھیڑ بکری مولشی ساتھ چلتے۔ لڑکے اُن کو ہکاتے چھکڑوں کے پیچھے ایک دس برس کا لڑکا سانٹا ہاتھ میں لئے ہوئے باتیں کرتا ہوا جاتا تھا۔ جس کا نام پال سٹیفنس کر و کر تھا جس کا ذکر آگے بہت کچھ پڑھو گے۔

شمال میں ملک کا حال

دریائے اورینج تک معلوم تھا۔ وہاں یہ مسافر آباد ہوئے اُس کے پار ایک بڑا خطہ تھا۔ جس میں کوئی مسافر سوائے شکاریوں کے کبھی گیا نہ تھا۔ ایک زولونے اس سرزمین کو فتح کیا تھا۔ اس میں دیسی بونے کر پونڈ نظر باشندوں سے زراعت کراتے اور کسی اور سے زراعت

نہیں کراتے۔ وہاں ان مسافروں کے لئے اچھی چراگاہیں اور سیر حاصل اراضی تھیں۔ انہوں نے تھوڑے تھوڑے گروہوں میں تقسیم ہو کر سفر کیا۔ ان سب مسافروں کا مجموعہ اُن کے نورخوں نے بیان کے موافق چھ ہزار سے دس ہزار تک تھا۔ بلوم فونٹین کے مشرق میں ایک بلند چوٹی پر اُن کا زیادہ تر حصہ آباد ہوا۔ جس کا بعد ازاں اورنج فری سٹیٹ نام ہوا۔ ان نقل کرنے والوں کے ایک گروہ کو زولو کی ایک خوفناک قوم سے ٹے بیلا سے مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جو لوگ زندہ رہے انہوں نے زولو پر لڑائی کا اشتہار دیا۔ اور اس جنگ میں انہوں نے اپنے بڑے سپاہیانہ ہنر دکھائے۔ ایک سو پچیس بوئروں نے بارہ ہزار زولونیزہ برداروں کو شکست دیدی۔ بوئروں نے اپنی شہسواری اور رفل بازی سے اپنے دشمنوں کے تھامی آدمیوں کو مار ڈالا اور خود اُن کا اتنا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ دشمنوں کے نیزے باز اُن کے پاس آنے نہ پاتے تھے کہ یہ اُن کو گولیوں سے اڑا دیتے تھے۔ بوئر گھوڑوں کو ڈاکر زولوؤں پر گولیاں مار کے پھلے اس سے لٹے چلے جاتے کہ دشمنوں کے نیزے باز اُن تک پہنچے۔ جب زولو اُن کے پیچھے پڑتے تو یہ بھاگ جاتے جب تعاقب کرنے والے ٹھیک جاتے تو یہ پھر گھوڑے اڑا کے اُن پر گولیاں چلا کے لٹے چلے آتے۔ اس فتح سے دریائے اورنج اور لم پوٹ تک بوئروں کے لئے ملک خالی ہو گیا۔ یہی وہ ہی ملک ہے جس میں ٹرنسوال اور اورنج فری سٹیٹ میں اس عرصے میں ایک اور گرد و نقل مکان کرنے والوں مثال میں نازل ہوا۔ اور زولو کے ایک بڑے سردار ڈنگان کو شکست دی اس لڑائی میں بوئر بھی تھے۔ اُن کی عورتیں بندہ ویتیں بھرتیں اور وہ دشمنوں پر گولیاں چلائے۔ چھ برگر مارے گئے اور زولو تین ہزار

بوئروں نے اب اس سفر عظیم کے انتہا میں بہت سی دُور دراز فاصلوں کے طے کرنے کی اور غافل اور وحشی دشمنوں کے مقابلہ کرنے کی تکلیفیں اٹھا کر اُسی چیز کو پھر دیکھا۔ جس سے اُن کو نفرت قلبی تھی۔ یعنی علم انگریزی جس سے بچنے کے لئے وہ اتنی دُور بھاگتے تھے۔ مثال کے اندر بوئر آباد تھے۔ مگر انگریزوں نے بھی کام پہلے سے سمندر کی راہ سے کیا تھا اور بندر مثال میں لیسے تھے جس کو اب دربان کہتے تھے۔ انگلینڈ کی گورنمنٹ مذہب طور پر کام کرتی تھی جب بوئروں نے مثال کو فتح کر لیا تو انہوں نے یہ دعوے کیا کہ یہ برٹش کولونی ہے

اور اسی وقت اس نے یہ نامبارک مقولہ ظاہر کیا کہ برٹش رعایا اپنی خوشی سے اپنی فریاں مٹائی
 کو نہیں چھوڑے گی اور جہاں جاسکتی ہے وہاں جائیگی اور یہ صحرا نور درو لو تو برٹش کو لوٹی
 کے رستے بتانے والے ہی ہیں۔ ۱۸۴۲ء میں ڈربان میں انگریزی سپاہ کی تین کمپنیاں گئیں
 یہ ٹھہری بھر سپاہیوں کو بوسٹروں نے کین گاہ میں بیٹھ کے مار ڈالا۔ مگر زندہ سپاہیوں نے ایک
 مقام کو حصار بنا لیا جب تک اس کو محفوظ رکھا کہ گگ آگئی۔ پھر انہوں نے بوسٹروں کو پکڑ
 کر دیا۔ اس وقت سے آئندہ زمانے میں شمالی برٹش کو لوٹی یعنی انگریزی آبادی ہو گیا۔
 زیادہ تر بوسٹروں نے شمال مشرق میں اہل و عیال و اسباب خانہ داری کو ساتھ لے کر زمین
 توری اس لئے اختیار کی کہ کہیں اپنا مسکن و ماہرے بنائیں۔ اور اورنج فری سٹیٹ اور
 ٹرانسوال میں اپنے بھائیوں سے درددلی کا اظہار کریں۔ انگریزوں نے جو شمال کو اپنے تسلط
 میں الحاق کیا۔ اس کی حدود متعین نہ تھیں۔ بوسٹروں کو شمال سے جانے سے ایسی مہفرت
 پہنچی کہ وہ انگریزوں کے جانی دشمن ہو گئے۔

اب جو دریائے اورنج اور لم پوپو کے درمیان شمال اور جنوب میں ایک وسیع خط میں نئے
 آباد ہونے والے فکر لبے اور کیپ کو لوٹی سے اور آدمی ان میں آن کر آباد ہوئے اس سبب
 سے ان کی تعداد چند رہزار ہو گئی۔ ان میں آپس میں اتحاد کا سبب فقط یہ تھا کہ وہ کافر قوموں
 سے لڑنا اور انگریزوں سے عداوت رکھنا چاہتے تھے۔ درنہ ان میں اپنی اپنی حدود کے اندر
 تفریق اور تفریق در تفریق ایسی ہی تھی جیسی کہ بچے لکھنے والے انڈوں میں ہوتی ہے۔ ٹرانسوال
 میں جاننا پہنک فرقے آپس میں دنگ فساد و جنگ کرتے رہتے تھے۔ اور کیپ کے حاکموں
 سے لڑائی رکھتے تھے۔ ۱۸۴۸ء میں بلوم فونٹین میں ایک قلعہ بنایا گیا۔ اور یہ ضلع برٹش
 گورنمنٹ میں الحاق کیا گیا۔ بلوم بیٹ نقل مکان کرنے والوں نے بے فائدہ مقابلہ کیا اور
 ایک ہی شکست پا کر شائستہ حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

اسی عرصے میں ٹرانسوال میں بہت بوسٹروں لبے اور اپنے آزادی کے خواہان سوئے برٹش
 گورنمنٹ نے ان کو آزادی دیدی اور فریقین میں سینہ روبرو یہ عہد و پیمان ہوئے کہ
 برٹش گورنمنٹ بوسٹروں کو اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنے معاملات کا خود فیصلہ کریں اور اپنے

قوانین کے موافق اپنے اوپر آپ حکومت کیا کریں اس میں برٹش گورنمنٹ کچھ مداخلت نہیں کریگی بشرطیکہ وہ علامی کو اپنے یہاں نہ رکھیں گے۔ بس اس طرح جنوبی افریقہ میں ایک بڑی پبلک قائم ہوئی اس وقت میں شرتی معاملات کے سبب سے ایک جنگ عظیم کا طوفان اٹھنا ہوا نظر آتا تھا۔ دنیا کے ہر حصہ میں مدبران برٹش بہت سے اشتغال رکھتے تھے اور جنوبی افریقہ کے الحاق سے ہمیشہ منفعت مشتبہ تھی اور مصرت یقینی تھی۔ برٹش گورنمنٹ نے اورنج سیٹ سے اپنی سپاہ کو بلو الیا گوا باشند۔ دل کا بڑا حصہ اس سپاہ کے بلانے سے راضی تھا مگر یہ کہنا ناممکن ہے کہ باشندوں کی کثرت اس سے ناراضی کی تھی یا نہیں اور نئی ری پبلک بغیر کسی قید کے آزاد کر دی گئی۔ جب اس فوج کے بلانے کی ناراضی کی عرضی ہوم گورنمنٹ میں لوگوں کی طرف سے پیش ہوئی تو جنگا نقصان اس تغیر سے ہوا تھا انکے اٹھنا لیس ہزار پونڈ معاوضہ نقصان کے دیئے گئے۔ بس ۱۸۵۲ء اور ۱۸۵۵ء میں یہ دوزور آدریشٹس پیدا ہوئے جنہوں نے انگلستان کی سپاہ کو بہت دلوں تک حیران رکھا۔ اس عرصہ میں کیپ کولونی باجو دیکہ اس کا ایک حصہ بکل گیا تھا نہایت مرفہ الحال ہوئی اور اس کی آبادی بڑھ گئی ۱۸۵۵ء میں دو لاکھ چوبیس فرج۔ جرمن آباد تھے۔ اس آبادی میں چوبیس زیادہ تھے ۱۸۵۵ء میں انگلنڈ نے اس کو لونی کو سیلف گورنمنٹ عنایت کی کہ وہ خود اپنے اوپر آپ حکمرانی کریں اور ملکہ معظمہ کا قائم مقام ایک گورنر ہے جو برائے نام اختیار متروک العمل منسوخی قوانین کا وضع قوانین میں رکھے۔ اس نظام کے موافق کولونی میں چوبیس نے اپنے قائم مقاموں کو زیادہ ذی اختیار بنایا۔ بالفعل چوبیس کا قانون بجالایا گیا اور انگریزوں کی چال چوبیس نے اختیار کی اور فزوں کی زبان چوبیس مقرر کی۔ انگریزی کولونی میں انگریزوں پر چوبیس گورنمنٹ فرمانروائی کرتی تھی مگر یہاں شہر کی بیونی پل پل ہوئے کیلڈ وڈ دینے کا اختیار نہیں رکھتے سینڈرور کے عہد نامہ کے چوبیس میں سے ایک جنوبی افریقہ کے برگردن لبرگر اس آدمی کہتے ہیں جو کسی برگ یعنی قصبے یا شہر میں رہتا ہو جسکو حقوق آزادی حاصل ہوں اور وہ پارلیمنٹ میں اپنی طرف سے ممبر منتخب کر کے بیجھ سکتا ہو) اپنی زلیسنٹ کا طریقہ بڑا تشدد و ظلم و ستم کا اختیار کیا ایسی آدمیوں سے

تتواثر لڑتے تھے کبھی کبھی آپس میں بھی جنگ کرتے تھے۔ جنوب میں ایک چھوٹی سی
 رومی پہلک پر بھی شبہ آتے تھے جس کے سبب سے بد نظمی نے پاؤں پھیلانے۔ ہرگز
 محمول نہیں ادا کرتے تھے اس سبب سے خزانے خالی پڑے تھے۔ شمال سے کافر
 قوم اور شرق میں زولو قوم بوئروں کو دھمکاتی تھی انگریزوں کے طرفداروں کے
 اس کہنے میں مبالغہ ہے کہ بوئروں کو انگریزوں نے بیچ میں پڑ کر بچایا۔
 بوئروں کے پاس سپاہ ایسی تھی کہ دونوں زولو اور سیکوکنی کی سپاہیں ملکر
 اس کے ہم پلہ و مد مقابل ہوتیں۔ مگر یقینی بوئروں پر ایک خوفناک حملہ ہونے والا تھا
 انکے پرانے فارم ہوس کافروں کے حملے کے لیے کھلے پڑے تھے بہر تحقیق فلس
 شپ سٹن انگریزی کمشنر نے تین مہینے تحقیقات کر کے سب کاموں کو یوں طے کیا
 کہ بوئروں سے امتزاع ملک کر کے اپنے ملک میں الحاق کیا۔ یہ امر واقعی کہ اس نے
 پچیس آدمیوں کے زور سے ملک کو الحاق کر لیا اس کے اس سچے یقین کی تصدیق
 کرتا ہے کہ اس میں کوئی مسلح مقابلہ کا اندیشہ نہیں تھا مگر یہ امر کہ سینڈور کے
 عہد نامہ کو برعکس کرنا تھا جسے جنوبی افریقہ کی تاریخ میں ایک نیا باب کھلا۔
 اس وقت میں زولونجا امر یہہ معلوم ہوا تھا کہ بوئروں کے دلوں میں اس الحاق کا ملق
 نہیں ہے۔ وہ اپنے آپس کے لڑائی جھگڑوں سے در ماندہ اور مصائب تکالیف
 سے سخت ہورہے تھے۔ برگروں کے پریسیڈنٹ نے باقاعدہ اقرار اطاعت
 کر کے کیپ کو لوئی میں سکونت اختیار کی گورنمنٹ نے اس کی پیشن مقرر کر دی۔ اس
 الحاق کے برخلاف عرضی لکھی گئی جس میں بوئروں کے کثرت سے دستخط مگر جو اس الحاق کے برخلاف نہ تھے وہ بھی
 کچھ تھوڑے تھے۔ اگر دیکھیں خود انگریزی گورنمنٹ کے ماتحت متخواہ دار عہد قبول لیا تھا سارے آثار ایسے تھے کہ اگر کام
 دور اندیشی و احتیاط سے کیا جاتا تو بوئراںگریزی علم کے نیچے اطاعت قبول کر لیتے۔
 یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر اس الحاق میں التوا ہوتا تو بوئروں کو اس الحاق کی درخواست کرتے۔
 اس لڑائی کا باقی حال جو حضرت علیا ملکہ معظمہ کی ذات خاص متعلق ہے وہ انکی سوانح عمری میں
 بیان کر دیا ہے اس لیے اس لڑائی کا حال زیادہ نہیں لکھتا کہ وہ حضرت علیا کی وفات کے بعد ختم ہوئی ہے

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	جنگ کریمیا	۲۵	جنگ ایفون
۲۸	اہل انگلنڈ و اہل چین کی جنگ	۳۲	مناو لبنان
۳۳	قتل کے لئے سازش کریمیا نوکی ستر کابل	۳۴	یہودیوں کا ممبر پارلیمنٹ ہونا
۳۴	جزائر آرمی اوینا	۳۵	اطالی کی آزادی کے لئے جنگ ۱۸۵۹ء
۳۶	دولتیں و فرانس کے ساتھ تجارت کی بائین عہدہ	۴۱	کاغذوں و اخباروں پر محصول کی موقوفی
۳۷	امریکہ میں آپس میں لڑائیاں ۱۸۶۱ء	۴۴	پولینڈ کے معاملات و جزیرہ جیمیکا
۳۹	رومی کا قحط و امریکہ کی سولہ ارکا خانہ ۱۸۶۱ء	۴۵	اندرونی و بیرونی منادات
۴۰	لارڈ پامرسٹن کے آخری ایام و لارڈس کی موت	۴۷	جنگ ابی سینیا
۴۰	لارڈ ڈربی کی تیسری دفعہ وزارت ۱۸۶۹ء	۵۴	تعلیم کابل
۴۲	نیوز لینڈ و شانسی ڈچا جان وغیرہ میں لڑائی چھلکری	۵۷	پروشیا و آسٹریا کی لڑائی ۱۸۶۶ء
۴۵	کتیڈرا کے معاملات و جزائر آسٹریلیا	۵۹	وزارت کی پولیس دول خارجیہ ۱۸۶۲ء
۴۷	بالٹ لاؤٹیلڈز	۶۰	مسٹر گلڈسٹن کی وزارت اول کا
۵۱	مسٹر گلڈسٹن کی وزارت اور آئر لینڈ سے		تشریل ۱۸۶۷ء کو انگریس پرنس روس
	سینٹ چرچ کا موقوف ہونا ۱۸۶۹ء		و ترکی کے معاملات -
۵۱	آئر لینڈ کا قانون اراضی ۱۸۶۱ء	۶۴	افغان تمان پر حملہ
۵۵	سپاہ میں عہدوں کے فروخت کا قاعدہ	۶۵	جنگ جنوبی افریقہ
	موقوف ہونا ۱۸۶۱ء	۶۸	تینا لبریل انتظام لارڈ پرین جنگ افغانستان
۵۶	بال لوٹ ایکٹ ۱۸۶۲ء	۷۰	ٹرانسوال کے معاملات
۵۷	فرانس و جرمن کے درمیان لڑائی ۱۸۷۰ء	۷۲	محاملات مصر
۶۷	ہنر سونز کے حصوں کی خریداری	۸۲	گلڈسٹن کی دوبارہ وزارت
۸۰	پروفیسر اورڈ پامر کا مارا جانا -		

معاملات سوڈان ۸۶ سے ۱۰۵

مسٹر گلیڈ سٹون کی عہد وزارت میں معاملات سوڈان - مہدی کی فتوح اور وزارت انگلنڈ کی دشواریاں مصر کی مالی حالت کی ابتری - پارلیمنٹ کی تشویشات - جنرل گارڈن و زبیر پادشاہ و مہم ڈنگولہ - جنگ انبارا - جنگ اندرمان - نتائج جنگ سوڈان - افریقہ کی حالت حال و ماضی و فرقہ مہدیہ کی ترقی و تنزل -

جنگ ٹرانسوال ۱۰۶ سے آخر تک

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۸	اشاعت ہوئی	ان بابت رون	۴۱	۴	گیا	گئی
۸	۲	راہوں	راہوں	۴۱	۶	بورڈ	بورڈ
۱۰	۱۹	ڈیپوٹیس	ڈیپوٹیس	۴۲	۱۹	میک	میشک
۱۸	۶	آہنی کے	آہنی	۴۴	۳	کا	کار
۱۸	۸	پاس	باس	۴۹	۱۶	ے پٹر	نے پٹر
۲۳	۱۶	آر	آر	۴۹	۲۲	ستانا	ستانا
۲۵	۲	شیٹس	شیٹس	۵۵	۲۳	رگیوار	رگیولر
۳۱	۲۰	جینے	چینی	۵۷	۴	پولی میسی	یونیورسٹی
۳۱	۲۲	قید	قید کی	۶۰	۷	استیضا	استعفا
۳۳	۱۰	بڑی	انکو بڑی	۸۱	۱	پیدا	نہ پیدا
۳۳	۱۶	ل	ل	۹۰	۸	کرہیم	گرہیم
۳۴	۱	قاتلوں	قاتلوں کے	۹۱	۱۵	ریلی	نے
۳۵	۱۹	سیس	شیٹس	۹۲	۱۴	تھین	تھی
				۱۰۲	۳۰	استارادانہارا	انبارا





